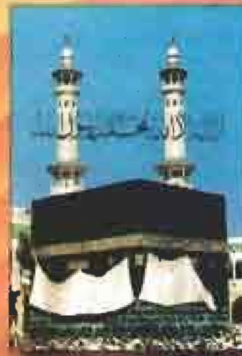
اہلسنت وجماعت کون ہیں

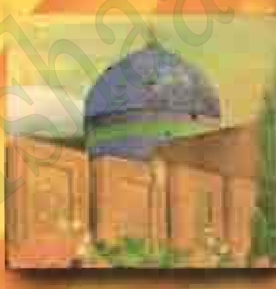




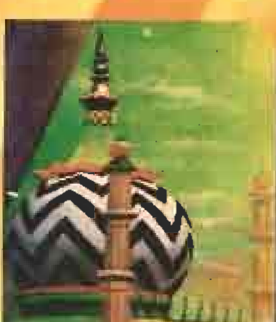
مصنف:

حضرت علامہ مولانا

ضیاء اللہ قادری صاحب



مفت سلسلہ اشاعت ۲۹



جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر۔ کراچی

پیش لفظ

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

لباسِ خضر میں یاں سینکڑوں رہزن بھی پھرتے ہیں
اگر جینے کی خواہش ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

اہلسنّت وجماعت وہ مقدس گروہ ہے جس کے حق ہونے اور جنّتی ہونے کی بشارت سے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھری پڑی ہیں۔ جا بجا حبیب کردگار علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے اس گروہ کے جنتی ہونے کی خبریں دیں اور اس کے ساتھ وابستہ رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔

یہ دور جس سے ہم گذر رہے ہیں ایسا پُر آشوب اور پُر فتن ہے کہ الامان والحفیظ! ہر طرف ڈاکہ زنی و رہزنی عام ہے۔ کہیں جان کا خطرہ تو کہیں مال کے ضائع ہو جانے کا خوف، کہیں آل و اولاد کے چھن جانے کا خدشہ تو کہیں عزت و وقار پامال ہو جانے کا کھٹکا اور ان سب سے بڑھ کر ایک مسلمان کے لئے اس کی متاعِ عزیز اور دولت گراں قدر یعنی "ایمان" کے لٹ جانے کا اندیشہ شدید اور وہ بھی اِس چالاکی اور جبارت سے کہ لٹنے والے کو اپنے ایمان کے لٹ جانے کا احساس تک نہیں ہوتا گویا بقول اعلیٰ حضرت

ع آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں۔

انسانی فطرت ہے کہ وہ برائی کی کھلی دعوت کو کم ہی قبول کرتا ہے اس لئے اسے اپنے دامِ فریب میں پھانسنے کے لئے ہر داعی شر کو خیر خواہ کے بھیس میں آنا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج کل ایمان کا ہر ڈاکو اپنے آپ کو جنتی گروہ "اہلسنّت وجماعت" کا خادم ظاہر کر کے، اپنے باطل نظریات کو ایمان اور اسلام کا نام دے کر ایک بھولے بھالے مسلمان کو راہِ ایمان سے بھٹکا دیتا ہے۔ کہیں "سپاہ صحابہ" کا

دعویٰ کرکے تو کہیں "تحفظِ ختمِ نبوّت" کا نعرہ بلند کرکے عقیدہ ختمِ نبوّت اور عظمتِ صحابہ کو کھلے بندوں ختم کرنے کی سعیٔ لاحاصل کی جانے لگی۔ ایسی غارت گرِ ایمان کتب اور عبارات لکھی گئی ہیں کہ جن پر چشمِ مومن خون کے آنسو رو دیتی ہے۔

جس طرح "گوبر پہ چاندی کا ورق لگا دینے سے وہ لڈّو نہیں بن جاتا" اسی طرح صرف اپنے آپ کو اہلسنّت وجماعت کہہ لینے سے کوئی شخص سُنّی نہیں ہو جاتا جب تک اس کے نظریات سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جماعتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم کے نظریات کے مطابق نہ ہو جائیں۔

مگر ایک عام مسلمان اپنے عقائد و نظریات کے دلائل و براہین سے لاعلمی کی وجہ سے جنتی گروہ "اہلسنّت وجماعت" اور شاتمانِ رسول (جو کہ اپنے آپ کو اہلسنّت وجماعت کا فرد ظاہر کرکے ایمانِ مسلم پر حملہ آور ہوتے ہیں) میں تمیز نہیں کر سکتا

پیشِ نظر کتاب "اہلسنّت وجماعت کون ہیں؟" میں حضرت علّامہ مولانا ضیاء اللہ قادری صاحب مدظلہٗ عالی نے نہ صرف عقائدِ اہلسنّت وجماعت کو مدلّل اور مفصل انداز میں بیان فرمایا ہے بلکہ ان شاتمانِ رسول کی کئی زہر آلود عبادتوں کو کتاب ھٰذا کے دامن پر اس طرح سمیٹ دیا ہے جیسے کسی بے گناہ کے دامن پر خون کی چھینٹیں قاتل کی سفاکی کا پتہ دے رہی ہیں۔ ان شاء اللہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد قاری کو اہلسنّت وجماعت کی شناخت میں دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت اس کتاب کو مفت شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے ساتھ ہی ساتھ مصنّف جلیل کی بے حد ممنون و مشکور بھی ہے کہ انھوں نے باوجود اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہونے کے اسکی مفت اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کو اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے اور جمعیت کی اس سعی کو مقبول فرماتے ہوئے اس کتاب کو نافع ہر خاص و عام بنائے۔ آمین!

فقط:

ادنیٰ سگ درگاہِ وقار الدین رحمۃ اللہ علیہ

محمد عرفان وقاری عفی عنہ

اِنتساب

فقیر اپنی اس حقیر کاوش کو استاذ الاساتذہ، فخر الجہابذہ، عُمدۃ المدرسین، زبدۃ المحققین، آفتاب اہلسنت، مخدومِ ملک وملت، مخزنِ علم وحکمت، پیرِ طریقت، شیخ الحدیث والتفسیر سیدی سندی مربی، استاذی علامہ الحاج حافظ محمد عالم صاحب لازالت شموس افضالہ شیخ الجامعہ دار العلوم جامعہ حنفیہ ڈسکہ دروازہ سیالکوٹ

کی

ذاتِ گرامی سے منسوب کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے۔ جن کی شفقت، تربیت اور دُعا سے مسلکِ حق اہلسنت وجماعت کی خدمات سرانجام دینے کے قابل ہوا۔ اللہ تعالیٰ بجاہ النبی الکریم العلیم القسیم الخبیر علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم قبول فرمائے۔ اور ذریعہ نجات بنائے۔

(آمین!)

فقیر ابو الحامد محمد ضیاء اللہ القادری الاشرفی غفرلہ
خادم دار العلوم قادریہ عبد الحکیمیہ
خطیب مرکزی جامع مسجد علامہ عبد الحکیم علیہ الرحمۃ
تحصیل بازار سیالکوٹ

ماخذِ کتاب

۱- قرآنِ پاک

۲- تفسیر ابنِ عباس از سید المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۳- تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ

۴- تفسیر ابنِ جریر امام محمد بن جریر طبری علیہ الرحمۃ

۵- تفسیر خازن از امام علی بن محمد خازن علیہ الرحمۃ

۶- تفسیر مدارک از امام عبداللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمۃ

۷- تفسیر قرطبی از امام قرطبی علیہ الرحمۃ

۸- تفسیر معالم التنزیل از امام ابو محمد الحسین بغوی علیہ الرحمۃ

۹- تفسیر روح البیان از امام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ

۱- تفسیر روح المعانی از امام محمود آلوسی علیہ الرحمۃ

۱۱- تفسیر عزیزی از شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ

۱- تفسیر درمنثور از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ

۱۱- تفسیر جلالین از 〃 〃 〃 〃

- تفسیر غرائب القرآن از امام محمد بن حسین نیشاپوری علیہ الرحمۃ

تفسیر مظہری از امام قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ

تفسیر حسینی از امام معین الدین واعظ کاشفی علیہ الرحمۃ

تفسیر سراج المنیر از امام محمد بن شربینی علیہ الرحمۃ

۱ تفسیر جمل از امام سلیمان علیہ الرحمۃ

۹ تفسیر صاوی از امام احمد الصاوی علیہ الرحمۃ

۰ صحیح بخاری از امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ

۱ صحیح مسلم از امام مسلم بن الحجاج علیہ الرحمۃ

۱۲- جامع ترمذی از امام ابو عیسےٰ ترمذی علیہ الرحمۃ

۳ ابنِ ماجہ از امام ابو عبداللہ محمد علیہ الرحمۃ

۴ ابوداؤد از امام سلیمان بن اشعث علیہ الرحمۃ

۵ نسائی از امام احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ

۲۶- دار قطنی از امام علی بن عمر علیہ الرحمۃ

۲۷- مشکوٰۃ از امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ علیہ الرحمۃ

۲۸- طبرانی از امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی 〃

۲۹- مستدرک از امام ابو عبداللہ بن محمد بن عبداللہ علیہ الرحمۃ

۳۰- تلخیص مستدرک از ابو عبداللہ بن محمد بن احمد ذہبی 〃

۳۱- مسند امام احمد از امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ

۳۲- کنز العمال از امام علی بن حسام الدین علیہ الرحمۃ

۳۳- مصنف عبدالرزاق از امام عبدالرزاق علیہ الرحمۃ

۳۴- فتح الباری از امام شہاب الدین ابن حجر عسقلانی 〃

۳۵- عمدۃ القاری از امام بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ

۳۶- بہجۃ النفوس از امام ابو محمد عبداللہ بن ابو جمرہ 〃

۳۷- ارشاد الساری از امام شہاب الدین احمد قسطلانی 〃

۳۸- مرقاۃ از امام علی القاری علیہ الرحمۃ

۳۹- اشعۃ اللمعات از امام عبدالحق محدث دہلوی 〃

۴۰- مظاہر حق از نواب قطب الدین دہلوی علیہ الرحمۃ

۴۱- دارمی از امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی 〃

۴۲- سُنن کبریٰ از امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی 〃

۴۳- جامع صغیر از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ

۴۴- شرح الصدور از 〃 〃 〃 〃 〃

۴۵- مواہب اللدنیہ از امام احمد قسطلانی علیہ الرحمۃ

۴۶- زرقانی از امام محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ

۴۷- دلائل النبوۃ از امام ابو نعیم احمد بن عبداللہ علیہ الرحمۃ

۴۸- حلیۃ الاولیاء از 〃 〃 〃 〃 〃

۴۹- دلائل النبوۃ از امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی 〃

۵۰- شمائل ترمذی از امام محمد بن عیسےٰ ترمذی علیہ الرحمۃ

٥١- البدایہ والنہایہ از عماد الدین ابن کثیر علیہ الرحمۃ
٥٢- النہایہ از ″ ″ ″ ″
٥٣- شفاء شریف از امام قاضی عیاض علیہ الرحمۃ
٥٤- شرح شفاء از امام علی القاری علیہ الرحمۃ
٥٥- نسیم الریاض از امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ
٥٦- مدارج النبوۃ از امام عبد الحق دہلوی علیہ الرحمۃ
٥٧- ماثبت بالسنۃ از ″ ″ ″ ″
٥٨- جذب القلوب از امام عبد الحق دہلوی علیہ الرحمۃ
٥٩- طبقات ابن سعد
٦٠- الاستیعاب از امام ابن عبد البر علیہ الرحمۃ
٦١- مصباح الزجاجہ از عبد الغنی دہلوی
٦٢- فیض الباری از انور شاہ کشمیری
٦٣- فتح الملہم از مولوی شبیر احمد عثمانی
٦٤- کنوز الحقائق از امام عبد الرؤف مناوی علیہ الرحمۃ
٦٥- انوار محمدیہ از امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ
٦٦- شواہد الحق از ″ ″ ″ ″ ″ ″
٦٧- جامع کرامات الاولیاء ″ ″ ″ ″ ″
٦٨- افضل الصلوات ″ ″ ″ ″ ″
٦٩- جواہر البحار ″ ″ ″ ″ ″
٧٠- حجۃ اللہ علی العالمین ″ ″ ″ ″
٧١- منتخب الصحیحین ″ ″ ″ ″
٧٢- طحطاوی از امام طحطاوی علیہ الرحمۃ
٧٣- مسانید امام اعظم از امام محمد بن محمود علیہ الرحمۃ
٧٤- مطالع المسرات از امام محمد مہدی الفاسی ″
٧٥- دلائل الخیرات از امام عبد الرحمٰن جزولی علیہ الرحمۃ
٧٦- انیس الجلیس از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
٧٧- خصائص الکبریٰ از ″ ″ ″ ″ ″

٧٨- الادب المفرد از امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ
٧٩- تاریخ کبیر از امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ
٨٠- مجمع الزوائد از امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ
٨١- فتاویٰ حدیثیہ ″ ″ ″ ″
٨٢- نعمت کبریٰ ″ ″ ″ ″ ″
٨٣- صواعق محرقہ ″ ″ ″ ″
٨٤- بیان المیلاد النبوی از امام عبد الرحمٰن ابن جوزی ″
٨٥- کتاب الوفاء از ″ ″ ″ ″
٨٦- مولد العروس ″ ″ ″ ″ ″ ″
٨٧- وفاء الوفاء از علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ
٨٨- مقاصد حسنہ از امام محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی ″
٨٩- القول البدیع ″ ″ ″ ″ ″
٩٠- کتاب الاذکار از امام یحییٰ بن شرف النووی ″
٩١- طبقات الکبریٰ از شیخ عبد الوہاب شعرانی ″
٩٢- میزان الکبریٰ ″ ″ ″ ″ ″ ″
٩٣- شامی از امام ابن عابدین علیہ الرحمۃ
٩٤- مجمع البحار از علامہ طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ
٩٥- مبسوط از امام سرخسی علیہ الرحمۃ
٩٦- غنیۃ الطالبین از شیخ سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ
٩٧- تنویر القلوب از امام محمد امین الکردی علیہ الرحمۃ
٩٨- مرآۃ الجنان از امام از امام عبد اللہ یافعی علیہ الرحمۃ
٩٩- روض الریاحین از امام عبد اللہ یافعی علیہ الرحمۃ
١٠٠- عوارف المعارف از امام شہاب الدین سہروردی
١٠١- کیمیائے سعادت از امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ
١٠٢- عصیدۃ الشہدہ از علامہ عمر بن احمد خرپوتی علیہ الرحمۃ
١٠٣- مفردات از امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ
١٠٤- سیرت حلبیہ از امام علی بن برہان الدین حلبی ″

١٠٥- الدرر السنیۃ از امام احمد بن زینی دحلان مکی علیہ الرحمۃ
١٠٦- سیرت النبویہ " " " " "
١٠٧- کتاب الفوائد فی الصلات والعوائد از شہاب الدین احمد بن عبد اللطیف علیہ الرحمۃ۔
١٠٨- تنبیہ الغافلین از امام فقیہ ابو اللیث سمرقندی "
١٠٩- بستان العارفین " " " " "
١١٠- الریاض النضرہ از امام ابو جعفر احمد علیہ الرحمۃ
١١١- حیوٰۃ الحیوان از امام کمال الدین دمیری علیہ الرحمۃ
١١٢- تاریخ طبری از امام ابن جریر علیہ الرحمۃ
١١٣- رسالۃ السنیین از شیخ مصطفیٰ کریمی علیہ الرحمۃ
١١٤- فتوح الشام از ابو عبد اللہ محمد بن واقدی علیہ الرحمۃ
١١٥- التوسل بالنبی از امام ابو حامد بن مرزوق علیہ الرحمۃ
١١٦- حصن حصین از امام محمد بن محمد جزری علیہ الرحمۃ
١١٧- اسنی المطالب از شیخ محمد بن سید درویش علیہ الرحمۃ
١١٨- ازالۃ الخفاء از شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ
١١٩- حجۃ اللہ البالغہ " " " " "
١٢٠- انتباہ فی سلاسل اولیاء " " " "
١٢١- شرح قصیدہ امالی از ملا علی قاری علیہ الرحمۃ
١٢٢- شرح فقہ اکبر از " " " "
١٢٣- قصیدہ النعمان از امام نعمان بن ثابت علیہ الرحمۃ
١٢٤- قصص الانبیاء از علامہ عبد الواحد علیہ الرحمۃ
١٢٥- بستان المحدثین از شاہ عبد العزیز دہلوی علیہ الرحمۃ
١٢٦- فتاویٰ عزیزی از " " " "
١٢٧- اعلام الموقعین از ابن قیم
١٢٨- کتاب الروح " "
١٢٩- جلاء الافہام " "
١٣٠- الفرقان بین اولیاء الرحمٰن والشیطان از ابن تیمیہ

١٣١- نشر الطیب از مولوی اشرف علی تھانوی
١٣٢- امداد الفتاویٰ " " " " "
١٣٣- شمائم امدادیہ " " " " "
١٣٤- امداد المشتاق " " " " "
١٣٥- افاضات الیومیہ " " " " "
١٣٦- طریقہ مولود " " " " "
١٣٧- جمال الاولیاء " " " " "
١٣٨- رحمۃ للعالمین از قاضی سلیمان منصور پوری
١٣٩- الصلوٰۃ والسلام " " " "
١٤٠- عون المعبود از مولوی شمس الحق
١٤١- الشمامۃ العنبریہ از نواب صدیق حسن بھوپالی
١٤٢- مسک الختام از " " "
١٤٣- مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیہ از علمائے نجد۔
١٤٤- تفسیر ستاری از مولوی عبد الستار دہلوی
١٤٥- تقویۃ الایمان از مولوی اسماعیل دہلوی قتیل
١٤٦- سیرت المصطفیٰ از مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی
١٤٧- تاریخ اہلحدیث از " " "
١٤٨- سراجاً منیرا " " " "
١٤٩- الکوکب " " " "
١٥٠- سیرت النبی از مولوی شبلی نعمانی
١٥١- خطبات مدراس از مولوی سلیمان ندوی
١٥٢- فیض الباری از مولوی انور شاہ کشمیری
١٥٣- المہند از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی
١٥٤- نجدی تحریک پر ایک نظر از مولوی بہار الحق قاسمی
١٥٥- عطر الوردہ از مولوی ذو الفقار علی دیوبندی
١٥٦- فضائل درود شریف از مولوی ذکریا سہارنپوری
١٥٧- رحمت کائنات از مولوی زاہد الحسینی

۱۵۸۔ اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ
۱۵۹۔ مکتوبات شیخ عبدالحق از " " " "
۱۶۰۔ کتاب الاسماء والصفات از امام بیہقی علیہ الرحمۃ
۱۶۱۔ تحفۃ الذاکرین از قاضی محمد بن علی شوکانی
۱۶۲۔ اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۴ جولائی ۱۹۱۴ء
۱۶۳۔ اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۱ جنوری ۱۹۱۴ء
۱۶۴۔ اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۸ مئی ۱۹۴۲ء
۱۶۵۔ اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۱ اپریل ۱۹۴۴ء
۱۶۶۔ اخبار محمدی دہلی ۱۵ جولائی ۱۹۴۳ء
۱۶۷۔ اخبار الاعتصام لاہور ۱۶ مارچ ۱۹۵۴ء

فہرست

وجہ تالیف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی خَیْرِ الْوَرٰی
عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِ الْوَرٰی
شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی صَدْرِ الْعُلٰی نُوْرِ الْھُدٰی
کَھْفِ الْوَرٰی دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ
وَالْعَطَاءِ عَالِمِ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْ
کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبِنْتِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ
ذَوِی الدَّرَجَاتِ وَالْعُلٰی۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۠

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، باعثِ تخلیقِ کائنات، منبعِ برکات، اصلِ کائنات، روحِ کائنات، جانِ کائنات، مبداءِ کائنات، وجہِ کائنات، صدرِ بزمِ کائنات، مختارِ شش جہات، حضور پُرنور، نورٌ علیٰ نور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی اُمت سے پیدا فرمایا۔ اُس کے بعد اللہ کریم جل جلالہٗ کا یہ احسان ہے کہ اہلِ سنت وجماعت بنایا۔ دُعا ہے کہ اللہ کریم بجاہ النبی العظیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اِسی مسلک پر استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)۔

اِس وقت دنیا میں کئی فرقے موجود ہیں۔ جو کہ اپنی اپنی تبلیغ میں شب و روز کوشاں ہیں۔ اِن فرقوں میں دیوبندی اور غیر مقلد حضرات کی سازشیں اور ان کی ابلہ فریبی روز بروز بڑھتی جارہی ہیں۔

ایک دور تھا کہ جب دیوبندی حضرات غیر مقلدین کو دیکھنا گوارا نہ کرتے تھے بلکہ ان کو اپنی مسجد میں نماز تک نہ پڑھنے دیتے تھے۔ دیوبندی حضرات کے اکابر مولوی قاسم نانوتوی۔ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی اشرف علی تھانوی۔ مولوی حسین احمد مدنی۔ مولوی خیر محمد جالندھری۔ مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی وغیرہم کی تحریریں اس کی شاہد ہیں۔

ادھر غیر مقلدین حضرات مقلدین پر شرک کے فتووں کی بوچھاڑ کرتے تھے۔ میاں نذیر حسین دہلوی۔ نواب صدیق حسن بھوپالی۔ مولوی عبدالعزیز رحیم آبادی۔ مولوی عبداللہ غازی پوری مولوی ثناء اللہ امرتسری۔ حافظ عبداللہ روپڑی غیر مقلدین کے اکابر کی تحریریں اس کی شاہد ہیں۔

مگر چند سالوں سے دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث حضرات نے راولپنڈی شہر میں دیوبندی حضرات کے مولوی غلام خاں کے ہاں ایک اجلاس میں ایک مذہبی تنظیم "سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت" بنائی اور جگہ جگہ اس تنظیم کے تحت اجلاس منعقد کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ اس تنظیم کے صدر دیوبندی اور سیکرٹری حافظ عبدالقادر روپڑی غیر مقلد ہیں۔

دراصل ان حضرات کا اتحاد صرف اور صرف "اہل سنت وجماعت" حضرات کے خلاف ہے۔ انہوں نے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے "سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت" نام رکھا ہے۔

غیر مقلدین حضرات سے اگر سوال کیا جائے کہ اپنے آپ کو حنفی کہلانے والا سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقلد کیا آپ کے نزدیک صحیح العقیدہ مسلمان اہلسنت وجماعت ہے؟ تو جواب نفی میں دیں گے۔ حافظ عبدالقادر روپڑی جو کہ اس نوزائیدہ جماعت کے جنرل سیکرٹری ہیں ان سے پوچھ لو۔ یا روپڑی صاحب اپنے رسالہ تنظیم اہلحدیث میں ہی اپنا فتوےٰ شائع کر دیں۔ دیوبندی حضرات (جو کہ اپنے آپ کو مقلد اور حنفی کہلاتے ہیں) سے کوئی پوچھے کہ مقلد کو صحیح العقیدہ مسلمان تسلیم نہ کرنے والا آپ کے نزدیک اہلسنت وجماعت ہو سکتا ہے۔ تو جواب نفی میں دیں گے۔ تو پھر ان دونوں کا آپس میں مل کر "سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت" تنظیم بنانا اور اس کے تحت جلسے کرنا اس حقیقت کی ترجمانی ہے۔ سادہ لوح مسلمانوں کو یہ حضرات دھوکہ دے کر اپنے دامِ تزویر میں پھنسانا چاہتے ہیں۔ اور یہ سراسر عیاری اور مکاری ہے۔ حقیقت میں یہ دونوں ہی سے

اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔ لیبل اور ٹائیٹل لگانے سے کام نہیں چلتا۔ اگر کوئی پیشاب کی بوتل پر عرق گلاب کا لیبل لگا کر مارکیٹ میں لے آئے تو وہ عرق گلاب نہیں بن جائے گا۔ بلکہ پیشاب کا پیشاب ہی رہے گا۔

مرشدی مخدومی سیدی سندی مربی شیخ طریقت عالم شریعت۔ مخزن علم وحکمت محسن اہلسنّت حضرت قبلہ عالم پیر خواجہ محمد شفیع صاحب قادری علیہ الرحمۃ سجادہ نشین دربار گوہر بار غوثیہ ڈھوڈا شریف ضلع گجرات نے ان دیوبندی اور غیر مقلدین وہابی حضرات کی اس سازش کو بھانپتے ہوئے حکم فرمایا کہ ایک ایسی کتاب لکھو جسمیں قرآن وحدیث کی روشنی میں دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات کے عقائد کا بطلان پیش کیا جائے اور واضح کیا جائے کہ دیوبندی اور غیر مقلد وہابی اہلسنّت وجماعت نہیں۔

میرے حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کی ساری زندگی شریعت مطہرہ کی پابندی اور مسلک حق اہلسنّت وجماعت کی اشاعت میں گزری۔ جہاں کہیں بھی کوئی شریعت مطہرہ کی بغاوت کرتا اور مسلک حق اہلسنت وجماعت کے خلاف آواز اٹھاتا۔ آپ تحریری اور تقریری ہر دو طریق سے اس کے سدِباب کے لیے کوشاں رہے۔

فقیر نے اللہ تعالےٰ کا نامِ مبارک لیکر سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں استغاثہ پیش کر کے غوث العالمین، غوث الاعظم، شہنشاہِ اولیاء سیدنا ابو محمد عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ وارضاہٗ عنّا کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہوئے اپنے شیخ کامل علیہ الرحمۃ کے ارشادِ مبارک کی تعمیل کرنے کی کوشش کی۔

الحمد للہ ربّ العالمین! اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضل وکرم اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے تصرف اور حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کی نظر التفات سے یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں موجود ہے۔

فقیر نے متانت اور سنجیدگی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ ہر ایک عقیدہ کو قرآن پاک اور حدیث شریف کی روشنی میں مستند کتب کے حوالجات سے پیش کیا ہے۔

تعصب کو بالائے طاق رکھکر اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا مسلمان ضرور فیصلہ کرے گا کہ دیوبندی اور غیر مقلدین وہابیوں کا اہلسنت و جماعت کہلانا دھوکہ دہی اور ابلہ فریبی ہے۔

دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات کے عقائد جو درج کیئے ہیں۔ یہ ان کے مسلمہ اکابر کی کتب میں تحریر ہیں۔ تفصیلاً اگر ان کے عقائد کا مطالعہ کرنا ہو اور ان کتابوں کے نام دیکھنے ہوں تو فقیر کی کتاب وہابی مذہب کی حقیقت اور عقائد وہابیہ کا مطالعہ فرمائیں۔

اس کتاب میں درج کردہ کتب کے حوالہ جات نہایت احتیاط سے درج کیئے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو حوالہ جات کی طلب ہو تو وہ حوالہ جات کی فوٹو سٹیٹ منگوا سکتا ہے۔ اس کا خرچہ طالب کے ذمے ہوگا۔

اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ اپنے پیارے حبیب لبیب نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے وسیلہ جلیلہ سے مسلمانان عالم کو ان مذہبی بہروپیوں سے محفوظ رکھے اور مسلک حق اہلسنت و جماعت پر قائم رہنے کی توفیق بخشے۔

(آمین ثم آمین)

فقیر ابو الحامد محمد ضیاء اللہ القادری الاشرفی غفرلہ

خطیب مرکزی جامع مسجد علامہ عبد الحکیم علیہ الرحمۃ

تحصیل بازار۔ سیالکوٹ شہر

امکان کذب باری تعالےٰ

دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔

اہلسنت وجماعت حضرات کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا - (پ ۱۵)	اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی
وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا -	اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی

تفسیر کبیر امام المفسرین علامہ فخر الدین رازی علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں۔

لِاَنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَجُوْزُ اَنْ یَّظُنَّ بِاللّٰهِ الْکِذْبَ بَلْ یَخْرُجُ بِذٰلِكَ عَنِ الْاِیْمَانِ - (تفسیر کبیر صـ۱۷۹ جـ۵ مطبوعہ مصر)	کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا گمان کرے بلکہ ایسا گمان ایمان سے خارج کر دیتا ہے۔
مِنْ صِفَاتِ کَلِمَةِ اللّٰهِ صِدْقًا وَالدَّلِیْلُ عَلَیْهِ الْکِذْبُ نَقْصٌ وَالنَّقْصُ عَلَی اللّٰهِ مُحَالٌ - (تفسیر کبیر صـ۱۳۸ جـ۴)	سچ بولنا اللہ تعالیٰ کی صفت میں سے ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر نقص ہے اور اللہ تعالیٰ میں نقص ہونا محال ہے۔

لہ غیر مقلدین کے مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے امام رازی کو امام ہمام لکھا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ امام رازی رضی اللہ عنہٗ عقیدہ اور مذہب کے مسلمان اہلسنت تھے۔ (اہلحدیث امرتسر صـ۵ ۲۴ جولائی ۱۹۱۴ء) حافظ عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ امام رازی کا پایہ علوم آلیہ اور عالیہ خصوصًا علم تفسیر میں اہلِ علم پر مخفی نہیں۔ (درایت تفسیری صـ۹۷) (فقیر قادری اشرفی غفرلہٗ)

تفسیر بیضاوی | عمدۃ المفسرین امام عبدالرحمٰن بیضاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

لَا يَتَطَرَّقُ الْكَذِبُ إِلَىٰ خَبَرِهِ بِوَجْهٍ لِأَنَّهُ نَقْصٌ وَهُوَ عَلَى اللهِ تَعَالَىٰ مُحَالٌ۔

جھوٹ اللہ تعالےٰ کی خبر میں کسی طرح بھی راہ نہیں پا سکتا کیونکہ وہ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(تفسیر بیضاوی ص۱۵۰)

تفسیر خازن | زبدۃ المفسرین علامہ علی بن محمد خازن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

لَا أَحَدٌ أَصْدَقُ مِنَ اللهِ فَإِنَّهُ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَلَا يَجُوْزُ عَلَيْهِ الْكَذِبُ۔ (تفسیر خازن ص۴۲۱ ج۱ مصر)

مراد یہ ہے کہ اللہ سے سچا کوئی نہیں وہ خلافِ وعدہ نہیں کرتا۔ اور اس کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں۔

تفسیر قادری | دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے ممدوح مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی بھی رقمطراز ہیں۔ کہ

جھوٹ نقص ہے۔ اور حق تعالیٰ نقص سے پاک ہے۔ (تفسیر قادری ص۱۸۳ ج۱)

تفسیر سراج المنیر | علامہ خطیب محمد بن شربینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

قَوْلُهُ تَعَالَىٰ — اللہ تعالےٰ کا فرمان

فَلَنْ يُخْلِفَ اللهُ عَهْدَهُ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلَىٰ أَنَّ الْخُلْفَ فِيْ خَبَرِ اللهِ مُحَالٌ۔

اس میں دلیل ہے کہ خلف وعید اللہ تعالیٰ کی خبر میں محال ہے۔

(تفسیر سراج المنیر ص۷۳ ج۱)

تنویر الابصار | علامہ محمد بن عبداللہ تمرتاشی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وَلَا يُوْصَفُ اللهُ تَعَالَىٰ — اللہ تعالےٰ کا ظلم

بِالْقُدْرَةِ عَلَى الظُّلْمِ السَّفَهِ وَالْكَذِبِ لِأَنَّ الْمُحَالَ لَا يَدْخُلُ

بیعقلی اور کذب پر قادر ہونے سے موصوف ہونا۔ درست نہیں ہے کیونکہ

تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ — محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہوتا۔
یقدر ولا یفعل۔ (تنویر الابصار) — اور معتزلہ کے نزدیک قادر ہے اور کرتا نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری

اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ... او نسبہ الی الجہل او العجز والنقص ویکفر۔ (فتاویٰ عالمگیری ص۲۵۸ ج ۲)

اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا وصف بیان کیا جو اس کی شان کے لائق نہیں ... یا اللہ تعالیٰ کو یا عاجزی یا نقص کیطرف منسوب کیا تو وہ کافر ہوگا۔

شرح فقہ اکبر

علامہ محمد بن علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

انہ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل

اللہ تعالیٰ کا ظلم پر قادر ہونا نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے۔ اور یہ کہ محال قدرت کے تحت نہیں ہے لیکن معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ قادر ہے اور کرتا نہیں۔ (شرح فقہ اکبر)

مکتوبات شریف

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

او تعالیٰ از جمیع نقائص وسمات حدوث منزہ ومبرا است۔

وہ بلند ذات تمام نقائص سمتوں اور حدوث سے منزہ اور پاک ہے۔

(مکتوبات شریف فارسی ص۱۳ مکتوب نمبر ۲۶۶ جلد اول مطبوعہ کلکتہ)

قارئین کرام :۔ قرآن پاک اور مستند مفسرین، محدثین اور محققین کی کتب کے حوالہ جات سے اظہر من الشمس ہے کہ دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث حضرات اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔

اللہ تعالٰی کا علم غیب ذاتی

دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالٰی کی شان ہے جب چاہے غیب دریافت کرلے۔

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالٰی کا علم ذاتی ہے۔ وہ کسی سے دریافت نہیں کرتا۔

قرآن پاک میں اللہ تعالٰی کا فرمان ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں
عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ هُوَ	ہر نہاں و عیاں کا جاننے والا ہے۔
الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (پ ۲۸ ع ٦)	وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا۔
عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ	ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا
الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ۝ (پ ۱۳ ع ۸)	سب سے بڑا بلندی والا۔
اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ	بیشک تو ہی سب غیبوں کا خوب
(پ ۷ ع ۵)	جاننے والا ہے۔

قارئین کرام :۔ دریافت کسی سے کیا جاتا ہے جس کو ذاتی علم ہو۔ وہ کسی سے دریافت نہیں کرتا۔ دریافت کرنا دلالت کرتا ہے کہ اس کو ذاتی علم نہیں ہے۔ اللہ کریم کے متعلق غیب کا دریافت کرنا عقیدہ رکھنا صریحا کفر ہے۔ اور قرآن و حدیث سے کھلم کھلا بغاوت کرنا ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات اہل سنت وجماعت نہیں ہیں۔

امام الوہابیہ محمد اسماعیل دہلوی قتیل نے لکھا ہے۔ کہ سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۲۰)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت

دیوبندی حضرات حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانیت کے منکر ہیں۔ صرف بشر بشر کی رَٹ لگاتے ہیں۔

اہلِ سنت وجماعت حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ رسولِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات نور بھی ہے اور بشر بھی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکات بشریت کی ابتدا سے بھی پہلے کی ہے مگر دنیا میں لباسِ بشری میں جلوہ افروزی فرمائی ہے۔ لباس بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی ہے۔

جیسا کہ جبریلِ امین علیہ السلام نور ہیں مگر سیدہ مریم علیہا السلام کے پاس جب تشریف لاتے ہیں تو لباسِ بشری میں جس کا تذکرہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ربّ العالمین جلّ جلالہٗ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا،

(پ۱۶ ع ۵)

پس اُس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔

مشکوٰۃ المصابیح کی پہلی حدیث شریف جس کے راوی خلیفۂ دوم خلیفہ برحق سیدنا امیر المومنین سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں فرماتے ہیں:

نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ۔

ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ ہمارے پاس ایک آدمی آیا۔

امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

پوچھا یہ شخص کون تھا؟ تو حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ: اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔
تو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فَاِنَّہٗ جِبْرِیْلُ وہ جبریل ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۱۱ مطبوعہ دہلی، صحیح بخاری شریف ص۲، دار قطنی ص۲۸۱)

قارئین حضرات! رَجُلٌ مرد کو کہتے ہیں اس کے بال سیاہ ہیں۔ لباس اس کا سفید ہے مرد کی شکل میں اُس کی دو آنکھیں، دو ہاتھ، دو پاؤں، دو کان ہیں۔

اہلِ علم حضرات کو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ محدثین نے کتب احادیثِ شریفہ میں ایسی کئی روایات درج فرمائی ہیں جن میں جبریل امین فرشتہ بارگاہِ نبوی میں کئی مرتبہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کی صورت میں حاضر ہوتا تھا۔ جیسا کہ دیوبندی حضرات کی مقتدر شخصیت ابنِ تیمیہ نے اپنی کتاب الفرقان بین اولیاء الرحمان و اولیاء الشیطان میں بھی اس حقیقت کی تصدیق ان الفاظ میں کی ہے۔

وَقَدْ اَخْبَرَ اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ جَآءَتْ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ صُوْرَۃِ الْبَشَرِ وَاِنَّ الْمَلَکَ تَمَثَّلَ لِمَرْیَمَ بَشَرًا سَوِیًّا وَکَانَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَاْتِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ صُوْرَۃِ دِحْیَۃَ الْکَلْبِیِّ وَفِیْ صُوْرَۃِ اَعْرَابِیٍّ یَرَاهُمُ النَّاسُ کَذٰلِکَ۔

اور بیشک اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس بشری صورت میں آتے اور فرشتہ مریم علیہا السلام کے سامنے ٹھیک بشر کی صورت میں آیا۔ اور جبریل علیہ السلام نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دحیہ کلبی کی صورت میں اور اعرابی کی صورت میں ظاہر ہوا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو بھی ایسا ہی دکھائی دیتا تھا۔

(الفرقان بین اولیاء الرحمٰن والشیطان ص۴۱)

ابنِ تیمیہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی جو صفات بیان فرمائی ہیں کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ آیت لکھتے ہیں:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۔ کہتے ہیں کہ خدا کی اولاد بھی ہے حالانکہ

سُبْحَانَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ ۔ (سورہ انبیاء) — اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے جن کو وہ اولاد سمجھتے ہیں وہ اولاد نہیں بلکہ باعزت بندے ہیں

جبریل کو قرآنِ پاک میں بَشَرًا سَوِیًّا بھی فرمایا گیا ہے ۔ عبد بھی فرمایا گیا ہے ۔ حدیث شریف میں رَجُلٌ کا لفظ بھی بولا گیا ہے ۔ دحیہ کلبی بشر کی شکل میں متشکل ہو کر آنے کا تذکرہ بھی موجود ہے مگر ہے وہ نور ہی ۔

جبریل کے انسانی شکل میں متشکل ہو کر آنے ۔ لباسِ بشری میں ظہور پذیر ہونے سے کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جبریل کی نورانیت کا انکار کیا ہے ؟ کہیں بھی ایسا نہیں ہوا ۔ کسی ایک صحابی نے بھی جبریل کی نورانیت کا انکار نہیں فرمایا ۔

جب جبریل علیہ السلام جو رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ، خادم اور امتی ہے وہ نور ہو کر لباسِ بشری میں آئے تو اس کی نورانیت میں کوئی فرق نہیں آتا ۔ اور نہ ہی اُس کی نورانیت کا انکار کیا جاتا ہے ۔ تو اُس جبریل کے بلکہ ساری کائنات کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر لباسِ بشری میں کائنات میں جلوہ افروز ہوں تو ان کی نورانیت میں کیسے فرق آئے گا ۔ اور کون مسلمان ان کی نورانیت کا انکار کرے گا ۔

اب آپ کے سامنے حضور پرنور نُورٌ علیٰ نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اور اُن کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نورانیت کے بارے میں عقیدہ پیش کیا جاتا ہے

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا فرمائی وہ میرا نور تھا ۔ (تفسیر نیشاپوری ص۵۵ ج ۸ ، تفسیر عرائس البیان ص۲۳۸ ج ۱ ، تفسیر روح البیان ص۵۴۸ ج ۱ ، زرقانی شریف ص۲۷ ج ۱ ، مدارج النبوۃ فارسی ص۲ ج ۲ ، بیان المیلاد النبوی لابن جوزی ص۲۴ ، مطالع المسرات للفاسی ص۲۷ ، عطر الوردہ ص۲۴ ، تفسیر حسینی فارسی ص۱۴۱ ، شرح قصیدہ امالی ص۳۵)

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا ۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ اَخْبِرْنِيْ عَنْ اَوَّلِ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَبْلَ الْاَشْيَاءِ۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے خبر دیں کہ وہ پہلی چیز کون سی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا۔

تو سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

يَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُوْرِهٖ۔ مواہب اللدنیہ شریف

اے جابر! اللہ تعالیٰ نے بے شک سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

ص۹ ج ۱، زرقانی شریف ص۴۶ ج ۱، سیرت حلبیہ ص۳۷ ج ۱، مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص۲۱، حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۸، انوار المحمدیہ ص۹، عصیدۃ الشہدہ ص۱۰، فتاوی حدیثیہ ص۵۱)

شارح بخاری امام احمد قسطلانی قدس سرہ الربانی نے ایک روایت اپنی کتاب مستطاب مواہب اللدنیہ میں نقل فرمائی ہے کہ سرکار سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے والد ماجد شہید کربلا سیدنا امام عالیمقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ اُن کے والد ماجد علی المرتضیٰ شیر خدا مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ روحِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا۔

كُنْتُ نُوْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّيْ قَبْلَ خَلْقِ آدَمَ بِاَرْبَعَةَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ۔ (مواہب اللدنیہ ص۱۰ ج ۱، زرقانی

میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

شریف ص۴۹ ج ۱، جواہر البحار للنبھانی ص۲۶، انوار المحمدیہ ص۹، حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۲۶، تفسیر روح البیان ص۳۷۰ ج ۲)

لے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مواہب اللدنیہ دربابِ خود بےعدیل ست مواہب اللدنیہ اپنے باب میں لاثانی کتاب ہے۔ (بستان المحدثین فارسی ص۱۱۹) (فقیر ابوالحامد محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

ان فرمودات مصطفوی سے اظہر من الشمس والامس ہے کہ رسولِ کل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے امتیوں پر اپنی نورانیت کا واضح طور پر اعلان فرمایا ہے۔

پس جو حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت کا انکاری ہے۔ اُس کا طریقہ اور راستہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک کے صریحاً خلاف ہے۔

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

اب آپ کے سامنے رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جانثار صحابہ کرام علیہم الرضوان جو ہمارے لیے روشنی کا مینار ہیں۔ان کا عقیدہ بیان کیا جاتا ہے۔ کیونکہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرقہ ناجیہ کے عقائد کے لیے معیار اور کسوٹی جو مقرر فرمایا ہے۔ وہ مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ ہے۔

خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

اُمتِ محمدیہ کے عظیم المرتبت محدثین حضرت علامہ محدث بیہقی اور علامہ یوسف نبھانی علیہما الرحمۃ نے اپنی کتابوں میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ جو کہ حضرت کے اس مبارک شعر سے عیاں ہے۔ بیان فرمایا ہے:

اَمِیْنٌ مُصْطَفیٰ بِالْخَیْرِ یَدْعُوْا

کَضَوْءِ الْبَدْرِ زَائِلَۃَ الظَّلَامِ

حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم امین ہیں اور نیکی کی طرف بلانے والے ہیں۔ آپ کی روشنی اندھیروں کو چودھویں رات کے چاند کی طرح دور اور زائل کرنے والی ہے۔

(دلائل النبوۃ ص۲۲۵ ج۱، جواہر البحار ص۱۲ ج۱)

سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

خلیفہ چہارم خلیفہ برحق سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کَانَ اِذَا تَکَلَّمَ رُءِیَ کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ ثَنَایَاہُ۔ (مواہب اللدنیہ شریف ص۲۷۶)

محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب کلام فرماتے تو آپ کے دندان مبارک کے

ج ۱، انوار المحمدیہ ص۱۳۲، زرقانی شریف) درمیان سے نور مبارک نکلتا دکھائی دیتا۔

سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

غزوہ تبوک سے فتح و نصرت اور کامیابی حاصل کرنے کے بعد جب وارثِ کون و مکان، رسولِ انس و جاں، سیاحِ لامکاں سیدِ مرسلاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی شان سراپا قدس میں اشعار کہنے کی اجازت طلب کی تو رحمتِ عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چچا جان کہیے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ آپ کے منہ کو سلامت رکھے۔ تو حضرت کے اشعار میں سے آخری دو اشعار جن میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبیٔ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت کا تذکرہ کیا ہے۔ درج کرتا ہوں۔ یہ اشعار اُمتِ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے عظیم المرتبت محدثین مثلاً امام جلال الدین سیوطی، محدث ابن جوزی، علامہ ابن حجر مکی، علامہ حلبی، علامہ دحلان مکی، علامہ نبہانی، علامہ ابن عبد البر، علامہ حاکم، علامہ ابن کثیر، علامہ شہرستانی علیہم الرحمۃ نے اپنی مستند تصانیف میں درج فرماتے ہیں۔

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ ۔۔۔ الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ!

فَنَحْنُ فِیْ ذَالِكَ الضِّیَاءِ وَفِی النُّوْرِ ۔۔۔ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی۔ آپ کے نور سے آفاق منور ہو گئے سو ہم اُس ضیاء اور اُس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں۔ (کتاب الوفا ص۳۵ ج ۱، خصائص الکبریٰ ص۹۷ ج ۱، انسان العیون ص۹۲ ج ۱، سیرت النبویہ ص۳۷، جواہر البحار ص۴، انوار المحمدیہ ص۱۶/۸، حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۲۲، مواہب اللدنیہ ص۲۳، الاستیعاب مستدرک ص۳۲۷ ج ۳، البدایہ والنہایہ ص۲۵۸ ج ۲، کتاب الملل والنحل ص۲۴۰ ج ۲، مجمع الزوائد ص۲۱۷ ج ۸، تلخیص المستدرک ص۳۲۷ ج ۳)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

یوں کہ:

اِذَا ضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَلَأْلَأُ فِي الْجُدُرِ۔

جب رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تبسم فرماتے تو دیواریں آپ کے نورِ مبارک سے چمک اٹھتیں۔

(خصائص کبریٰ ص۱۸۴ ج۱، مواہب اللدنیہ ص۲۷۱ ج۱، انوار المحمدیہ ص۱۳۳، شفا شریف ص۳۹، حاشیہ شمائل ترمذی ص۱۶، شرح شفا ملا علی قاری برحاشیہ نسیم الریاض ص۴۹۹ ج۱، مدارج النبوۃ فارسی ص۲۳۲ ج۱، حجۃ اللہ علی العالمین ص۱۲)

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضور پُر نور نورٌ علیٰ نُور کے بڑے پیارے صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيْهِ الْمَدِيْنَةَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ

جس دن رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ کی نورانیت سے مدینہ منورہ کی ہر چیز روشن ہو گئی۔

(ترمذی شریف ص۲۰۲ ج۲، مشکوٰۃ المصابیح ص۵۴۸، ابن ماجہ شریف ص۱۱۹، طبقات ابن سعد ص۲۲۱ ج۱، مواہب اللدنیہ ص۶۵ ج۱، انوار المحمدیہ ص۲۰، زرقانی شریف، سیرت حلبیہ ص۲۳۴ ج۲، جواہر البحار ص۶، خصائص الکبریٰ ص۴۷ ج۱، مدارج النبوۃ ص۷۵ ج۲، مستدرک ص۱۲ ج۳، تلخیص المستدرک ص۱۲ ج۳)

علامہ قطب الدین دہلوی رحمۃ اللہ القوی صاحب مظاہرِ حق نے اسی حدیث شریف کے تحت لکھا ہے کہ مدینہ منورہ کے در و دیوار بھی روشن ہو گئے تھے۔

(مظاہر حق ص۲۲۵ ج۴)

ناظرین حضرات! مندرجہ احادیث شریفہ سے پیارے آقا و مولیٰ احمد مختار

حبیبِ کردگار علیہ الصلوۃ والسلام کے پیارے پیارے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نورانی عقائد کا واضح طور پر اظہار ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو نور مانتے تھے۔

پس دیوبندی حضرات جو صرف اور صرف حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بشر ہی بشر مانتے ہیں۔ اور بشر بشر کی رٹ لگاتے ہیں۔ ساتھ یہ دعویٰ کہ ہم اہلسنت وجماعت ہیں۔ احادیث کی روشنی میں جو ہادی سُبل، پیشوائے کُل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عقائد واضح ہوتے ہیں اُس سے دیوبندیوں کا انحراف کر کے اہلسنت وجماعت کہلانا محض ایک فراڈ اور دھوکہ ہے۔ اصل اہلسنت جماعت جو ہیں وہ وہی ہیں۔ جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نور مانتے ہیں اور وہ اہلِ سُنت وجماعت (بریلوی) ہی ہیں۔

دیوبندی کہتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات تھیں آپ کی اولادِ اطہار تھی۔ آپ کھاتے پیتے تھے۔ اس لیے آپ نور نہیں۔ دیوبندی حضرات کی عقل اور ان کا علم نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نور ماننے کے لیے حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کھانا پینا، شادی کرنا، ازواجِ مطہرات اور اولادِ پاک ہونا مانع ہے۔ مگر صحابہ کرام علیہم الرضوان جن کے سامنے شبِ اسرای کے دولہا، کُل کائنات کے ملجا وماوی محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھاتے پیتے تھے۔ ان کو بھی تو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شادیاں کرنا، ازواجِ مطہرات اور اولادِ پاک کا ہونا معلوم تھا۔ مگر پھر بھی وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مانتے تھے۔ جیسا کہ اُمتِ محمدیہ کے تمام مفسرین کے سردار سیدنا سید المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قرآنِ پاک کی آیہ کریمہ:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ (پ ۶ ع ۷)	بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

کی تفسیر ان الفاظ مبارکہ سے فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ رَّسُوْلٌ یَعْنِیْ مُحَمَّدًا۔
بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی رسولِ کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔

(تفسیر ابنِ عباس ص۷۲ مطبوعہ مصر)

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنہوں نے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو دودھ پلایا۔ جس کے سامنے کائنات کے والی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کھاتے پیتے تھے۔ ان کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نور ہیں جس کو محدث ابنِ جوزی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہما الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے:

اِذَا اَرْضَعْتُہٗ فِی الْمَنْزِلِ اَسْتَغْنِیْ بِہٖ عَنِ الْمِصْبَاحِ۔
جب میں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو دودھ پلاتی تھی تو مجھے گھر میں چراغ کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔

چنانچہ ایک دن مجھے اُمِ خولہ سعدیہ نے کہا کہ اے حلیمہ! کیا تم اپنے گھر میں رات بھر آگ روشن رکھتی ہو۔ تو میں نے جواب دیا کہ:

لَا وَاللّٰہِ لَا اُوْقِدُ نَارًا وَّلٰکِنَّہٗ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔
نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم میں تو آگ روشن ہی نہیں رکھتی لیکن یہ نور اور روشنی نورِ مجسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا نور ہے۔

(بیان المیلاد النبوی ص۵، تفسیر مظہری)

سیدہ اُمِ ایمن[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ

سید الشافعین، امام الاولین و الآخرین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ

---

[1] فخر الوہابیہ ابراہیم میر سیالکوٹی رقمطراز ہیں کہ اُمِ ایمن (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دودھ پلایا۔ اُمِ ایمن وہ لونڈی ہے۔ جو آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) کو اپنے والد کی طرف سے وراثت میں ملی تھی۔ اور جو آپ کی والدہ (باقی اگلے صفحہ پر)

وسلم کی دوسری دائی جس نے آپ کو دُودھ مُبارک پلایا اُن کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نور ہیں۔ جیسا کہ اُن کے اُس شعر سے جو اُنھوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے انتقال پر کہا ہے سے واضح ہے:

وَلَقَدْ کَانَ بَعْدَ ذَالِکَ نُوْرًا
وَسِرَاجًا یُضِیْئُ فِی الظُّلْمَاءِ

اور البتہ تحقیق آپ نور تھے۔ سورج تھے۔ اور آپ اندھیروں اور تاریکیوں میں بھی روشنی دیتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ص۲۳۳ ج ۲)

اب آپ کے سامنے آپ کی پھوپھیوں کا عقیدہ پیش کیا جاتا ہے جنہوں نے آپ کی ازواجِ مطہرات کو دیکھا بھی تھا۔ اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولادِ پاک کو بھی دیکھا تھا۔ نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو کھاتے پیتے بھی دیکھا تھا۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ

حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ روایت نقل فرماتے ہیں کہ رسولِ معظم صلی اللہ

(بقیہ صفحہ) کے وفات پا جانے پر آپ کو مقام ابواسے مکہ شریف تک ہمراہ لائی تھی۔ اس کا نام برکت تھا۔ آنحضرت اس کی بہت عزت کرتے تھے چنانچہ حافظ ابن عبدالبر نے باسناد خود حدیث روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اُمِّ ایمن میری ماں کے بعد میری ماں ہے حافظ ابنِ کثیر نے تاریخ البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بڑے ہوئے تو آپ نے اُمِّ ایمن کو آزاد کر دیا۔ اور اپنے مولیٰ اور متبنیٰ زید بن حارثہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ پس اُن سے اسامہ بن زید حبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ حضرت اُمِّ ایمن کا نام برکت تھا۔ اور تھیں بھی بابرکت اور مقبول درگاہِ الٰہی چنانچہ ابنِ حجر نے اصابہ میں ابنِ سعد سے نقل کیا ہے کہ جب اُمِّ ایمن نے مدینہ شریف کی طرف ہجرت کی تو یہ روزہ سے تھیں۔ رستہ میں سخت پیاس لگی۔ آسمان کی طرف سے ایک ڈول جس میں نہایت شفاف وسفید پانی تھا۔ اُترا۔ میں نے اُسے خوب سیر ہو کر پیا۔ اُس کے بعد مجھے پیاس کی تکلیف نہیں ہوئی۔ حالانکہ میں سخت گرمیوں میں روزے رکھتی تھی (سیرۃ المصطفیٰ ص۱۱۱ ج ۱، اصابہ۔ البدایہ والنہایہ) (فقیر ابوالحامد محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی جان حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ در شبِ ولادتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہاں موجود تھی۔ دیدم کہ نور دے بر نور چراغ غالب گشت۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا نور چراغ کے نور پہ غالب ہوگیا۔ (شواہد النبوۃ فارسی ص۲۲)

شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر غم و الم کے ساتھ حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مصرعہ فرمایا جس سے آپ کا عقیدہ بھی ظاہر ہوتا ہے

لِفَقْدِ الْمُصْطَفٰی بِالنُّوْرِ حَقًّا

آنسو بہاتی ہوں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ پوش ہو جانے پر جو کہ واقعی نور تھے۔ (طبقات ابنِ سعد ص۳۲۹ ج۲)

مندرجہ بالا دونوں روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سرکار سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شروع سے لے کر آخر تک نبیِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے بارے میں نور ہونے کا ہی عقیدہ رکھتی تھیں۔

سیدہ عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ | فخرِ آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری پھوپھی جان

سیدہ عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ امام المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں۔ چنانچہ آپ کے ظاہری طور پر پردہ فرما جانے کے بعد غم و الم کا اظہار کرتے ہوئے شانِ مصطفوی بیان کرتے ہوئے اپنا عقیدہ بھی اس طرح بیان فرماتی ہیں: یَا عَیْنُ فَاحْتَفِلِیْ وَسُحِّیْ وَاسْجُمِیْ + وَابْکِیْ عَلٰی نُوْرِ الْبِلَادِ مُحَمَّدٖ !

اے آنکھ آنسو بہا اور افسوس کر شہروں کے نور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرقت میں رو رہی ہوں۔

عَلَی الْمُصْطَفٰی بِالْحَقِّ وَالنُّوْرِ وَالْهُدٰی

اس محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جو نور ہیں اور حق کے ساتھ مبعوث ہوئے اور سراپا ہدایت ہیں۔ (طبقات ابنِ سعد ص۳۲۶ ص۳۲۷ جلد۲ مطبوعہ بیروت)

سیدہ اروی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ: محبوبِ ربِ اکبر مالک بحر و بر محمد مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال پر آپ کی تیسری پھوپھی جان حضرت سیدہ اروی رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے عقیدہ کا اظہار کرتی ہوئی فرماتی ہیں جس کو ابن سعد نے اپنے طبقات میں درج کیا ہے۔

عَلَی نُوْرِ الْبِلَادِ مَعًا جَمِیْعًا
رَسُوْلِ اللّٰہِ اَحْمَدَ فَاشْکُرِیْنِی!

آہ! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام شہروں کے لیے نور ہیں مجھے آپ کی مدح اور تعریف کرنے دو۔ (طبقات ابن سعد ص۲۲۵ ج ۲)

ناظرین حضرات: پیارے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کو جانتے ہوئے ان کی اولاد طیبات کا علم رکھتے ہوئے اور کھانا پینا دیکھتے ہوئے بھی صحابیات اور آپ کی پھوپھی جان رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا عقیدہ بھی ہے کہ رب کا محبوب دانائے غیوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور ہے۔

آئیے اب ان حضرات کا عقیدہ پیش کیا جاتا ہے۔ جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات میں شامل ہیں اور پوری کائنات کے مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ | حضرت سرکار طیبہ طاہرہ عابدہ زاہدہ عارفہ

لہ دیوبندیوں اور وہابیوں کے معتمد اور مشہور مولوی شبلی نعمانی کتاب طبقات ابن سعد اور اس کے مصنف محدث ابن سعد کے بارے لکھتے ہیں کہ ابن سعد مشہور محدث ہیں خود قابل سند ہیں۔ خطیب بغدادی نے ان کی نسبت یہ الفاظ لکھے ہیں۔ کَانَ مِنْ اَھْلِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ وَالْفَھْمِ وَالْعَدَالَۃِ صَنَّفَ کِتَابًا کَبِیْرًا فِیْ طَبَقَاتِ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ اِلٰی وَقْتِہٖ فَاَجَادَ فِیْہِ وَاَحْسَنَ۔ (سیرۃ النبی ص۲۹) نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی نے بھی طبقات ابن سعد کے حوالہ جات اپنی کتاب ہدیۃ السائل ص۲۱۶ پر دیئے ہیں۔ مولوی سلیمان ندوی نے طبقات ابن سعد کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوانح پر سب سے زیادہ معتبر اور مبسوط کتب میں شمار کیا ہے۔ (خطبات مدراس ص۶۲)

لہ فخر الوہابیہ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی علمی (باقی اگلے صفحہ پر)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو علمی مشکلات میں مرجع صحابہ تھیں فرماتی ہیں۔

كُنْتُ اُخِيْطُ فِي السَّحَرِ فَسَقَطَتِ الْاِبْرَةُ فَطَلَبْتُهَا فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَيْهَا فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَيَّنَتِ الْاِبْرَةُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْهِهٖ۔ (خصائص الکبریٰ ص۱۵۶ ج۱، حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۸۸، القول البدیع ص۱۴۷، عصیدۃ الشہدہ ص۱۰۲، قصص الانبیاء فارسی ص۲۶۶)

میں سحری کے وقت کچھ سی رہی تھی کہ سوئی گر گئی بڑی تلاش کے باوجود سوئی نہ ملی۔ اتنے میں رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کمرہ میں تشریف لائے۔ تو ان کے چہرہ مبارک کے نور کی شعاعوں سے سوئی مل گئی۔

ملا علی قاری، علامہ جلال الدین سیوطی علیہما الرحمۃ نے سرکار سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كُنْتُ اُدْخِلُ الْخَيْطَ فِي الْاِبْرَةِ حَالَ الظُّلْمَةِ بِبَيَاضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (خصائص الکبریٰ للسیوطی ص۱۵۶ ج۱، شرح شفا برحاشیہ نسیم الریاض ص۳۲۸ ج۱، قصص الانبیاء فارسی ص۲۶۶)

میں تاریک راتوں میں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت کی چمک سے سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتی تھی۔

قارئین کرام: حضرت سید المفسرین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھر جن کا آنا جانا بھی ہے۔ وہ تو فرماتیں کہ آپ نور ہیں۔ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو فرمائیں کہ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں۔

وہ دائیاں جنہوں نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا۔ اور جنہوں نے حضور کو کھاتے پیتے دیکھا اور جن کے گھر میں محبوب خدا رہے وہ سب کچھ

(بقیہ صفحہ) فضیلت کا اقرار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) علمی مشکلات کے حل کرنے میں مرجع صحابہ تھیں۔ (سراجاً منیراً ص۱۶) (فقیر ابو الحامد محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

کھانا پینا، رہنا سہنا دیکھ کر بھی یہی عقیدہ رکھیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔

رحمتِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی پیاری پھوپھی جان جنہوں نے آپ کی ازواجِ مطہرات، اولادِ پاک کو دیکھا، کھانا پینا، رہنا سہنا سب ان کے پیشِ نظر تھا۔ مگر عقیدہ کیا تھا؟ آپ نور ہیں۔ بلکہ نورٌ علےٰ نور ہیں۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن جنہیں آپ کے حرم شریف ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے تمام مسلمانوں کی ماں قرار دیا۔ وہ تو فرمائیں کہ حضورِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نور ہیں۔ اور صرف نورِ ہدایت ہی نہیں بلکہ نورِ حسّی ہیں۔

ان سبھی حضرات کو آقائے نامدار، مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے کھانے پینے کا علم تھا۔ اولاد کا ازواج کا علم تھا۔ مگر عقیدہ یہی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نور ہیں۔ بلکہ نورٌ علےٰ نور ہیں۔

جس عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحابۂ کرام علمی مسائل حل کراتے ہوں وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو باوجودیکہ زوجۂ محترمہ ہونے کے بھی فرمائیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نورِ حسّی ہیں۔ مگر دیوبندیوں کی عقل پر نامعلوم کون سا پردہ ہے۔ کہ وہ یہی کہتے ہیں کہ وہ کھاتے تھے پیتے تھے ان کی بیویاں تھیں۔ ان کی اولاد تھی۔ اس لیے بشر ہیں۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اہلِ سنت وجماعت کے امام، کاشف الغمہ، امام الائمہ سیدنا امام اعظم، ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ رسالتمآب علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنے عقیدہ کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں:

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُّوْرِكَ الْبَدْرُ اكْتَسٰى!

وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَاكَ

آپ وہ نور ہیں کہ چودھویں رات کا چاند آپ کے نور سے منور اور آپ ہی کے جمال وکمال سے سورج روشن ہے۔ (قصیدۃ النعمان ص۲۳)

نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم، صحابۂ کرام علیہم الرضوان، اہلِ بیت اطہار علیہم الرضوان کے عقائد مستند محدثین کی مستند کتب سے آپ کے پیشِ نظر ہیں۔ جن سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ان سب حضرات کو حضور کے کھانے پینے، ازواجِ مطہرات، اولادِ طیبات، کا علم ہوتے ہوئے یہی عقیدہ تھا کہ نور ہیں۔ پس اہلِ سنت وجماعت وہی ہے۔ جو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانیت پر عقیدہ رکھے۔

اور جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو نورِ حسی نہیں مانتا وہ اہلِ سنت وجماعت نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ دیوبندی اہلِ سنت وجماعت نہیں ہیں۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا

جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

(امام شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ)

بے مثل بشریت

دیوبندی وہابی نبیٔ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں۔ اہلِ سنت وجماعت بریلوی حضرات سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کو بے مثل مانتے ہیں۔ قرآنِ پاک میں تو اللہ تعالیٰ نے اُن مقدس عورتوں کو جو سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے نکاح میں آئیں دُنیا بھر کی دوسری عورتوں سے بے مثل قرار دے دیا۔

جس ہستی تک کے نکاح میں آنے کی برکت سے وہ عورتیں دُنیا بھر کی عورتوں سے ممتاز ہوگئیں اور بے مثل ہوگئیں۔ تو اُس ہستی جمیل کی مثل کائنات بھر میں کون ہوسکتا ہے؟ رسولِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔

اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ — میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

(جامع ترمذی صـ۹ ج ۱ ، صحیح بخاری شریف صـ ۲۶۹/۱ ۲ مصری)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ — میں تمہاری ہیئت جیسا نہیں ہوں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ امام الانبیاء محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء صحابۂ کرام علیہم الرضوان میں فرمایا:

اَیُّکُمْ مِثْلِیْ — میری مثل تم میں سے کون ہے؟

(صحیح بخاری شریف صـ ۲۶۹/۱۲ ، صحیح مسلم شریف صـ۳۵۱ ، ابوداؤد شریف صـ۳۲۵)

صحابۂ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی نے بھی یہ عرض نہ کیا کہ یارسول اللہ! آپ ہماری

مثل بشر ہیں۔ آپ کے دو ہاتھ، دو پاؤں ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں۔ آپ کی ازواجِ مطہرات ہیں۔ اور اولادِ طیبات ہے بلکہ سب کے سب خاموش ہیں۔ اور آپ کے ارشاد کے مطابق سرِ تسلیم خم کیے ہیں۔ صحابہ کو تو جرأت نہ ہوئی مگر آج دیوبندیوں کو جرأت ہو گئی کہ منبرِ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اعلانیہ یہ کہتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہماری مثل بشر ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: لَمْ اَرَیٰ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ۔ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہ پہلے کسی کو دیکھا ہے۔ اور نہ ہی بعد میں۔

(تاریخِ کبیر صفحہ ج ۱، خصائص الکبریٰ صفحہ ۱۸۱ ج ۱، ترمذی شریف صفحہ ۲۰۴ ج ۲)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مَارَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْہِہٖ میں نے حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ گویا کہ آپ کے چہرۂ انور پر سورج چل رہا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۸)

ایک صحابیٔ رسول بیان فرماتے ہیں کہ:

لَمْ اَرَیٰ شَیْئًا کَانَ اَبْرَدَ وَلَا اَطْیَبَ مِنْ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (طبرانی شریف صفحہ ۲۱ ج ۱ مطبوعہ مصر)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے بڑھکر ٹھنڈی اور خوشبودار کوئی چیز نہیں دیکھی۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبیٔ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صومِ وصال سے منع فرمایا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ آپ صومِ وصال رکھتے ہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی (صحیح بخاری شریف صفحہ ۲۶۳ ج ۱، صحیح مسلم شریف صفحہ ۳۵۲ ج ۱)

میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے کھانا پینا دیا جاتا ہے۔

علامہ احمد قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: اِعْلَمْ اَنَّ مِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِیْمَانُ بِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ خَلْقَ بَدْنِہِ الشَّرِیْفِ عَلٰی وَجْہٍ لَمْ یَظْھَرْ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ خَلْقُ اٰدَمِیٍّ مِثْلَہٗ خوب جان لو کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کو اسی طرح پیدا فرمایا کہ اُن کے مثل نہ کوئی پہلے پیدا ہوا۔ اور نہ ہی اُن کے بعد کوئی پیدا ہوگا۔

(مواہب اللدنیہ شریف ص۲۴۵ ج ۱)

چہرۂ مبارک اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں اپنے پیارے حبیب لبیب نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے رُخ انور۔ یعنی چہرہ مبارک کی قسم اُٹھائی ہے۔ فرمایا

وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی (پ۳۰ ع ۱۸)

علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف لطیف زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں تحریر فرمایا ہے۔

فَسَّرَ بَعْضُھُمْ کَمَا حَکَاہُ الْاِمَامُ فَخْرُ الدِّیْنِ الضُّحٰی بِوَجْھِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللَّیْلِ بِشَعْرِہٖ

(زرقانی شریف ص۲۱۱ ج۶ مطبوعہ مصر)

اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا **شاہ احمد رضا خاں** بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

خامۂ قدرت کا حسن دستکاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

ام المومنین عائشہ صدیقہ[1] سیدہ طیبہ طاہرہ مخدومۂ دارین ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرہ مبارک کے متعلق اپنا عقیدہ اس طرح بیان فرماتی ہیں۔ کہ

---

[1] مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی جو کہ وہابیہ کے امام العصر ہیں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) علمی مشکلات کے حل کرنے میں مرجع صحابہ تھیں (سراجاً منیرا ص۱۱۲)

كُنْتُ أُخِيطُ فِي السَّحَرِ فَسَقَطَتِ الْإِبْرَةُ فَطَلَبْتُهَا فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهَا فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَيَّنَتِ الْإِبْرَةُ بِشُعَاعِ نُورِ وَجْهِهٖ۔

میں سحری کے وقت کچھ سی رہی تھی کہ سوئی گر گئی بڑی تلاش کے باوجود سوئی نہ ملی اتنے میں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کمرہ میں تشریف لائے تو ان کے چہرہ مبارک کے نور کی شعاعوں سے سوئی مل گئی۔

(خصائص کبریٰ صفحہ ۱۵۶ ج ۱ حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۶۸۸ القول البدیع للسخاوی صفحہ ۱۴۷
عقیدۃ الشہدار صفحہ ۱۲ قصص الانبیار فارسی صفحہ ۲۶۶)

سوزنِ گمشدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے
شام کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا!!

حنفیوں کے عظیم المرتبت محدث مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ الباری نے شرح شفار میں سرکار سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ ان الفاظ میں درج فرمایا ہے۔

كُنْتُ أُدْخِلُ الْخَيْطَ فِي الْإِبْرَةِ حَالَ الظُّلْمَةِ بِبَيَاضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

میں تاریک راتوں میں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانیت کی چمک سے سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتی تھی۔

(خصائص کبریٰ صفحہ ۱۵۶ ج ۱ شرح شفار حاشیہ نسیم الریاض صفحہ ۳۲۸ ج ۱ مطبوعہ مصر
قصص الانبیار فارسی صفحہ ۲۶۶)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

خلیفۂ اوّل سرکار ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام الانبیار علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے چہرہ مبارک کے متعلق اپنا عقیدہ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ

كَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَدَارَةِ الْقَمَرِ۔

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چاند کی طرح منور تھا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کسی نے کہا کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا رُخِ انور تلوار کی طرح تھا تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

لَا بَلْ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَ كَانَ مُسْتَدِيْرًا ۝

نہیں بلکہ آپ کا چہرہ انور سورج اور چاند کی طرح نورانی اور چمکتا تھا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۵ صحیح مسلم شریف مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۵ زرقانی شریف انوار المحمدیہ ص ۱۳۲ دلائل النبوۃ بیہقی ج ۱ ص ۱۵۱ ج ۱ ص ۱۹۳ شفاء شریف ج ۱ ص ۳۹ خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۷۸ الحجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۸۸ دارمی شریف ج ۱ ص ۳۴ منتخب الصحیحین رحمۃ للعالمین ج ۲ ص ۱۷۴ مظاہر حق اشعۃ للمعات فارسی ج ۴ ص ۸۲)

شاعر نے خوب کہا ہے

چودھویں کا چاند ہے روئے حبیب

اور ہلال عید ابروئے حبیب!

سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء کے نورِ چشم اور علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے لختِ جگر اور خلیفہ راشد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا عقیدہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهُ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ۝

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بلند رتبہ والے تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک اس طرح روشن اور منور تھا جیسے چودھویں رات کا چاند چمکتا تھا

(شمائل ترمذی ص ۲ مطبوعہ دہلی خصائص کبریٰ للسیوطی ج ۱ ص ۱۸۸ مجمع الزوائد لابن حجر مکی ج ۸ ص ۲۷۹ جواہر البحار للنبہانی ص ۳۵ دلائل النبوۃ ج ۳ ص ۲۲ نشر الطیب ص ۱۱۸)

امام المفسرین فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام المفسرین امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے چہرہ مبارک کے متعلق ان کا عقیدہ علامہ زرقانی نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

لِاَنَّہٗ وَجْہُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کَانَ شَدِیْدًا النُّوْرِ بِحَیْثُ یَقَعُ نُوْرُہٗ عَلَی الْجِدَارِ اِذَا قَابَلَہَا

(زرقانی شریف صفحہ ۲۱ ج ۶ مطبوعہ بیروت)

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک اس قدر نورانی تھا کہ جب اس کی نورانیت دیواروں پر پڑتی تو وہ چمک اٹھتیں۔

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کی گواہی

روپڑی پارٹی کی معتمد شخصیت مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کی گواہی بھی درج کرنی فائدہ سے خالی نہ ہوگی چنانچہ رقمطراز ہیں کہ الغرض آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے رُخ انور پر نور نبوت پر پوری حقیقت سے جلوہ گر تھا۔ جو کسی صاحب بصیرت سے مخفی نہیں رہ سکتا۔ متعدد احادیث میں مذکور ہے۔ کہ فلاں فلاں اشخاص نور نبوت کے مشاہدہ سے مشرف باسلام ہوئے۔ (سیرت المصطفیٰ ص ۱۳۸ ج ۱)

ہمدانی صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ

عمدۃ المحدثین امام ابن حجر عسقلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف لطیف فتح الباری شرح صحیح بخاری علیہ الرحمۃ میں بھی ایک ہمدانی صحابیہ رضی

---

[1] مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی جو کہ وہابیوں کے معتمد علیہ بزرگ ہیں لکھتے ہیں کہ میرے استاذ المکرم حامل لواء السنن مولانا مولوی غلام حسن صاحب جو مختلف علوم عقلیہ و نقلیہ میں یامذاق عالم ہیں۔ فرمایا کرتے ہیں۔ کہ امام رازی قرآن شریف کے اسرار معلوم ہونے کا ذریعہ ہے۔ خالق اکبر نے اس بزرگ کو اس لئے پیدا کیا تھا کہ ان کی کتاب عزیز کے اسرار معلوم ہو جائیں۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۵ ۲۴ جولائی ۱۹۱۴ء)

اللہ تعالےٰ عنہا کا عقیدہ درج فرمایا ہے کہ سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک ہمدانی صحابیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے حج مبارک ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ وہ عورت جب اپنے وطن واپس آئی تو ابو اسحاق نامی شخص نے اس سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک کیسا تھا؟ تو اس نے بتاتے ہوئے کہا۔

کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ	آپ کا رُخِ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح تھا میں نے آپ جیسا صاحبِ جمال وصاحبِ کمال نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دیکھا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ۳۶۱ ج ۶
مواہب اللدنیہ ص ۲۵۰ ج ۱ خصائص کبرےٰ ص ۱۷۹ ج ۱ دلائل النبوۃ للبیہقی ص ۱۵۲ ج ۱
الانوار المحمدیہ ص ۱۹۶، مدارج النبوۃ ص ۶ ج ۱)

اعلحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

تھوک مبارک ہمارے تھوک سے بیماری پھیلتی ہے۔ جیسا کہ بازاروں۔ ریلوے اسٹیشنوں اور ہسپتالوں میں لکھا ہوتا ہے۔ کہ تھوکیے مت۔ کہیں لکھا ہے۔ تھوکنے سے بیماری پھیلتی ہے۔ کہیں انگلش میں یہ لکھا ہے۔

"DO NOT SPIT HERE" مگر ہمارے نبی پاک صاحب لولاک حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے تھوک مبارک سے بیماری دور ہوتی ہے۔ شفا حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ کتب معتبرہ میں مندرج ہے۔

سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عقیدہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں رسول پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایسے

شخص کو عطا کروں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالٰی فتح و نصرت عنایت فرمائے گا۔ اور وہ اللہ تعالٰی اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ صبح کے وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور ہر ایک کی خواہش یہی تھی۔ کہ جھنڈا مجھے ملے۔ مگر سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ ۔ — علی بن ابی طالب کہاں ہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔

یُشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ ۔ — اُن کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔

تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

فَاَرْسِلُوْا اِلَیْہِ فَاُتِیَ بِہٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَرَأَ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَجَعٌ

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳ اشعۃ اللمعات فارسی ص ۶۶۴ ج ۴ مسند امام احمد ص ۵۳ ج ۴ مواہب جلد ۱)

کسی کو ان کی طرف بھیجو۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو آپ کی خدمت میں لایا گیا تو رسول پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن شریف ڈالا۔ پس حضرت علی اچھے ہو گئے یہاں تک کہ گویا ان کو درد تھا ہی نہیں۔

حضرت عقیلی بن حبیب رضی اللہ تعالٰی عنہ صحابی کا عقیدہ

صحابیٔ رسول حضرت عقیلی بن حبیب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد ماجد کی دونوں آنکھیں بالکل سفید ہو گئیں تھیں کہ بالکل نظر نہیں آتا تھا۔

فَنَفَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ عَیْنَیْہِ فَاَبْصَرَ فَرَاَیْتُہٗ یُدْخِلُ الْخَیْطَ فِی الْاِبْرَۃِ ھُوَ ابْنُ ثَمَانِیْنَ ۔

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کی دونوں آنکھوں میں تھوک مبارک ڈالا۔ تو وہ بینا ہو گیا۔ پس میں نے اُن کو دیکھا کہ وہ اسّی سال کی عمر میں بھی سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے تھے۔

شفاء شریف ص ۲۱۳ ج ۱ مطبوعہ مصر۔ مواہب اللدنیہ ص ۳۷۹ ج ۱۔ انوار محمدیہ للنبھانی ص ۲۹۷

زرقانی شریف۔ مدارج النبوۃ شریف فارسی

لعاب دہن شریف سے کنوئیں میں خوشبو مشک جیسی آنا

شیخ المحدثین حضرت عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور علامہ قسطلانی شارح بخاری نے مواہب اللدنیہ میں اور امام یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ نے انوار محمدیہ میں روایت درج فرمائی ہے۔

مَجَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بِئْرٍ فَفَاحَ مِنْهَا رَائِحَۃُ الْمِسْكِ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کنوئیں میں کلی فرمائی جس سے اس کنوئیں سے کستوری اور مشک جیسی خوشبو آنے لگی۔

مدارج النبوۃ فارسی صہ۱۱ انوار محمدیہ صہ۲۰ مواہب اللدنیہ

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عقیدہ

حضور پُر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلیل المرتبت صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے گھر کا کنواں کڑوا تھا۔

بَصَقَ فِیْ بِئْرٍ فِیْ دَارِ اَنَسٍ فَلَمْ یَکُنْ بِالْمَدِیْنَۃِ بِئْرٌ اَعْذَبَ مِنْهَا

(مدارج النبوۃ صہ۱۱ مطبوعہ دہلی انوار محمدیہ صہ۲۰)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے کنواں میں اپنا لعاب دہن شریف ڈالا تو وہ کنواں اتنا میٹھا ہوگیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے زیادہ کوئی کنواں میٹھا نہ رہا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو غار ثور میں سانپ نے ڈسا۔

فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَی الْمَحَلِّ الَّذِیْ لُدِغَ فَذَهَبَ مَا یَجِدُہٗ۔

(تفسیر روح البیان صہ۳۴۳ ج ۳ مطبوعہ بیروت)

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ڈسے ہوئے مقام پر لعاب دہن شریف لگایا تو فوراً شفا مل گئی۔

بشر بن عقربہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عقیدہ

سرور کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے لعاب دہن شریف سے لکنت دور ہوجانا۔ صحابی خود بیان فرماتے ہیں۔ کہ میرے والد ماجد

غزوہ اُحد میں شہید ہوئے تو میں سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ اقدس میں روتا ہُوا حاضر ہُوا تو آپ نے فرمایا کیوں روتا ہے۔ کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ میں تیرا والد ماجد اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا تیری والدہ ماجدہ ہو جائیں۔ پھر نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنا دست رحمت میرے سر پر پھیرا تو میرے سر کے بالوں پر آپ کا ہاتھ مبارک پھر گیا وہ سیاہ رہے اور باقی سفید۔

كَانَتْ فِي لِسَانِي عُقْدَةٌ فَتَفَلَ فِيهَا فَانْحَلَّتْ۔ (خصائص کبرےٰ صفحہ ۸۳ ج ۲)

میری زبان میں لکنت تھی۔ آپ نے لعاب دہن شریف ڈالا فوراً گرہ کھل گئی۔ یعنی لکنت دور ہو گئی۔

اعلیحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ القوی نے تو اسی لئے فرمایا ہے۔ ؎

رافع نافع دافع شافع
کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں

پسینہ مبارک ہمارے پسینہ سے بدبو آتی ہے مگر حبیب کردگار سرکار ابد قرار احمد مختار صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پسینہ مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ جیسا کہ کتب محدثین میں واضح ہے۔

ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا عقیدہ سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلیل القربت صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی والدہ ماجدہ جن کا نام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا عقیدہ محدثین نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے گھر تشریف لاتے اور قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا چمڑے کا بچھونا بچھاتی تھیں۔ آپ اس پر قیلولہ فرماتے تھے آپ کو پسینہ مبارک بہت آتا تھا۔

فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي

پس ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا آپ کا پسینہ

الطِّيْبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا قَالَتْ عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِي طِيْبِنَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيْبِ ۔

مبارک جمع کرتی اور اس کو خوشبو میں ملاتی تھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم یہ کیا ہے؟ عرض کیا آپ کا پسینہ مبارک ہے اس کو اپنی خوشبو میں ملاتے ہیں۔ کیونکہ آپ کا پسینہ مبارک تمام خوشبوؤں سے بہترین خوشبو ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۱۷ اشعۃ اللمعات فارسی ص۴۸ ج۴ خصائص کبریٰ صحیح بخاری شریف ص۶۶ ج۱)

ایسی خوشبو نہیں کسی پھول میں!
جیسی خوشبو نبی کے پسینے میں ہے

شیخ المحدثین حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مستطاب مدارج شریف میں نقل فرمایا ہے کہ

ایک مرد نے چاہا کہ اپنی لڑکی کو خاوند کے گھر بھیجے مگر اس کے پاس خوشبو نہ تھی۔ سرور عالم شہنشاہ عرب و عجم خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تاکہ کوئی شے عنایت فرمادیں۔ کوئی چیز حاضر نہ تھی۔

پس شیشہ طلبید و طیب انداخت در دے پس پاک کرد از جبر شریف خود از عرق در شیشہ انداخت و گفت بنید از دریں۔ شیشہ طیب و لغر یا اورا کہ تطییب کند باں پس بود آں زن چوں میکرد بداں مے بوئیند اہل مدینہ آنرا و نام کردند خانہ ایشاں را بیت المطیبین۔

پس ایک شیشی منگوائی اور اس میں خوشبو ڈالی۔ پھر اپنے جسم اطہر سے تھوڑا سا پسینہ مبارک شیشی میں ڈال کر فرمایا کہ اس شیشی میں خوشبو ملا دو۔ اور اپنی لڑکی کو کہہ دو کہ وہ اس سے خوشبو استعمال کرے۔ پس جب وہ اس سے خوشبو لگاتی تو تمام مدینہ شریف کے لوگ وہ خوشبو سونگھتے تھے۔ انہوں نے اُن کے گھر کو خوشبو داروں کا گھر نام رکھا تھا۔

(مدارج النبوۃ فارسی ص۲۹ جلد اول، حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۸۵)

خونِ مُبارک

ہمارا خون ناپاک مگر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک پاک ہے۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا خون مبارک صحابی نے پیا جیسا

مستند کتب میں روایت درج ہے۔

جب (یوم اُحد کو) امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زخمی ہوئے تو حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد تھے نے زخم کو چوس کر صاف کر دیا۔ وہ سفید نظر آنے لگا۔ لوگوں نے کہا کہ اس خون کو منہ سے پھینک دو، کہا نہیں۔ اللہ کی قسم اس کو اپنے منہ میں سے کبھی اس کو نہ پھینکوں گا۔ پھر اس نے خون مبارک کو پی لیا۔ تو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا۔ | جو شخص جنتی مرد کو دیکھنا چاہے۔ پس وہ اس کو دیکھ لے۔

(شفا شریف ص۱۲ مدارج النبوت فارسی ص ج ۲ ۔ مواہب اللدنیہ ص ج انوار محمدیہ ص ۲۱۶)

صحابی رسول کو قرآن پاک کی یہ آیت بھی یقیناً یاد تھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ (پ ۲ ع ۵) | اُس نے یہی حرام کئے ہیں مُردار اور خون اور سُور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔

اس آیت شریفہ میں اللہ کریم نے فرمایا کہ خون حرام ہے۔ مگر صحابی رسول کا سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خون مبارک پی جانا اس حقیقت کی بیّن دلیل ہے کہ صحابی کے نزدیک رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لا بشریت دنیا بھر کے انسانوں کی بشریت سے بے مثل ہے۔ شیخ المحدثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی نے مدارج النبوۃ شریف میں درج فرمایا ہے۔ کہ ایک حجام نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنگی یعنی پچھنے لگائے تو آپ کا خون مبارک باہر لے گیا۔ اور اس کو پی لیا۔ آپ نے پوچھا کہ خون کا کیا کیا۔ اس نے عرض کی کہ باہر لے گیا تھا تاکہ اس کو پوشیدہ کر دوں مگر میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ کے خون مبارک کو زمین پر گراؤں تو میں نے خون مبارک کو اپنے شکم میں پوشیدہ کر دیا ہے یعنی پی لیا ہے۔

فرمود تحقیق عذر کردی و نگاہ داشتی نفس خود را یعنی از امراض و بلا۔ | آپ نے فرمایا تو نے عذر پیش کیا اور اپنے آپ کو بیماریوں سے محفوظ کر لیا۔

(مدارج النبوۃ شریف فارسی صفحہ ۳۱ج۱ مطبوعہ دہلی)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا عقیدہ

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ نے شفا شریف کی شرح میں روایت درج فرمائی ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے جب رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا خون مبارک بطور تبرک نوش فرمایا تو کسی نے ان سے خون مبارک کے متعلق پوچھا کہ کیسا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔

أَمَّا الطَّعَمُ فَطَعْمُ الْعَسَلِ وَ أَمَّا الرَّائِحَةُ فَرَائِحَةُ الْمِسْكِ

ذائقہ شہد کی طرح میٹھا تھا اور خوشبو مشک کی طرح تھی۔

قارئین کرام: مندرجہ بالا مستند کتب کے حوالہ جات سے جلیل المرتبت صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عقائد واضح ہوتے کہ وہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے جیسا بشر نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ ساری کائنات میں بے مثل بشر سمجھتے تھے۔

مولانا جلال الدین[1] رومی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا۔

ایں خورد گردد پلیدی زیں جدا
آں خورد گردد ہمہ نورِ خدا
اے ہزاراں جبرائیل اندر بشر
بہر حق سوئے غریباں یک نظر

---

[1] دیوبندی اکابر کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا روم علیہ الرحمۃ کی فاتحہ، نذر و نیاز دلاتے تھے۔ (شمائم امدادیہ صفحہ ۶۸)

شفاعت

دیوبندی وہابی حضرات کا عقیدہ ہے۔ کہ کوئی نبی ولی شفاعت نہیں کر سکتا۔ جوان کو شفیع اعتقاد کرے وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے۔ کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ (تقویۃ الایمان صث)

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے۔ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم شافع محشر ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے شفاعت فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ (پ۳ ع۱)

وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے اس کے حکم کے جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے۔

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ (پ۱۵ ع۹)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

تفسیر خازن اور مدارک میں امام خازن اور امام نسفی علیہما الرحمۃ نے اس آیۃ شریفہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ۔

وَالْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ وَھُوَ مَقَامُ الشَّفَاعَۃِ لِاَنَّہٗ یَحْمَدُ فِیْہِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ۔ (تفسیر خازن ص۱۷۵ ج۳، تفسیر مدارک ص۱۷۵ ج۳ تفسیر جلالین ص۲۴۷ تفسیر جامع البیان ص۲۲۵)

مقام محمود مقام شفاعت ہے۔ کیونکہ وہاں پر اولین اور آخرین سب لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد اور تعریف کریں گے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بھی اپنی صحیح میں روایت درج فرمائی ہے۔ کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مقام محمود کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا۔

ھِیَ الشَّفَاعَۃُ۔ وہ مقام شفاعت ہے۔ (جامع ترمذی ص۱۴۲ ج۲)

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حدیثِ شفاعت اپنی صحیح میں بیان فرمائی ہے۔ اُس میں ہے

ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اَلَّذِيْ وَعَدَهٗ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

پھر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیۃ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وعدہ فرمایا گیا ہے۔

(صحیح بخاری شریف ص۱۱۱۸ ج۲، مشکوٰۃ ص۴۸۹، مرقاۃ ص۲۸۲ ج۱۰، اشعۃ اللمعات ص۳۸۷ ج۴)

امام نسفی، امام سیوطی اور امام قرطبی علیہم الرحمۃ کا عقیدہ

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔

اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا۔ کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اس آیۃ شریفہ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ

لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذًا لَّا اَرْضٰى قَطُّ وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِيْ فِي النَّارِ۔ (تفسیر مدارک ص۳۶۴ ج۴، تفسیر درمنثور ص۳۶۱ ج۶، تفسیر قرطبی ص۹۶ ج۲۰، تفسیر عزیزی ص۲۱۸ ج۴)

جب یہ آیۃ شریفہ نازل ہوئی۔ تو حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اب تو میں ہرگز راضی نہ ہوگا۔ جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

امام المفسرین علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر خازن میں وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى آیۃ شریف کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے۔ اس عطاء سے مراد هِيَ الشَّفَاعَةُ فِيْ اُمَّتِهٖ حَتّٰى يَرْضٰى امت کے حق میں شفاعت ہے۔ اس حد تک کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

(تفسیر خازن ص۲۵۸ ج۷، مطبوعہ مصر۔ تفسیر معالم التنزیل ص۲۵۸ ج۷، مطبوعہ مصر)

شفیع الامم صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَتَانِی اٰتٍ مِن عِندِ رَبِّی فَخَیَّرَنِی بَیْنَ اَنْ یُدْخِلَ نِصْفَ اُمَّتِی الْجَنَّۃَ وَ بَیْنَ الشَّفَاعَۃِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَۃَ وَھِیَ لِمَنْ مَاتَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا۔

میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا۔ اور مجھے میری اُمت کے جنت میں نصف داخل ہونے اور شفاعت کے کرنے کے درمیان اختیار دیا۔ تو میں نے شفاعت کو اختیار کیا۔ اور وہ ہر اُس شخص کے لئے ہے جو مشرک ہو کر نہ مرا ہو۔

مشکوٰۃ شریف ص۴۹۴ ، جامع ترمذی ص۶۶ ج۲ ، ابن ماجہ ص۳۳۰ ، اشعۃ اللمعات ص۴-۴ ج۴ ، مرقات شریف ص۳۱۰ ج۱۰ ، مستدرک ص۶۷ ج۱)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا عقیدہ

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَشْفَعُ لِاُمَّتِی حَتّٰی یُنَادِیْنِی رَبِّی اَرَضِیْتَ یَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ نَعَمْ یَا رَبِّ رَضِیْتُ۔

میں اپنی امت کی شفاعت کراؤں گا۔ یہاں تک کہ میرا پروردگار پکارے گا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تو راضی ہوا۔ تو میں عرض کروں گا کہ اے میرے پروردگار میں راضی ہوں۔

(تفسیر درمنثور ص۳۶۱ ج۶، تفسیر قرطبی ص۹۶ ج۲۰، تفسیر روح البیان ص۴۵۵ ج۳۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ مُسْتَجَابَۃٌ فَتَعَجَّلَ کُلُّ نَبِیٍّ دَعْوَتَہٗ وَاِنِّی اخْتَبَاْتُ دَعْوَتِی شَفَاعَۃً لِاُمَّتِی فَھِیَ نَائِلَۃٌ مَنْ مَاتَ مِنْھُمْ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا۔

ہر نبی کی ایک دعا قبول کی جاتی ہے۔ پس ہر نبی نے دعا مانگنے میں جلدی فرمائی۔ اور میں نے اس دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے رکھا ہے۔ پس میری یہ دعا پہنچنے والی ہے۔ اُس شخص کو میری امت میں سے جو اس حال میں مرا ہے۔ کہ اس

نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔ (ابن ماجہ شریف ص ۳۲۹، مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۴، اشعۃ اللمعات فارسی ص ۱۶۵ ج ۲، مرقات شریف ص ۳۳ ج ۵، صحیح بخاری شریف ص ۹۳۲ ج ۲، صحیح مسلم شریف ص ۱۱۳ ج ۱، فتح الباری ص ۹۶ ج ۱۱، عمدۃ القاری ص ۲۷۶ ج ۲۲، ارشاد الساری ص ـــ، مستدرک ص ۶۸ ج ۱، ترمذی شریف ص ۲۰۰ ج ۲، جامع صغیر ص ۹۷ ج ۱، نہایہ ابن کثیر ص ۲۰۸ ج ۲،

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ کُنْتُ اِمَامُ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبُھُمْ وَصَاحِبُ شَفَاعَتِھِمْ غَیْرَ فَخْرٍ۔

میں قیامت کے دن تمام انبیاء کرام (علیہم السلام) کا امام اور خطیب ہوں گا۔ اور ان کی شفاعت کا مالک ہوں گا۔ یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔

مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۴، اشعۃ اللمعات ص ۴۷۸ ج ۴، مرقاۃ شریف ص ۶۴-۶۵ ج ۱۱، ترمذی شریف ص ۲۰۱ ج ۲، ج صغیر ص ۳۳ ج ۱، مستدرک ص ۷۱ ج ۱، تلخیص ص ۷۱ ج ۱، ابن ماجہ شریف ص ۳۳۰۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُھُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِیْبُھُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُھُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُھُمْ اِذَا اَیِسُوْا اَلْکَرَامَةُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَاَنَا اَکْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰی رَبِّیْ یَطُوْفُ عَلَیَّ اَلْفُ خَادِمٍ کَاَنَّھُمْ بَیْضٌ مَکْنُوْنٌ اَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُوْرٌ۔

جب لوگ قبروں سے اُٹھیں گے تو میں سب سے پہلے اٹھوں گا۔ میں سب کا پیشوا ہوں گا۔ جب لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور چلیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ دم بخود ہوں گے اور میں ان کا شفیع ہوں گا جب وہ عرصہ محشر میں روکے جائیں گے اور میں انہیں بشارت دوں گا۔ جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ عزت اور خزائن رحمت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی۔

اور لواء الحمد اس دِن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں۔ میرے گرد و پیش ہزار خادم دوڑتے ہوں گے گویا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے ہوتے یا موتی ہیں بکھرے ہوتے۔ (مشکوٰۃ شریف صـ۵۱۴، جامع ترمذی صـ۲۰۱ ج ۲، دارمی شریف صـ۳۰ ج ۱، اشعۃ اللمعات صـ۴۷۷، مرقات شریف صـ۶۳ ج ۱۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ سرکار سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْہُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔

قیامت کے دِن میں آدم علیہ السّلام کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ سب سے پہلے میں قبر اطہر سے نکلوں گا۔ سب سے پہلے میں شفاعت کراؤں گا۔ اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جاتے گی۔ (مشکوٰۃ شریف صـ۵۱۱، صحیح مسلم شریف صـ۲۴۵ ج ۲، اشعۃ اللمعات صـ۴۶۶ ج ۴، مرقات شریف صـ۴۵ ج ۱۱، ابن ماجہ صـ۳۲۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔

اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ مُشَفَّعٍ وَّلَا فَخْرَ۔

مَیں مرسلین کا قائد ہوں اور فخر نہیں کرتا، مَیں نبیوں کا خاتم ہوں اور فخر نہیں کرتا اور سب سے پہلے مَیں شفاعت کراؤں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔ اور فخر نہیں کرتا۔ (مشکوٰۃ شریف صـ۵۱۴، دارمی شریف صـ۳۱ ج ۱، اشعۃ اللمعات صـ۴۷۷ ج ۴، مرقاۃ صـ۶۳ ج ۱۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جلیل المرتبت صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کہ سرورِ کون ومکاں، شفیع عاصیاں، وسیلہ بیکساں، سیّاح لامکاں حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ کہ قیامت کے دِن تمام لوگ جمع ہوں

گے اور آپس میں کہیں گے۔

لَوِاسْتَشْفَعْنَا اِلٰی رَبِّنَا حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَکَانِنَا هٰذَا۔ کاش ہم اپنے پروردگار کے حضور کوئی شفاعت کرنے والا تلاش کرتے تاکہ وہ ہمیں اس مقام پر راحت دیتا۔

تب وہ حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کریں گے۔ اے آدم علیہ السلام کیا آپ لوگوں کو نہیں دیکھ رہے ہیں؟ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا۔ ملائکہ سے سجدہ کرایا۔ آپ کو تمام چیزوں کے ناموں کا علم عطا فرمایا۔

اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّنَا حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَکَانِنَا هٰذَا۔ ہمارے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں تاکہ وہ ہمیں اِس مقام پر راحت دے۔

تب حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔

لَسْتُ هُنَاكَ۔ یہ میرا کام نہیں کہ سب سے پہلے شفاعت کا دروازہ کھولوں) فرمائیں گے۔ اِئْتُوْا نُوْحًا فَاِنَّهٗ اَوَّلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰی اَهْلِ الْاَرْضِ۔ حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری دو۔ کہ وہ پہلے رسُول ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے زمین والوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔

تو لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ تو وہ بھی فرمائیں گے۔

لَسْتُ هُنَاكَ۔ یہ میرا کام نہیں کہ شفاعت کا دروازہ سب سے پہلے کھولوں۔

حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے۔

اِئْتُوْا اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلَ الرَّحْمٰنِ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دو۔ وہ رحمٰن کے خلیل ہیں۔ تب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونگے۔ تو آپ بھی فرمائیں گے۔ لَسْتُ هُنَاكَ رہنمائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمائیں گے۔

اِئْتُوْا مُوْسٰی عَبْدًا اٰتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَکَلَّمَهٗ تَکْلِیْمًا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں جاؤ۔ وہ اللہ کے خاص بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تورات دی ہے۔ اور ان سے ہم کلامی فرمائی۔ تو لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہونگے۔

تو وہ بھی لَسْتُ هُنَاكَ فرمائیں گے۔ اور ارشاد فرمائیں گے۔

اِئْتُوا عِیْسٰی عَبْدَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلَهٗ وَ كَلِمَتَهٗ وَ رُوْحَهٗ۔ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور اُس کے رسول اور اُس کا کلمہ اور روح ہیں۔

لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں جائیں گے تو وہ بھی لَسْتُ هُنَاكَ فرماتے ہوئے ارشاد فرمائیں گے۔

لٰكِنْ اِئْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضری دو۔ جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے سبب ان کے اگلے اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔

تو سرورِ عالم، شفیعِ اعظم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔

فَانْطَلِقُ فَاسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ تو میں اپنے رب کے حضور اذن چاہوں گا۔

يُؤْذَنُ لِیْ عَلَيْهِ۔ مجھے اذن مل جائے گا۔

جب میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گا۔ تو سجدہ کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تَسْمَعْ وَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرِ انور اٹھائیے اور فرمائیں۔ مانگیئے۔ عطا فرمایا جائے گا۔ اور شفاعت قبول کی جائے گی۔

سرورِ عالم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اُس نے دل میں جَو بھر میں نیکی ہے وہ جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ پھر وہ بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہو اور اُس کے دل میں دانہ گندم کے برابر بھلائی ہو۔ یعنی ایمان ہو۔ پھر وہ بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور اس کے دل میں ذرہ بھر بھی بھلائی ہو۔

(بخاری ج۲ ص۱۱۰۱، مشکوٰۃ ص۴۸۸، ابنِ ماجہ ص۳۲۹، مرقات ج۱۰ ص۲۷۶، کتاب الاسماء والصفات ص۱۴۶، نہایہ ابنِ کثیر ج۲ ص۱۸۸)

عبدالمصطفیٰ اور غلام نبی نام رکھنا

دیوبندی کہتے ہیں کہ عبدالمصطفیٰ، عبدالنبی، غلام رسول، غلام نبی وغیرہ نام رکھنا شرک ہے۔ اہلِ سنت وجماعت حضرات یہ نام رکھنا جائز سمجھتے ہیں اور باعثِ برکات خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔ (پ ۲۴ ع ۳)

تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو

دیوبندی حضرات کے بھی بزرگ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اس آیہ کریمہ پر فرماتے ہیں کہ "چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصل بحق ہیں۔ عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ۔ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (امداد المشتاق ص۹۳)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی بھی اسی پر لکھتے ہیں کہ قرینہ بھی انہیں معنے کا ہے۔ آگے فرماتے ہیں: لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اگر مرجع اُس کا اللہ ہوتا تو فرماتا مِنْ رَّحْمَتِیْ تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔ (امداد المشتاق ص۹۳)

اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اسی لیے کہا ہے ؎

یٰعبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے \
اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا

سیدنا فاروقِ اعظم[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ امیر المومنین خلیفہ دوم خلیفہ برحق سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے

---

[1] سرکارِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان مبارک میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

آپ کو عبد المصطفیٰ کہلاتے تھے جیسا کہ روایت میں ہے۔

فَلَمَّا وَلِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ عَلٰی مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تُؤْنِسُوْنَ مِنْ شِدَّۃٍ وَ غِلْظَۃٍ وَ ذَالِکَ اَنِّیْ کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکُنْتُ عَبْدَہٗ وَخَادِمَہٗ۔

پس جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوتے تو لوگوں کو آپ نے منبر رسول پر خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے محبت رکھتے ہو۔ اور یہ اس لیے کہ میں رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ رہا ہوں۔ اور میں آپ کا عبد بندہ اور آپ کا خادم ہوں۔

(کنز العمال ص ۱۴۷ ج ۳، حیوۃ الحیوان للدمیری ص ۱۷۰ ج ۲، ازالۃ الخفاء للشاہ ولی اللہ الدہلوی ص ۶۳ ج ۲)

قارئین حضرات! آپ نے دیکھا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے بارے میں فخر الرسل، ہادی السبل حضرت **محمد** مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الشَّیْطَانَ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ

بے شک شیطان حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سایہ سے بھاگتا ہے۔

اس شان والا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو دیوبندی بھی جمعہ کے روز منبر رسول پر کھڑے

فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق کو ظاہر فرما دیا ہے۔ (ترمذی ص ۲۰۹ ج ۲، حلیۃ الاولیاء ص ۴۲ ج ۱، ریاض النضرہ، اعلام الموقعین ص ۲۵ ج ۲) عُمَرُ مَعِیْ وَ اَنَا مَعَ عُمَرَ وَالْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَ عُمَرَ حَیْثُ کَانَ جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنگت میرے ساتھ اور میری سنگت عمر کے ساتھ اور میرے بعد حق و صداقت کی سنگت جناب عمر کے ساتھ ہو گی جہاں کہیں بھی عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے (جامع صغیر ص ۶۶ ج ۲، صواعق محرقہ ص ۹۶، طبرانی شریف، اسنی المطالب ص ۱۴۴)، اہلِ جنت کے سراج حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں)۔
(جامع صغیر ص ۶۶ ج ۲، صواعق محرقہ ص ۹۷، اسنی المطالب ص ۱۴۴) (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

ہو کر کہتے ہیں۔

منبر و محراب کی زینت اور اسلام کی عزت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر رسول پر کھڑے ہو کر ہزار ہا صحابہ اور تابعین کے سامنے جن میں سیدنا عثمان ذی النورین، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسی شخصیتیں بھی موجود ہوں۔ حمد و ثنا کرنے کے بعد اپنی خلافت کے منصب پر جلوہ افروز ہوتے ہوئے فرماتے ہیں۔ میں رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عبد، بندہ اور خادم ہوں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی نے یہ نہ کہا کہ اے عمر فاروق تم نے شرک کیا ہے (معاذ اللہ) سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحابہ اور تابعین کی موجودگی میں منبر رسول پر جلوہ افروز ہوتے ہوئے اپنے آپ کو عبد المصطفیٰ، عبد النبی کہنا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اعتراض نہ کرنا یہ واضح دلیل ہے کہ جملہ صحابہ کرام اور تابعین عظام اور حاضرین محفل تمام مومنین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ اور اس نام اور اس نسبت کو وہ شرک نہیں سمجھتے تھے بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کو مومنِ کامل ہی سمجھتے تھے۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک بھی ہے۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ (مشکوٰۃ شریف ص، ترمذی شریف ص۹۲ ج ۲، ابن ماجہ شریف ص۵، ابو داؤد شریف ص۲۷۹ ج ۲، مسند دارمی ص۲۶، مسند احمد ص۲۷ ج ۴، مستدرک ص۹۵ ج ۱)	تم پر میری اور خلفاء راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں کی سُنت لازم ہے۔

پس اس ارشادِ نبوی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سیدنا عثمانِ غنی اور سیدنا علی شیرِ خدا اور دیگر صحابہ کرام اور تابعینِ عظام کے سامنے، عبد المصطفیٰ، عبد النبی اپنے آپ کو قرار دینے کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اہلِ سنت و جماعت حضرات عبد المصطفیٰ اور عبد النبی نام رکھتے ہیں۔ میرے اعلیحضرت امام اہلسنت مجددِ دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ القوی کی جو مہر مبارک تھی آپ نے اُس مہر پر بھی عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں بریلوی لکھا ہوا تھا۔

علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلوی نے اسی لیے لکھا ہے ؎

میرے عبدالمصطفیٰ احمد رضا تیرا قلم
دشمنانِ مصطفیٰ کے واسطے شمشیر ہے

موجودہ دور میں اہلِ سنت کے عظیم قائد حضرت علامہ ازہری ایم این-اے کا نام حضرت صدرالشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمتہ نے عبدالمصطفیٰ رکھا ہے۔

دیوبندی اس نام کو شرک کہتے ہیں۔ اہلِ سنت و جماعت اس نام کو رکھتے ہیں۔

پس حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عبدالمصطفیٰ، عبدالنبی کہلانے سے اظہر من الشمس والامس ہے کہ اس کو شرک قرار دینے والے دیوبندی اہلِ سُنت و جماعت نہیں۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکارنا

دیوبندی حضرات یا محمد، یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہنے کے منکر اور کہنے کو شرک قرار دیتے ہیں اور کہنے والے کو مشرک گردانتے ہیں۔

اہلسنت وجماعت حضرات یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ لفظ ندا سے پیارے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پکارنا، یاد کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ سرورِ کون ومکاں، شفیعِ مجرماں، وسیلۂ بیکساں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو یا محمد، یا رسول اللہ کہنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ جیسا کہ کتب احادیث میں حدیث شریف درج ہے۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا فرمائے۔ تو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جاؤ وضو کرو اور دو رکعت پڑھ کر یہ دعا مانگو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ۔ جذب القلوب صد ۲۲۰

(ابن ماجہ شریف صد ۱۰۰، ترمذی شریف صد ۱۹۷ ج ۲، طبرانی شریف مستدرک صد ۵۱۹ ج ۱، صحیح ابن خزیمہ صد ۲۲۶ ج ۲، شفاء صد ۲۶۳ ج ۱)

اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں محمد نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلۂ مبارکہ سے متوجہ ہوتا ہوں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ آپ کے وسیلہ مبارکہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اپنی اس حاجت میں کہ پوری ہو جائے یا رب حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت

کو یا محمد یا رسول اللہ سے ندا کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام تو یا محمد یا رسول اللہ کہنے کی تعلیم دیں مگر دیوبندی اس کو شرک قرار دیں۔ اب خود ہی فیصلہ فرما لیں کیا یہ اہلسنت ہیں یا کہ باغیٔ سنت ؟

اُمتِ محمدیہ کے جلیل المرتبت امام طبرانی علیہ الرحمۃ نے ایک روایت نقل کی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے بعد بھی اس دُعا اور وظیفہ پر عمل جاری رکھا اور اس کی تعلیم فرمائی۔ وہ روایت یہ ہے۔

صحابیٔ رسول عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کسی شخص کو امیر المومنین خلیفہ سوم۔ خلیفہ برحق سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ضروری کام تھا۔ جو کہ پورا نہیں ہوتا تھا۔ حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس کی طرف التفات نہیں فرماتے تھے۔ سائل نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا علاج دریافت کیا اُنہوں نے فرمایا کہ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دُعا پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔ اس کے بعد خلیفہ وقت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دربان آگے بڑھا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کو خصوصی جگہ پر بٹھایا اور اس کی حاجت پوچھی اور اس کو پورا فرمایا نیز فرمایا جب تجھے کوئی حاجت پیش آئے تو میرے پاس آنا میں اس کو پورا کر دوں گا۔ سائل خوشی و مسرت کے ساتھ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور کہا جَزَاكَ اللّٰهُ خَیْرًا۔ میں نے وہ دُعا پڑھی اور میرا کام ہو گیا۔ حالانکہ اس سے قبل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میری طرف التفات نہیں فرماتے تھے۔ (طبرانی شریف صفحہ ۱۸۳ ج ۱ مطبوعہ مصر)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا روایت سے اظہر من الشمس ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین

حضرات سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کے انتقال کے بعد بھی یا محمد یا رسول اللہ کو جائز قرار دیتے تھے بلکہ مشکل اور پریشانی کے عالم میں یا محمد یا رسول اللہ پکارتے تھے۔ اور پکارنے سے ان کی مشکلیں اور مصائب حل ہو جاتے تھے۔ مگر آج کل دیوبندی یا محمد یا رسول اللہ پکارنے والے کو مشرک قرار دیتے ہیں اور پھر دعویٰ یہ کہ ہم اہلسنت و جماعت ہیں۔ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ)

صحابۂ کرام اور تابعین کے اس مجرب وظیفہ کو محدثینِ عظام علیہم الرحمۃ نے جب حدیث کی مستند کتابوں میں درج فرمایا تو اس امتِ محمدیہ کے مشہور محدث ابنِ جزری علیہ الرحمۃ نے اپنی مشہور تصنیفِ لطیف حصن حصین؎ میں بھی اس وظیفہ کو مشکل، پریشانی اور حاجت طلب کرنے کے لیے پڑھنے کی ترکیب ارشاد فرمائی ہے۔

محدث ابنِ جزری کا ارشاد

مَنْ کَانَتْ لَہٗ ضَرُوْرَۃٌ فَلْیَتَوَضَّأْ فَیُحْسِنْ وُضُوْءَہٗ وَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ یَدْعُوْا جس کی کوئی ضرورت یا حاجت ہو پس وہ اچھی طرح سے وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا کرے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

امام المحدثین سیدنا امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیفِ لطیف ادب المفرد میں

؎ حضرت محدث ابنِ جزری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب حصن حصین کے دیباچہ میں واضح الفاظ میں لکھا ہے۔ کہ اس کتاب میں جو احادیث شریفہ جمع کی گئی ہیں۔ وہ سب صحیح احادیث شریفہ ہیں۔ اس میں کوئی ضعیف حدیث نہیں ہے۔ ابن جزری کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ اَخْرَجْتُہٗ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَۃِ اَبْرَزْتُہٗ عُدَّۃً عِنْدَ کُلِّ شِدَّۃٍ وَجَرَّدْتُہٗ جُنَّۃً تَقِیْ مِنْ شَرِّ النَّاسِ وَالْجِنَّۃِ اس کا ترجمہ جناب قطب الدہلوی علیہ الرحمۃ نے اس طرح کیا ہے۔ نکالا میں نے اس کو کتاب کو صحیح حدیثوں سے ظاہر کیا میں نے اس کو۔ درحالیکہ سامان ہے۔ نزدیک ہر سختی کے اور خالص کیا میں نے اس کو درحالیکہ ڈھال ہے بچاتی ہے برائی آدمیوں اور جنوں کی سے۔ (حصن حصین مترجم ص۳)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ۔ (ادب المفرد صـ۱۹۳ مطبوعہ مصر)	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سُن ہوگیا تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ اس شخص کو یاد کریں جو آپ کو سب سے محبوب ہے تو اُنہوں نے کہا یا محمد!

شفا شریف کی روایت

بارگاہِ نبوی کے حضوری حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب شفا شریف میں اس روایت کو اس طرح نقل فرمایا ہے ۔

رُوِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ خَدِرَتْ رِجْلُهُ فَقِيْلَ لَهُ اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ يَزُلْ عَنْكَ فَصَاحَ يَا مُحَمَّدَاهُ فَانْتَشَرَتْ ۔ (کتاب الشفا شریف حقوق المصطفیٰ صـ۱۸ ج ۲) شرح شفا صـ۴۱ ج ۲، نسیم الریاض صـ۳۹۷ ج ۳	روایت ہے کہ بیشک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں مبارک سُن ہوگیا۔ پس ان کو کہا گیا کہ اس کا ذکر کرو جو تجھے زیادہ محبوب ہے پس اُنہوں نے یا محمداہ کہا تو پاؤں مبارک کھل گیا۔

۱؎ مولوی ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد وہابی نے شفا شریف کو بے نظیر کتاب قرار دیا ہے ۔ (سراجاً منیراً صـ۸ اہلحدیث امرتسر ۲۸ مئی ۱۹۲۲ء) قاضی سلیمان منصور پوری نے قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھا ہے کہ عیاض بن موسیٰ صوبہ غرناطہ کے شہر سبتہ کے قاضی، فقہ، تفسیر، حدیث و سائر علوم کے امام تھے ۔ (رحمۃ للعالمین صـ۳۵۵ ج ۲) سلیمان ندوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ ماخذ کتاب شمائل میں سب سے زیادہ ضخیم اور بڑی کتاب اس فن کی کتاب الشفاء فی حقوق المصطفیٰ قاضی عیاض کی اور اس کی شرح نسیم الریاض شہاب خفاجی کی ہے ۔ (خطبات مدراس صـ۶۲)

۲؎ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے برادر زادے نے ایک روز اپنے چچا کو خواب میں دیکھا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سونے کے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اس خواب کے دیکھنے سے ان پر ایک دہشت سی طاری ہوئی اور تردد لاحق ہوا تو اُن کے چچا قاضی عیاض علیہ الرحمۃ جو اُن کی اس حالت کو تاڑ گئے تھے ۔ فرمانے لگے ۔ اے میرے بھتیجے میری کتاب شفاء کو مضبوط پکڑے رہو ۔ اور اُس کو اپنے لیے حجت بناؤ ۔ گویا اس کلام سے آپ نے اشارہ فرمایا کہ مجھ کو یہ مرتبہ اسی کتاب کی بدولت ملا ہے ۔ (بستان المحدثین فارسی صـ۱۳۰ مطبوعہ دہلی)

علامہ ابن السنی اور علامہ نووی علیہما الرحمۃ | اُمتِ محمدیہ کے جلیل القدر عظیم المرتبت محدثین علامہ ابن السنی علیہ الرحمۃ جن کا انتقال ۳۶۴ھ

میں ہوا۔ انہوں نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ ص پر یہ روایت کئی سندوں سے بیان کیا ہے نیز امام نووی جو صحیح مسلم شریف کے شارح ہیں اُنہوں نے بھی کتاب الاذکار ص ۱۳۵ پر یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ | جو پاک و ہند میں سب سے پہلے علمِ حدیث کی ترویج و تبلیغ اور تشہیر کرنے

والی شخصیت ہیں نیز بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضوری بھی ہیں نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں درج فرمایا ہے۔

قاضی شوکانی اور وحید الزماں | جو کہ غیر مقلدین وہابی حضرات کی بلند پایہ شخصیت ہیں اُنہوں نے بھی اپنی کتابوں تحفۃ الذاکرین ص ۲۴۳

لہ فخر الوہابیہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ دشیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ہے، محمد عاجز (ابراہیم میر) کو علم و فضل اور خدمتِ علمِ حدیث اور صاحبِ کمالاتِ ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حُسنِ عقیدت ہے۔ آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں۔ جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں (تاریخ اہلحدیث ص ۳۹۵) وہابیہ نجدیہ کے مشہور رائٹر حکیم عبدالرحیم اشرف ایڈیٹر المنبر لائلپور لکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی حکمت نے تین عظیم المرتبت شخصیتوں کو پیدا فرمایا جو اس ظلمت کدہ میں اسلام کے مسخ شدہ چہرہ کو اپنی اصلی نورانیت کے جلو میں پھر سے ظاہر کریں۔ ان حضرات نے قرآن و سنت کے خشک ستونوں کو از سرِ نو جاری کر دیا۔ اسلام کے عقائد کو اس شکل میں پیش کیا جو داعی اسلام فداہ روحی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش کیے گئے تھے۔ علماء سُو کو بے نقاب کیا گیا۔ ان کی اجارہ داری کو چیلنج کیا۔ اور واشگاف کیا گیا کہ ان کے اقوال اس قابل تو ضرور ہیں کہ انہیں جس طرح سے اُٹھا کر پھینک دیا جائے لیکن اس لائق ہرگز نہیں کہ انہیں اسلام کی تفسیر و تعبیر کے طور پر حجتِ شرعی بنایا جائے۔ یہ عظیم تجدیدی کارنامے جن تین پاکباز نفوس نے انجام دیئے ان کے اسم گرامی یہ ہیں۔ اوّل حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں دنیائے اسلام مجدد (باقی اگلے صفحہ)

مطبوعہ مصر اور ھدیۃ المھدی ص۲۳ ج۱ میں یہ روایت درج کرکے اس حقیقت کی تصدیق کی ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔

مگر یہ حضرات اپنے دلوں میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا حسد اور بغض اتنا رکھتے ہیں کہ اپنے بڑوں کی کتابوں میں بھی درج کردہ روایات اور احادیث شریفہ پر بھی اعتبار نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ مخالفین کے مجدد اور مفسر نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی نے اس طرح درج کیا ہے کہ شرجی کہتے ہیں کہ ایک بار پاؤں ابنِ عباس کا سُن ہوگیا۔ کہا یا مُحَمَّدؐ فی الفور کھل گیا۔ (الدار والدوار ص۳۶)

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا شعار اور طریقہ

صحابۂ کرام علیہم الرضوان جنگوں میں اکثر یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا محمد پکارا کرتے تھے۔ جیسا کہ تاریخ ابنِ جریر میں ہے۔

(بقیہ صفحہ) الفِ ثانی کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ دوم شیخ عبدالحق محدث دہلوی جنہوں نے اس ملک میں حدیثِ نبوی کے علوم کو عام کیا۔ سوم الشیخ احمد بن عبدالرحیم جنہیں عالمِ اسلام شاہ ولی اللہ کے نام سے پکارتا ہے۔ (الاعتصام ص۵ ۱۶ مارچ ۱۹۵۴ء) وہابیہ کی اہلحدیث کانفرنس دہلی کے خطبہ استقبالیہ میں ہے کہ دسویں صدی ہجری میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نشر و اشاعت قرآن و حدیث پر کافی توجہ فرمائی۔ (اہلحدیث امرتسر ص۴ ۲۱ اپریل ۱۹۴۴ء) دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ "بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالتِ غیبت میں روزمرہ ان کو دربارِ نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی۔ ایسے حضرات صاحبِ حضوری کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (علیہ الرحمۃ) ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے۔ (الافاضات الیومیہ ص۶ ج، سطر۱) مولوی محمد دہلوی نے شیخ کو سیدی خاتم المحققین والمحدثین لکھا ہے۔ (اخبار محمدی دہلی ص۵ ۱۵ جولائی ۱۹۳۶ء) (فقیر قادری ابوالحامد محمد ضیاء اللہ غفرلہٗ)

اِنَّ الصَّحَابَةَ بَعْدَ مَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ شِعَارُھُمْ فِی الْحُرُوْبِ یَا مُحَمَّدُ۔ (تاریخ ابنِ جریر)

بیشک صحابہ کرام علیہم الرضوان کا حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے انتقال کے بعد جنگوں میں یامحمد پکارنا شعار اور طریقہ تھا۔

ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجاہد کا یامحمد پکارنا

تاریخ فتوح الشام میں ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار سوار دے کر قنسرین سے لڑائی کے ارادہ سے بھیجا۔ کعب بن حمزہ کی لڑائی یوقنا سے ہوئی۔ اس کے پانچہزار سپاہی تھے۔ جب جنگ ہو رہی تھی تو یوقنا کے پانچہزار سپاہیوں نے حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج پر حملہ کر دیا۔ تو اس وقت حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکارتے تھے۔

یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ یَا نَصْرَ اللّٰہِ اَنْزِلْ۔

(فتوح الشام ص۲۹۵)

اے محمد مصطفےٰ اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اے اللہ تعالیٰ کی مدد نزول فرماؤ۔ تشریف لاؤ۔

محدث سیوطی اور ابنِ جوزی علیہما الرحمۃ

نے تین مجاہدین کا ایک واقعہ اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے جو درج کیا جاتا ہے۔

ل علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالتِ بیداری میں بالمشافہ پچھتر مرتبہ زیارت کی ہے۔ (میزان الکبریٰ ص۴۴ مطبوعہ مصر) دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے امام سیوطی علیہ الرحمۃ کو بڑے بڑے علماء کی صف میں شمار کیا ہے۔ (طریقہ مولود ص۱۱)

ل دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے شیخ الاسلام اور مجدد ابنِ تیمیہ حضرت محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کے بارے لکھتے ہیں کہ امام ابن جوزی جلیل القدر مفتی اور بڑے صاحبِ تصنیف و تالیف تھے اور بہت سے فنون میں آپ کی تصنیفات ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے انہیں شمار کیا ہے تو انہیں ہزار سے (باقی اگلے صفحہ پر)

محدث ابنِ جوزی علیہ الرحمۃ نے عیون الحکایات میں ابو علی منیر سے روایت کی ہے کہ ملک شام میں تین بھائی اپنے وقت کے بڑے بہادر اور پہلوان تھے۔ کفار کے ساتھ ہمیشہ جہاد کرتے تھے۔ شاہِ روم نے ان لوگوں کو گرفتار کرلیا۔ اور کہا اگر تم لوگ دینِ نصاریٰ قبول کرو تو میں اپنا ملک تمہیں دے دوں گا۔ اور اپنی لڑکیوں کی شادی تم سے کردوں گا۔

فَاَبَوْا وَقَالُوْا یَامُحَمَّدَاہ ‏ پس ان لوگوں نے انکار کیا اور کہا یا محمداہ ہماری مدد کیجیے۔

(شرح الصدور ۱۹۸ للسیوطی)

مدینہ منورہ کے لوگوں کا یا محمد یا رسول اللہ کے نعرے لگانا: صحیح مسلم شریف میں سرکارِ

(بقیہ صفحہ) بھی زیادہ پایا ہے خصوصیت سے حدیث اور فنونِ حدیث میں آپ کی ایسی تصنیفات موجود ہیں کہ ان کی مانند شاید ہی کوئی تصنیف ہو۔ اور عمدہ تصنیف آپ کی وہ کتاب ہے جس میں سلف کے حالات لکھے گئے ہیں۔ ہر بات کی تفصیل میں آپ ماہر تھے۔ اور لکھنے پر کمال درجہ کی دسترس حاصل تھی اور ہر فن میں لوگوں کی تصنیفات سے آپ کی تصنیفات بہت عمدہ اور معتبر ہیں۔ (الاعتصام لاہور ص۶ ۲۹ فروری ۱۹۵۲ء) حافظ ابن ذہبی علیہ الرحمۃ محدث ابنِ جوزی علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ کی بہت سی تصانیف مختلف فنون میں ہیں۔ جیسے تفسیر، فقہ، حدیث، وعظ، دقائق، تواریخ وغیرہ حدیث اور علومِ حدیث کی معرفت اور صحیح و ضعیف حدیث کی واقفیت آپ پر ختم ہے۔ آپ نے بہت سی حدیثیں روایت کیں اور چالیس برس سے زیادہ علم حاصل کیا۔ (طبقات ابنِ رجب) شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ابنِ جوزی علیہ الرحمۃ کے شاگرد تھے۔ (حاشیہ بوستان ص۱) علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ جلد ۴ میں لکھا ہے کہ کَانَ مِنَ الْاَعْیَانِ فِی الْحَدِیْثِ مِنَ الْحُفَّاظِ مَا عَلِمْتُ اَنَّ اَحَدًا مِنَ الْعُلَمَاءِ صَنَّفَ مَا صَنَّفَ ھٰذَا الرَّجُلُ۔ آپ علومِ قرآن اور تفسیر میں بلند پایہ تھے اور فنِ حدیث میں بہت بڑے حافظ تھے ان کی تصانیف اتنی کثیر اور ضخیم ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان جیسی تصانیف علماء اُمت میں کسی کی ہوں۔ وہابیہ کے ماہنامہ الاسلام دہلی میں ہے کہ محدث ابنِ جوزی (علیہ الرحمۃ) کا شمار چھٹی صدی کے اکابر و اعیان میں ایک عظیم و جلیل محدث اور خطیب کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ آپ کے دستِ حق پرست پر ایک لاکھ سے زیادہ انسان تائب ہوئے اور ایک لاکھ سے زائد اسلام کے دامنِ رحمت میں آچکے ہیں (الاسلام دہلی ص۱۴/۱۳ فروری ۱۹۵۶ء) (فقیر قادری غفرلہٗ)

سیدنا امام المحدثین امام مسلم علیہ الرحمۃ نے باب الھجرۃ میں حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ جب سرورِ کائنات، مفخرِ موجودات، باعثِ تخلیقِ کائنات منبعِ کمالات جناب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے۔

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُیُوْتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِی الطُّرُقِ یُنَادُوْنَ یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ (صحیح مسلم شریف ص۱۹ ج۲)	پس چڑھ گئے مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر اور پھیل گئے بچے اور غلام گلی کوچوں میں پکارتے تھے یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ۔

محدث سخاوی علیہ الرحمۃ[1] نے اپنی کتاب مستطاب القول البدیع[2] میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر محمد عمر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر بن مجاہد علیہ الرحمۃ کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ آئے اور حضرت ابوبکر علیہ الرحمۃ کھڑے ہوگئے معانقہ کیا اور پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے کہا اے میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں حالانکہ آپ اور تمام بغداد کے باشندے خیال کرتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے انہوں نے کہا کہ اُس کے ساتھ میں نے وہ سلوک کیا جو نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے کہ میں رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ سامنے آئے تو آپ کھڑے ہوگئے اور اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ شبلی کے ساتھ ایسی عنایت فرماتے ہیں۔ فرمایا یہ نماز

---

[1] محدث سخاوی علیہ الرحمۃ امام المحدثین حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کے شاگردِ رشید اور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے اُستاد بھائی تھے۔ شوکانی نے سخاوی کو امامِ کبیر تسلیم کیا ہے۔ عبدالوہاب عبداللطیف مدرس جامعۃ الازہر نے امام سخاوی کے بارے میں سند یہ القاب لکھے ہیں۔ وارث علوم الانبیاء الفرد الفرید (مقدمہ المقاصد الحسنہ)

[2] القول البدیع محدث سخاوی علیہ الرحمۃ کی وہ کتاب جس کے اکثر حوالہ جات دیوبندی تبلیغیوں کے مولوی ذکریا سہارنپوری نے اپنی کتاب فضائل درود شریف میں درج کیے ہیں۔

(فقیر محمد ضیاء اللہ القادری عفرلہ)

کے بعد لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ آخر تک پڑھا کرتا ہے۔ اور پھر مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ اس نے کوئی فرض نماز نہیں پڑھی لیکن اس کے آخر میں لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ آخر تک پڑھا اور تین دفعہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) پڑھا۔

حضرت ابوبکر محمد بن عمر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کے پاس گیا۔ اور پوچھا کہ نماز کے بعد کیا ذکر کیا کرتے ہو۔ تو انہوں نے ایسا ہی بیان فرمایا۔ (القول البدیع ص۱۶۳)

ابنِ قیم[1] اور قاضی سلیمان[2] منصورپوری

جو کہ دیوبندی اور وہابی حضرات کی مقتدر شخصیتیں ہیں نے بھی اپنی اپنی کتاب جلاء الافہام (ص۵۵۹ مصری) الصلوٰۃ والسلام اردو ص۲۵۸، ۲۵۹ میں یہ واقعہ درج کیا ہے

قارئین حضرات :- اگر حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لفظ یا سے پکارنا شرک ہوتا تو رسولِ ربِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات والتسلیمات کبھی بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو یہ دعا نہ بتاتے جس میں یا مُحَمَّد کا لفظ آیا ہے۔

یا مُحَمَّد یا رَسُوْلَ اللّٰہ پکارنا شرک ہوتا تو سرکار سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان جن کا میدانِ کارزار اور عین جنگ کے دوران یا مُحَمَّد یا رَسُوْلَ اللّٰہ کبھی بھی نہ پکارتے اور نہ ہی اس کی تعلیم دیتے۔

---

[1] غیر مقلدین وہابی حضرات کے مولوی محمد صاحب دہلوی نے ابن قیم کو مجدد وقت لکھا ہے (اخبار محمدی دہلی ص۱۵، ۵ مئی سنہ ۱۹۴۲ء)

[2] مفسر الوہابیہ محمد دہلوی نے قاضی سلیمان منصورپوری کے بارے لکھا ہے کہ قاضی صاحب موصوف کا اندازِ بیان نہایت دلکش اور مدلل ہوتا تھا۔ (اخبار محمدی دہلی ص۱۵، ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۴۲ء) مولوی ثناء اللہ امرتسری نے قاضی سلیمان منصورپوری کو قابل مصنف لکھا ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ص۲، ۲ نومبر سنہ ۱۹۴۳ء) مولوی داؤد غزنوی لکھتے ہیں کہ قاضی سلیمان منصورپوری کے علم و تحقیق کی بلندیوں کو کوئی نہیں چھو سکا۔ (الاعتصام لاہور ص۳، یکم جولائی سنہ ۱۹۶۰ء)

جب صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم یا مُحَمَّد یا رَسُوْلَ اللہ پکارتے تھے تو اس پکار کو سننے والے بھی کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان ہوتے تھے۔ حالانکہ احادیث شریفہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیاتِ مُبارکہ اور پردہ فرماجانے کے بعد دونوں وقتوں میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یا مُحَمَّد یا رَسُوْلَ اللہ پکارنا ثابت ہے۔ لیکن کسی صحابی کا ان کو منع کرنا ثابت نہیں۔

دُنیا بھر کے دیوبندی کوئی ایسی حدیث پیش نہیں کرسکتے جس میں کسی صحابی نے دوسرے صحابی کو یا مُحَمَّد یا رَسُوْلَ اللہ پکارنے سے منع فرمایا ہو۔

پس ان مستند محدّثین کی مستند کُتب احادیث سے ثابت ہوا کہ امام الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ یا مُحَمَّد یا رَسُوْلَ اللہ پکارنا جائز ہے۔

لہٰذا دیوبندی جو اس کو شرک کہتے ہیں وہ اہلِ سنت وجماعت نہیں بلکہ اہلِ سنت وجماعت وہی حضرات ہیں جو یا مُحَمَّد یا رَسُوْلَ اللہ پکارتے بھی ہیں اس کے جواز کے قائل بھی ہیں۔

دُور و نزدیک سے سُننا

دیوبندی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں ہی ہماری آواز سُنتے ہیں وہاں پر ہی درود شریف سنتے ہیں۔ دور دراز سے نہیں سُنتے دور و نزدیک سے سُننے کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔

اہل سنّت وجماعت بریلوی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ سرورِ کون ومکان مدینہ منورہ میں بھی آواز کو سُنتے ہیں۔ اور دُور دراز سے بھی اپنے اُمتیوں کی آواز کو سُنتے ہیں۔ ؎ دُور و نزدیک کے سُننے والے وہ کان

کان لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

سرکار شہنشاہِ عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر عظیم المرتبت صحابہ کرام علیہم الرضوان مدینہ منورہ میں بھی اور دور دراز علاقوں اور میدانِ جنگ میں بھی اپنے آقا و مولیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حرفِ ندا یا سے پکارتے تھے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یا محمد پکارنا نیز صحابہ کرام علیہم الرضوان کا میدانِ جنگ میں یا محمد پکارنا ان کا شعار اور طریقہ تھا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یا محمدؐ کہنا اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کا یا محمد والی دُعا بتانا۔

ان سب روایات صحیحہ سے بالکل عیاں ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان دُور و نزدیک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارتے تھے اور ان کی مشکلیں حل ہوتی تھیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا دور دراز سے پکارنا یہ دلیل ہے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء دُور و نزدیک سے سُنتے ہیں۔

شافع محشر، ساقیٔ کوثر احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بھی ہے۔

اِنِّیْ اَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ جو کچھ میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے۔

(صحیح بخاری شریف صــ صحیح مسلم شریف صــ مشکوٰۃ شریف صــ)

دلائل الخیرات کا حوالہ دیوبندی حضرات کے اکابرین مثلاً مولوی قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند، مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی حضرات نے اپنے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی سے دلائل الخیرات شریف کتاب پڑھنے کی سنداً اجازت لی ہے۔ جیسا کہ دیوبندیوں کے مولوی حسین احمد ٹانڈوی کی کتاب المہند میں ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اکابرین دیوبند قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی وغیرہم کو دلائل الخیرات شریف پڑھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

(المہند صــ۱۶ مطبوعہ دیوبند)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی دلائل الخیرات شریف کے متعلق فرماتے تھے کہ دلائل الخیرات کی اجازت ہم نے حاصل کی اپنے شیخ ابوالطاہر سے، انہوں نے شیخ احمد نخلی سے انہوں نے سید عبدالرحمٰن ادریس سے جو کہ محجوب مشہور ہیں انہوں نے باپ احمد سے انہوں نے اپنے دادا محمد سے انہوں نے اپنے دادا احمد سے انہوں نے دلائل الخیرات کے مؤلف سید شریف محمد بن سلیمان الجزولی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء صــ۱۴۳)

مولوی بہاء الحق قاسمی دیوبندی لکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری علمائے دیوبند سے حُسنِ ظن کا اظہار کیا کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دلائل الخیرات کا وظیفہ دیوبندی علماء کے معمولات سے ہے۔

(نجدی تحریک پر ایک نظر صــ)

اسی کتاب دلائل الخیرات شریف میں اُس کے مؤلف حضرت محمد بن سلیمان جزولی

لہ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ آپ کے ستتر سال بعد بلادِ سوس میں آپ کی (باقی اگلے صفحہ پر)

علیہ الرحمۃ نے رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث شریف درج فرمائی ہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مُحَبَّتِیْ وَ اَعْرِفُھُمْ (دلائل الخیرات شریف ص۲۲)

میں تو بگوش خود سن لیتا ہوں درود اپنے اہلِ محبت کا اور ان کو پہچان لیتا ہوں۔

سچا مسلمان تو اپنے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادِ مبارک پر یقین رکھتا ہے۔ اور یہی عقیدہ رکھے گا۔ کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم دور و نزدیک سے ہمارے درود شریف کو سنتے ہیں۔ نیز پڑھنے والوں کو پہچانتے ہیں۔

اس ارشادِ مبارک سے اہلِ سنت وجماعت کے اس عقیدہ کی بھی تصدیق ہو گئی کہ ساری کائنات رسولِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہ میں ہے۔ سب کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں۔

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں

قارئینِ کرام: دیوبندیوں کی آقائے نامدار، مدنی تاجدار، احمدِ مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے کھلی بغاوت دیکھیے کہ رسولِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

(بقیہ صفحہ) قبر میں نعش مبارک کو مراکش نقل کیا گیا تو آپ کو ایسا ہی پایا جیسا دفن کیا گیا تھا۔ آپ کے حالات میں زمین نے کوئی اثر اور طول زمانہ نے کوئی تغیر پیدا نہیں کیا تھا۔ سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں خط بنوانے کا نشان ایسا ہی تازہ تھا جیسا انتقال کے وقت تھا۔ کیونکہ انتقال کے روز آپ نے خط بنوایا تھا۔ اور کسی شخص نے ان کے چہرہ پر انگلی رکھ کر دبائی۔ تو اس کے نیچے سے خون ہٹ گیا۔ جب انگلی اٹھائی تو خون لوٹ آیا۔ جیسے زندہ آدمی ہوتا ہے۔ (جامع کرامات الاولیاء جمال الاولیاء ص۱۳۸-۱۳۹ از اشرف علی تھانوی) آپ کی قبر مراکش میں ہے۔ قبر پر دلائل الخیرات بکثرت پڑھتے ہیں۔ اور یہ پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھتے رہنے کی وجہ سے ان کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی ہے۔

(جمال الاولیاء۔ فضائل درود شریف ص۸۶)

تو فرمائیں کہ میں سنتا بھی ہوں اور پہچانتا بھی ہوں۔ مگر دیوبندی اعلانیہ کہتے پھرتے ہیں کہ نہ سنتے ہیں اور نہ ہی پہچانتے ہیں۔

طبرانی شریف میں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَکْثِرُوْا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہٗ الْمَلَائِکَۃُ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ۔

جمعہ کے دن درود بکثرت پڑھا کرو کیونکہ وہ یوم مشہود ہے۔ فرشتے اس میں حاضر ہوتے ہیں۔ جو بندہ درود پڑھتا ہے خواہ وہ کوئی ہو کہیں ہو اُس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے۔

(جلاء الافہام ص۶۲۔ از ابن قیم الصلوٰۃ والسلام ص۵۲)

فرمانِ نبوی سے روزِ روشن کی طرح اہلسنت وجماعت حضرات کے عقیدہ کی تصدیق اور حقانیت عیاں ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ جو بندہ بھی درود شریف پڑھتا ہے خواہ وہ کوئی ہو کہیں ہو۔ دور ہو یا نزدیک۔ مدینہ منورہ میں ہو یا پاکستان میں جہاں کہیں بھی ہو اُس کی آواز پہنچ جاتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ دیوبندی حضرات اہلسنت وجماعت نہیں بلکہ اصل میں اہلسنت و جماعت وہی حضرات ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم دور و نزدیک سے اُمتی کو سنتے ہیں اور اُمتی کو پہچانتے بھی ہیں۔ دیوبندی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ درود شریف نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ملائکہ پیش کرتے ہیں اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سنتے ہیں تو پھر پیش کیوں کیا جاتا ہے۔

قارئین کرام: اس عقیدہ میں بھی فریب اور مکاری سے کام لیا گیا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ قطعاً نہیں تھا کہ جب درود شریف پیش کیا جاتا ہے تو خود نہ سنتے تھے تب ہی پیش کیا جاتا ہے۔

جس حدیث پاک میں پیش کرنے کا تذکرہ ہے۔ وہ حدیث شریف اس طرح ہے۔

اس حدیث شریف کو دیوبندیوں کے مجدد ابن قیم نے جلاء الافہام میں اور غیر مقلدین کے قاضی سلیمان منصور پوری نے الصلوٰۃ والسلام میں درج کیا ہے۔

مَا مِنْ عَبْدٍ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً اِلَّا عَرَجَ بِهَا مَلَكٌ حَتّٰی یَجِیْءَ بِهَا وَجْهَ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ فَیَقُوْلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ عَزَّ وَجَلَّ اِذْهَبُوْا بِهَا اِلٰی قَبْرِ عَبْدِیْ تَسْتَغْفِرُ لِصَاحِبِهَا وَتَقَرَّ بِهَا عَیْنُهٗ ۔ (جلاء الافہام ص۱۱۲ الصلوٰۃ والسلام ص۵)

جب کوئی شخص درود شریف پڑھتا ہے تو اُسے ایک فرشتہ لے کر اُوپر چڑھتا ہے۔ اور رحمان پاک کے حضور میں اُسے لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے میرے بندہ مقبول محمد رسول اللہ کی قبر پر لے جاؤ۔ تاکہ آپ درود خواں کے لیے دُعا بخشش کریں۔ اور ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے۔

مندرجہ بالا حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ وہ فرشتہ سب سے پہلے بارگاہِ الٰہی میں درود شریف لے کر جاتا ہے۔ پھر بعد میں رب العالمین کے فرمان کے مطابق بارگاہ نبوی میں حاضری دیتا ہے۔

جو دیوبندیوں کا موقف ہے کہ اگر سنتے ہیں تو پیش کیوں کیا جاتا ہے۔ اس موقف سے صرف سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قوتِ سماعت کا ہی انکار نہیں ہوتا۔ بلکہ ربِ کائنات جل جلالہٗ کے سُننے کا انکار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پہلے فرشتہ بارگاہِ الٰہی میں درود شریف لے کر جاتا ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم!
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

دیکھا! دیوبندیوں کے عقائد کے اصول اتنے عجیب و غریب ہیں جس سے رب العالمین کی شانِ اقدس پر بھی داغ لگتا ہے۔ اور اعتراض ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایسے بُرے مذہب اور عقائد سے محفوظ رکھے آمین!

امام سخاوی رحمۃ اللہ الباری نے اپنی کتاب مستطاب القول البدیع میں ایک

روایت نقل فرمائی ہے۔ دیوبندی اس کو بھی پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکًا اَعْطَاہُ اَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَھُوَ قَائِمٌ عَلٰی قَبْرِیْ اِذَا مِتُّ فَلَیْسَ اَحَدٌ یُصَلِّیْ عَلَیَّ صَلٰوۃً اِلَّا قَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَالَ فَیُصَلِّی الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلٰی ذَالِکَ بِکُلِّ وَاحِدَۃٍ عَشْرًا۔

(القول البدیع ص۱۱۲)

بیشک اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کو ساری مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت عطا کی ہے وہ فرشتہ میری قبر پر کھڑا ہوگا جب میں انتقال کر جاؤں گا۔ پس جو کوئی بھی مجھ پر درود شریف پڑھے گا۔ تو وہ کہے گا یا محمد آپ پر فلاں بن فلاں نے درود شریف پڑھا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔

مولوی وحید الزماں نے بھی اپنی کتاب ھدیۃ المھدی ص۲۵/۱۲ پر اسی قسم کی ایک روایت درج کی ہے۔

ان احادیث شریفہ سے بھی ہمارے آقا و مولیٰ کی عظمت و رفعت اور شان و شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کہ درود شریف پڑھنے والا دور ہو یا نزدیک عرب میں ہو یا عجم میں مشرق میں یا مغرب میں جہاں کہیں بھی ہو۔ وہ فرشتہ جو سرکار کی قبر پاک پر خادمانہ اور غلامانہ حیثیت سے درباری بن کر کھڑا رہے۔ اس کی آواز قبر پاک پر کھڑا کھڑا سنتا ہے صرف ایک کی آواز نہیں سنتا بلکہ ساری مخلوق کی آوازیں سنتا ہے۔ جو فرشتہ آپ کی قبر پاک پر خادمانہ حیثیت سے ہے۔ اس کی قوت سماعت کا یہ حال ہے کہ سب مخلوق کی آواز سنتا ہے تو وہ صاحب مزار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو سارے ملائکہ کے بھی سردار اور رسول پاک ہیں۔ ان کی قوت سماعت یقیناً اس دربان کی قوت سماعت

سے کئی درجہ زیادہ ہے۔

کوئی بھی سلیم الفہم اس عقیدہ کو کبھی بھی تسلیم نہیں کرے گا کہ غلام فرشتہ دُنیا بھر کا درود خواں حضرات کا درود شریف قبرِ پاک پر کھڑے کھڑے سُنے مگر صاحبِ قبر اور اُس غلام کے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم غلاموں کا درود شریف نہ سُنیں۔

اس روایت سے ایک اور عظمت اور شان وشوکت کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ فرشتہ ہر درود خواں کے نام کو اور اس کے باپ کے نام کو جانتا ہے۔ کیونکہ روایت میں لفظ آتا ہے کہ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ فلاں بن فلاں نے آپ پر درود شریف پڑھا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ درود شریف پڑھنے والا درود شریف پڑھنے سے پہلے اپنے نام اور اپنی ولدیت کا تذکرہ نہیں کرتا کہ میں فلاں بن فلاں درود شریف پیش کرتا ہوں۔ درود خواں کا اپنا نام اور ولدیت کا تذکرہ نہ کرنے کے باوجود وہ فرشتہ مدینہ منورہ میں روضہ اقدس پر کھڑے سب درود خواں حضرات کے نام اور ولدیت کو جانتا ہے۔ جب اُس فرشتہ کو یہ مقام حاصل ہے۔ تو جس رسول کا وہ غلام ہے۔ وہ ربّ کا محبوب کیوں نہ اپنے غلاموں کے ناموں کو اور ان کے والدین کے ناموں کو جانتا ہوگا۔ یقیناً میرے آقا اپنے غلاموں کے ناموں سے اور ان کی کیفیتوں سے آگاہ ہیں۔

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

اسی لیے شاہ عبدالعزیز[1] محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا آیہ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

---

[1] امام الوہابیہ والدیابنہ اسماعیل دہلوی قتیل نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے متعلق مندرجہ ذیل القاب لکھے ہیں۔ ہدایت مآب، قدوہ ارباب صدق وصفا، زبدۃ اصحاب فناہ وبقا، سید العلماء، سند الاولیاء، حجۃ اللہ علی العالمین، وارث الانبیاء والمرسلین، حبیب وخلیل وعزیز مولانا ومرشدنا الشیخ عبدالعزیز متع اللہ المسلمین بطول لقاءہ واعزنا سائر المسلمین بمجدہ وعلاءہ (صراط مستقیم فارسی صفحہ ۱۶۴)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

یعنی باشد رسُول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع ست بنورِ نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام ست پس او میشناسد گناہاں شمارا درجات ایماں شمارا واعمال نیک وبد شمارا واخلاص ونفاق شمارا ولہٰذا شہادت او در دُنیا بحکم شرع درحق امت مقبول وواجب العمل است۔

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نورِ نبوت کی مدد سے اپنے دین میں ہر متدین کے رتبے سے اطلاع رکھتے ہیں۔ نیز وہ جانتے ہیں کہ میرے دین میں وہ کہاں تک پہنچا ہے۔ اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ اور وہ کونسا حجاب ہے جس کی وجہ سے وہ ترقی سے محروم رہا۔ پس آپ تمہارے گناہوں اور اخلاص ونفاق کو پہچانتے ہیں اسی لیے آپ کی گواہی دنیا وعقبیٰ میں امت کے حق میں شرعًا مقبول اور واجب العمل ہے۔

(تفسیر عزیزی ص۵۱۸ مطبوعہ دہلی)

پس قرآن وحدیث کے مطالعہ سے واضح ہوا کہ دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث اہل سنت وجماعت نہیں ہیں۔

اولیاء اللہ کو پکارنا اور نداء کرنا

دیوبندی حضرات اولیاء اللہ علیہم الرضوان کو پکارنے اور نداء کرنے کو شرک کہتے ہیں۔

اہلسنت وجماعت اولیاء اللہ کو پکارنا اور نداء کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے قرآنِ پاک میں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ﴿پ۲۸ ع ۱۹﴾

تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے۔ اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے فرشتے مدد پر ہیں۔

اِس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے مولٰہ کا معنٰے نَاصِرُہٗ ان کا مددگار فرمایا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ۔

تمہارا مددگار اللہ اور رسول اور وہ مسلمان ہیں جو نماز پڑھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے اور رکوع کرتے ہیں۔ ﴿پ۶ ع ۱۲﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہٗ کا عقیدہ

سرورِ کائنات، مفخرِ موجودات باعثِ تخلیقِ کائنات محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث شریف ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کا جانور وغیرہ جنگل میں بھاگ جاتے۔ تو اس کو چاہیئے کہ تین مرتبہ کہے۔

فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللهِ اَعِيْنُوْنِيْ ۔
تو چاہیئے کہ یوں کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

حصن حصین ص ۱۶۳

يَا عِبَادَ اللهِ اَحْبِسُوْا۔ (حصن حصین ص) اے اللہ کے بندو اس کو روکو۔

علامہ محدث ابن جزری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ سے منقول ہے کہ اُن کا جانور بھاگ گیا۔ اور ان کو یہ حدیث معلوم تھی انہوں نے یہ کلمات کہے۔ اسی وقت خدا تعالیٰ ان کا جانور پھیر لایا۔

علامہ ابن جزری محدث علیہ الرحمۃ نے ایک اور حدیث شریف طبرانی کے حوالہ سے درج فرمائی ہے۔

اِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللهِ اَعِيْنُوْنِيْ ۔
اگر مدد کی ضرورت ہو تو چاہیئے کہ یوں کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

(حصن حصین ص ۱۶۳)

محدث ابن جزری علیہ الرحمۃ نے حدیث شریف نقل فرمانے کے بعد راوی کا بیان قَدْ جُرِّبَ ذَالِكَ (جو مجرب پایا گیا ہے) درج فرمایا ہے۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

حصن حصین کی شرح حرز ثمین میں ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ اسی حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ الثِّقَاتِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ يُحْتَاجُ اِلَيْهِ الْمُسَافِرُوْنَ وَرُوِيَ عَنِ الْمَشَائِخِ اَنَّهٗ مُجَرَّبٌ مُحَقَّقٌ ۔
بعض علماء ثقہ نے فرمایا ہے۔ کہ یہ حدیث شریف حسن ہے۔ مسافروں کو اس کی بہت حاجت ہے۔ اور مشائخ عظام سے مروی ہے۔ کہ یہ مجرب ہے۔ یعنی اِس سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

علامہ نووی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

عمدۃ المحدثین امام نووی شارح مسلم علیہ الرحمۃ نے ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے۔

حَکٰی لِیْ بَعْضُ شُیُوْخِنَا الْکِبَارِ فِی الْعِلْمِ اَنَّہٗ اِنْفَلَتَتْ لَہٗ دَابَّۃٌ اَظُنُّہَا بَغْلَۃً وَکَانَ یَعْرِفُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ فَقَالَہٗ فَحَبَسَہَا اللّٰہُ عَلَیْہِمْ فِی الْحَالِ وَکُنْتُ اَنَا مَرَّۃً مَعَ جَمَاعَۃٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْہَا بَہِیْمَۃٌ وَعَجِزُوْا عَنْہَا فَقُلْتُہٗ فَوَقَفَتْ فِی الْحَالِ بِغَیْرِ سَبَبٍ سِوٰی ھٰذَا الْکَلَامِ۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۲۰۱)

مجھ سے ہمارے ایک بزرگ نے واقعہ بیان فرمایا ہے کہ میرا خچر بھاگ گیا اور مجھے یہ حدیث شریف (یاعباد اللہ اعینونی) والی) یاد تھی تو میں نے فوراً اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ کہہ کر پکارا۔ تو اللہ کریم نے اس خچر کو اسی وقت روک لیا۔ محدث نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بذاتِ خود ایک جماعت کے ساتھ جارہا تھا کہ ہمارا چوپایہ بھاگ گیا ہم سب اس کو پکڑنے سے عاجز آگئے تو میں نے بھی یہی (اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ) کہا تو چوپایہ فی الفور رُک گیا اور ہم کو مل گیا اُس پکار کے علاوہ کچھ بھی ہم نے نہ کیا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

قاضی محمد بن علی شوکانی (جو کہ اہلحدیث غیر مقلدین حضرات کے قابلِ فخر عالم ہیں) نے اپنی کتاب تحفۃ الذاکرین شرح حصن حصین میں ایک حدیث شریف نقل کی ہے۔ پھر اُس کی شرح بھی ساتھ کر دی ہے۔ دونوں فائدے سے خالی نہ سمجھتے ہوتے درج کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

وَاَخْرَجَ الْبَزَّارُ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰئِکَۃً فِی الْاَرْضِ سِوَی الْحَفَظَۃِ یَکْتُبُوْنَ مَا سَقَطَ

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے بزاز نے بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ محافظین ملائکہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اور ملائکہ کو مقرر فرمایا ہوا ہے۔ جو کہ درخت کا پتا

مِنْ وَرَقِ الشَّجَرِ فَاِذَا اَصَابَ اَحَدَ
كُمْ بِشَيْءٍ بِاَرْضٍ فُلَاةٍ فَلْيُنَادِ
اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللهِ قَالَ فِيْ مَجْمَعِ
الزَّوَائِدِ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ وَفِيْ
الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰى جَوَازِ الْاِسْتِعَانَةِ
مَنْ لَا يَرَاهُمُ الْاِنْسَانُ مِنْ
عِبَادِ اللهِ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ وَصَالِحِي
الْجِنِّ وَلَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ بَاْسٌ كَمَا
يَجُوْزُ لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَسْتَعِيْنَ
بِبَنِيْ اٰدَمَ اِذَا عَثَرَتْ دَابَّةٌ
اَوْ اِنْفَلَتَتْ ۔

(تحفۃ الذاکرین ص ۱۸۲ مطبوعہ مصر)

بھی اگر گرے تو وہ لکھتے ہیں۔ پس جب تمہیں کسی جنگل میں کوئی تکلیف پہنچے تو پکارنا چاہیئے۔ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اے اللہ کے بندو میری مدد فرماؤ۔ مجمع الزوائد میں ہے کہ اس کے رجال ثقات ہیں۔ اور حدیث شریف میں دلیل ہے۔ مدد طلب کرنے کے جواز پر۔ جس شخص کو انسان نہ دیکھتا ہو۔ اللہ تعالےٰ کے بندوں سے یعنی فرشتوں اور نیک جنوں سے اور اس میں کوئی خوف نہیں ہے جیساکہ انسان کو جائز ہے۔ کہ بنی آدم سے مدد طلب کرے۔ جب اُس کا چوپایہ بھاگ جاتے۔ یا بے قابو ہو جاتے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

امام اجل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے طبرانی شریف کے حوالہ سے حدیث شریف درج فرماتی ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

اِنَّ اللهَ تَعَالٰى عِبَادًا اخْتَصَّهُمْ
بِحَوَائِجِ النَّاسِ يَفْزَعُ النَّاسُ
اِلَيْهِمْ فِيْ حَوَائِجِهِمْ اُولٰئِكَ
الْاٰمِنُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللهِ ۔

(جامع صغیر ص ۷ ج ۱ مطبوعہ مصر)

اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں لوگوں کی حاجتیں پوری ہونے کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ لوگ اپنی حاجتوں میں ان کی طرف فریاد کریں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ ہیں۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ شعرانی نے اپنی تصنیف لطیف طبقات الکبرٰی میں کئی ایک واقعات اولیاء الرحمٰن کا دور دراز سے مدد فرمانے کے تحریر فرماتے ہیں۔ چند ایک واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ اہلسنت وجماعت کون ہیں؟

علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت شمس الدین محمد حنفی علیہ الرحمۃ اپنے حجرہ شریفہ میں وضو فرما رہے تھے کہ ناگاہ اپنی کھڑاؤں ہوا میں پھینکی۔ تو وہ غائب ہوگئی۔ حالانکہ حجرہ شریفہ میں اس کے باہر جانے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو دی۔ کہ اسکو اپنے پاس رکھے جبتک وہ پہلی کھڑاؤں واپس نہ آئے۔

ایک مدت گزر جانے کے بعد ملکِ شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں اور کچھ نذرانے لے کر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ واقعہ دراصل یہ تھا۔

اِنَّ اللِّصَّ لَمَّا جَلَسَ عَلٰی صَدْرِیْ لِیَذْبَحَنِیْ قُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ یَا سَیِّدِیْ مُحَمَّدٍ یَا حَنَفِیُّ فَجَاءَتْهُ فِیْ صَدْرِهٖ فَانْقَلَبَ مُغْمًی عَلَیْهِ وَنَجَّانِیَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِبَرَکَتِكَ۔

(طبقات الکبرٰے عربی صفحہ ۹۵ ج ۲ مطبوعہ مصر)

جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے کے لئے بیٹھا تو میں نے اپنے دل میں کہا یَا سَیِّدِیْ مُحَمَّدْ یَا حَنَفِیُّ تو اسی وقت یہ کھڑاؤں اس چور کے سینہ پر زور سے لگی تو وہ غش کھا کر گر پڑا۔ اور اللہ تعالےٰ نے مجھے آپ کی برکت سے نجات بخشی۔

عارف حقانی علامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی نے حضرت موسیٰ ابو عمران علیہ الرحمۃ کے حالات میں ان کے تصرف اور کمال کا تذکرہ ان الفاظ میں بھی فرمایا ہے

كَانَ اِذَا نَادَاهُ مُرِيْدُهٗ اَجَابَهٗ مِنْ مَسِيْرَةِ سَنَةٍ اَوْ اَكْثَرَ۔

جب ان کا کوئی مرید جہاں کہیں سے ندا کرتا تو وہ اس کا جواب دیتے خواہ وہ سال بھر کی مسافت یا اس سے بھی زیادہ مسافت پر ہوتا۔ (طبقات الکبرٰی صفحہ ۲۹ ج ۲ مطبوعہ مصر)

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

جو کہ دیوبندی وہابیوں کے نزدیک بھی معتبر شخصیت ہیں۔ اپنے فتاوٰی میں

فرماتے ہیں۔

وَمِنْ نَفْعِ الْاَوْلِیَاءِ اِنَّ بَرَکَتَھُمْ تَغِیْثُ الْعِبَادِ وَیَدْفَعُ بِھَا الْفَسَادُ وَالْاَنْفَسَدَتِ الْاَرْضُ۔

(فتاویٰ حدیثیہ صہ ۲۲۱ مطبوعہ مصر)

اولیاء اللہ کے منافع سے یہ نفع ہے۔ کہ ان کی برکت سے لوگوں پر بارش کی جاتی ہے۔ فساد دُور کیا جاتا ہے ورنہ زمین فاسد ہو جاتے۔

علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی کا عقیدہ

علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ردالمحتار المعروف بہ شامی شریف کے حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے۔ کہ

زیادی نے بیان فرمایا ہے کہ جب آدمی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی چیز واپس لائے تو وہ ایک بلند و بالا جگہ قبلہ کی طرف کر کے فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ کرے سیدی احمد بن علوان علیہ الرحمۃ کو پہنچائے۔ اور عرض کرے

یَا سَیِّدِیْ اَحْمَدُ یَا ابْنَ عُلْوَانَ اِنْ تَرُدَّ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ وَاِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ دِیْوَانِ الْاَوْلِیَاءِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَرُدُّ عَلٰی مَنْ قَالَ ذٰلِكَ ضَالَّتَہٗ بِبَرَکَتِہٖ اُجُوْرِیْ مَعَ زِیَادَۃٍ کَذَا فِیْ حَاشِیَۃِ شَرْحِ الْمُنْھَجِ لِلزِّیَادِیْ رَحِمَہُ اللّٰہُ۔ (حاشیہ ردالمحتار شرح درمختار صہ ۳۳۴ مطبوعہ مصر)

اے میرے سردار احمد۔ اے ابن علوان اگر آپ نے میری گمشدہ چیز واپس نہ دلا دی تو خیر ورنہ میں تمہارا نام اولیاء اللہ کے دیوان سے کٹوا دوں گا۔ اس عمل سے بہ برکت اس ولی اللہ کے اللہ تعالیٰ وہ گم شدہ چیز واپس دلا دے گا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شاہ صاحب نے شیخ احمد زروق علیہ الرحمۃ جو کہ علامہ قسطلانی شارح بخاری مصنف مواہب الدنیہ علیہ الرحمۃ اور شمس الدین لقانی علیہ الرحمۃ کے استاد ہیں۔ ظاہری و باطنی علوم میں جن کا مقام ارفع و اعلےٰ ہے۔ کا ارشاد گرامی نقل فرمایا

ہے پڑھیے اور مسلکِ حق اہلسنت وجماعت کی حقانیت اور صداقت کی داد دیں۔
ارشادِ مبارک یہ ہے۔

اَنَا الْمُرِيْدِيْ جَامِعٌ لِشَتَاتِهِ ۔۔۔ اِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَكْبَةٍ
وَاِنْ كُنْتَ فِيْ ضِيْقٍ وَكَرْبٍ وَوَحْشَةٍ ۔۔۔ فَنَادِ بِيَا زَرُّوْقُ اٰتِ بِسُرْعَةٍ

میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں۔ جب زمانہ نکبت وادبار سے اُس پر حملہ آور ہو۔ اگر تو کسی تنگی بے چینی اور وحشت میں ہو تو یا زروق کہکر پکار میں فوراً موجود ہوں گا۔ (بُستان المحدثین فارسی)

ناظرین حضرات:۔ حنفیوں کی مستند اور فقہ کی مشہور و معروف کتاب شامی شریف میں بھی اولیاء اللہ کو پکارنا اور ان سے مدد طلب کرنے کا حکم ہے۔ دیوبندی حضرات اپنے آپ کو حنفی بتا کر بھی سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے اور دھوکہ دینے میں شب و روز معروف ہیں۔ اور مساجد پر قبضہ کرنے کی فکر میں مبتلا ہیں۔ اور پاکستان بھر کے شہروں قصبوں اور دیہاتوں کی مسجدوں میں اختلافات کی فضا برپا کر رکھنے میں معروف ہیں۔ حالانکہ مندرجہ بالا قرآنی آیات۔ احادیث شریفہ اور مستند اور متفقہ محدثین عظام کی کتب کی روشنی میں اظہر من الشمس ہے کہ دیوبندی عقیدہ اہلسنت وجماعت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ نہ ہی یہ اہل سنت وجماعت ہیں اور نہ ہی یہ حنفی۔ بلکہ اولیاء اللہ کو دور دراز سے پکارنے اور ان سے مدد طلب کرنے والے اور باذن اللہ ان کو متصرف الامور جاننے والے ہی اہلسنت وجماعت ہیں۔

نفع رساں

دیوبندی وہابی کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطائی طور پر نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں۔

اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ سرورِ کون ومکاں، سیاحِ لامکاں، سیدِ مرسلاں، شفیع مجرماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نفع ونقصان کا مالک بنایا ہے۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا نَقَمُوْا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (پ۱۰ ع۱۶)

اور انہیں کیا بُرا لگا یہی نہ کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ لا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ۔ (پ۱۰ ع۱۳)

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ ورسول نے ان کو دیا۔ اور کہتے ہیں۔ اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝

اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے۔ کہ جب اللہ ورسول کچھ حکم فرمادیں۔ تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔ اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا، وہ بیشک صریح گمراہی بہکا۔ (پ ۲۲ ع ۲)

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ۔ (پ۲۲ ع ۲)

اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اُسے نعمت دی۔

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ○

اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پ۵ ع۶)

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ط قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ج فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ ص وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ (پ۹ ع۱۵)

اے محبوب تم سے غنیمتوں کو پوچھتے ہیں۔ تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔ تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل رکھو۔ اور اللہ اور رسول کا حکم مانو اگر ایمان رکھتے ہو۔

ناظرین کرام :- ان آیاتِ طیبات کے علاوہ قرآن حکیم مزید کئی آیات ہیں۔ جن سے امام الانبیاء شہنشاہِ ہر دو سرا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نفع ونقصان کا، اللہ تعالیٰ کی عطا سے مالک ہونا ثابت ہے۔ خود غور فرمائیں۔ کہ کسی کو غنی کرنا اور کسی کو عطا کرنا۔ کسی کو نعمت دینا۔ کسی کی شفاعت کرنا۔ غنیمتوں کا مالک ہونا۔ نفع رسانی نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی بارگاہِ نبوّت سے فیوض وبرکات اور نفع حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث شریف سے واضح ہے۔ اور ان میں سے چند ایک احادیث شریفہ درج بھی کی جائیں گی۔

قرآن پاک میں جن آیات طیبّات میں نفع ونقصان کا مالک نہ ہونے کا ذکر ہے وہ ذاتی طور پر نفع ونقصان کے مالک ہونے کی نفی ہے۔ نہ کہ عطائی طور پر۔ اگر عطائی پر ہی ان کو سمجھا جائے تو جو آیاتِ طیبّات ہم نے درج کی ہیں۔ اِن کے متعلق کیا کیا جائے گا۔ مسلک حق اہلسنّت وجماعت کا قرآنِ پاک کی تمام آیاتِ طیبات پر ایمان ہے۔ جن میں نفی ہے۔ وہ ذاتی کی ہے۔ اور جن میں ثبوت ہے۔ وہ عطائی کا ثبوت ہے۔

آپ قرآنِ پاک میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کا نفع ونقصان مالک ہونے کا بیان بھی پڑھیں گے۔ چند ایک آیات طیبّات اور واقعات پیشِ خدمت ہیں۔

حضرت عیسٰے علیہ السّلام کا واقعہ قرآن پاک میں درج ہے۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السّلام

نے فرمایا۔

اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ۔

میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں۔ پھر اُس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فورًا پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے۔

(پ ۳ ع ۱۳)

اَب اس میں مٹی سے پرند کی سی مورت بنانا حضرت عیسٰے کا فعل ہے۔ پھونک مارنا حضرت عیسٰے کا فعل ہے۔ جب حضرت عیسٰے علیہ السلام پھونک ماریں گے تو وہ اللہ کے حکم سے اُڑے گا۔ اِس سے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے لیے نفع اور کمال حاصل ہونا ثابت نہیں تو اور کیا ہے۔ حضرت عیسٰے علیہ السّلام کے اِس نفع اور تصرف کا ذکر اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں فرما کر حضرت عیسٰے علیہ السلام کی عظمت کا اظہار فرمایا ہے۔ تو ہمارے رسول مقبول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکات کی شان تو بہت ہی ارفع و اعلیٰ ہے۔

اِس آیۃ شریفہ میں حضرت عیسٰے علیہ السلام سے نفع بخش مزید امور کا تذکرہ اِس طرح ہے۔

وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ۔

اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں۔ اللہ کے حکم سے۔

(پ ۳ ع ۱۳)

حضرت عیسٰے علیہ السّلام سے اللہ کے حکم سے شفاء ہونا۔ صحت یابی ہونا اور مردوں کو زندہ کرنا۔ فائدہ، نفع نہیں تو اور کیا ہے۔ وہ لوگ عیسائی حضرات کے سامنے کس منہ سے اپنا یہ عقیدہ پیش کریں گے۔ کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نفع نقصان کے مالک نہیں۔ جبکہ قرآن پاک میں اِن کے نبی حضرت عیسٰے علیہ السّلام کا نفع بخش اور فائدہ رساں ہونا ثابت ہے۔

حضرت جبریل علیہ السّلام کا حضرت مریم علیہا السّلام کے پاس آکر کہنا کہ میں تمہیں لڑکا دینے کے لیے آیا ہوں۔ کیا یہ نفع جبریل علیہ السّلام دینے والے نہیں ہیں۔ آخر جبریل علیہ السلام بھی تو مخلوق ہیں۔ قرآنِ پاک میں اِس کا تذکرہ اِس طرح موجود ہے۔

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ ق لِاَھَبَ

جبریل نے کہا میں تیرے ربّ کا بھیجا

لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ○ (پ ۱۶ ع ۵) ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

اِسی طرح حضرت یوسف علیہ السّلام کی برکت سے حضرت یعقوب علیہ السّلام کی بینائی کا لوٹ آنا بھی قرآنِ پاک میں درج ہے۔ کیا بینائی کا لوٹ آنا نفع اور فائدہ نہیں۔؟ یقیناً ہے۔ اَب قرآنِ پاک کی آیاتِ طیبات پیش کی جاتی ہیں۔ جن میں اِس کا تذکرہ ہے۔ حضرت یوسف علےٰ نبینا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا (پ ۱۳ ع ۴) میرا یہ کُرتا لے جاؤ۔ اِسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو۔ اُن کی آنکھیں کُھل جائینگی۔

فَلَمَّاۤ اَنْ جَاۤءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا۔ (پ ۱۳ ع ۵) پھر جب خوشی سنانے والا آیا۔ اُس نے وہ کُرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا۔ اُسی وقت اُس کی آنکھیں پھر آئیں۔

ناظرین کرام! مندرجہ بالا آیاتِ طیبات سے حضرت عیلےٰ علیہ السّلام۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور جبریل علیہ السلام کا نفع رساں اور فائدہ بخش ہونا۔ اظہر من الشمس ہے اَب کسی ادنیٰ سے مسلمان سے پوچھو کہ انبیاء کرام علیہم السّلام میں سے کس کی شان بڑی ہے۔ تو وہ یقیناً یہ جواب دے گا۔ کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان سب سے بڑی ہے۔ تو جب دیگر انبیاء کرام علیہم السلام نفع بخش ہیں۔ تو سرورِ انبیاء علیہم السلام کے متعلق مسلمان کب انکار کر سکتا ہے۔ جو مسلمان ہے وہ تو حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ کو نفع رساں ہی سمجھے گا۔ حاجت روا ہی سمجھے گا۔

اِسی لئے میرے اعلحضرت عظیم البرکت، امامِ اہلسنّت، مجدّد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔

رافع نافع دافع شافع
کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں

اَب اسی کے ثبوت میں احادیث شریفہ پیش کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ماعز صحابی رسول سے ایک بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ طَهِّرْنِیْ۔ اے اللہ کے رسول مجھے پاک فرمادیں۔

(مشکوٰۃ شریف ص، اشعۃ اللمعات فارسی ص، مرقاۃ ص ج، مسلم شریف ص)

صحابی نے گناہ اللہ تعالیٰ کا کیا لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے پاک فرمادیں۔ معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام علیہم الرضوان نفع رساں سمجھتے تھے۔ تب ہی تو عرض کرتے تھے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِىْ۔ ہم تقسیم فرمانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

(بخاری ص ۱۶ ج ۱، فتح الباری ص ۱۶۴ ج ۱، عمدۃ القاری ص ۴۸ ج ۲، ارشاد الساری ص ۱۷ ج ۱، فیض الباری ص، مشکوٰۃ ص ۳۲، مرقاۃ ص ۲۶ ج ۱، اشعۃ اللمعات فارسی ص ۱۵ ج ۱، مظاہر حق ص ۸۷ ج ۱)

حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات میں تقسیم فرمانے والے ہیں۔ اور جو قاسم ہوتا ہے۔ یقیناً وہ نفع رساں ہوتا ہے۔

سیدنا ربیعہ بن مالک رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا۔

اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ میں آپ سے مانگتا ہوں کہ میں جنت میں آپ کے ساتھ رہوں۔ (مشکوٰۃ ص ۸۶ مرقاۃ ص ج ۲ مظاہر حق ص ۲۵۹ ج ۱ اشعۃ اللمعات ص ۳۹۶ مسلم شریف ص ۱۹۳ ج ۱ نسائی ص ۱۷ ج ۱)

قارئین کرام:۔ قرآن و سنت کی روشنی میں معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نفع رساں ہیں۔ لہٰذا دیوبندی غیر مقلدین وہابی اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔

وسیلہ

دیوبندی وہابی حضرات کا عقیدہ ہے کہ وسیلہ ناجائز ہے۔
اہلسنت وجماعت حضرات کا عقیدہ ہے کہ وسیلہ جائز ہے۔
قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (پ ۶ ع ۱۰)

اے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرو۔ اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔ اس اُمید پر کہ فلاح پاؤ۔ (پ ۶ ع ۱۰)

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (پ ۵ ع ۷)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں۔ اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا پائیں گے۔

قارئین کرام! اس آیہ شریفہ کے تحت مفسرین عظام علیہم الرحمۃ نے ایک واقعہ درج فرمایا ہے جو کہ درج ذیل ہے۔
سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور روضہ شریفہ کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ جو آپ نے فرمایا ہم نے سُنا اور جو آپ پر نازل ہوا اُس میں یہ آیت بھی ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا میں نے بیشک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش کرائیے۔ اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔ (تفسیر مدارک ج ۱ ص ۲۲۲ جذب القلوب فارسی ص ۲۱۱ مطبوعہ لکھنؤ)

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ

اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے

عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ (پ۱ ع ۱۱)

کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر

اس آیۂ شریفہ کے تحت مفسرین عظام علیہم الرحمۃ نے سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے یہود کا دُعا مانگنا درج فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ

سید المفسرین صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کفار پر یہودی فتح حاصل کرنے کے لئے دُعائیں کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَنْصِرُكَ بِحَقِّ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اَنْ تَنْصُرَنَا عَلَيْهِمْ

اے اللہ ہم تجھ سے نبی اُمّی کے وسیلہ سے دُعا کرتے ہیں کہ تو ہم کو ان مشرکین پر فتح دے کر مدد فرما۔

(تفسیر درمنثور ص۸۸ ج۱ مطبوعہ بیروت)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام فخر الدین رازی جو کہ دنیائے اسلام کی شہرہ آفاق تفسیر کبیر کے مصنف ہیں، انہوں نے بھی اسی آیۂ شریفہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ۝

اے اللہ نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ہم کو فتح عطا فرما اور ہماری مدد فرما

(تفسیر کبیر ص۴۲۸ ج۱ مطبوعہ مصر)

حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہودی یوں دُعا کرتے تھے

اَللّٰهُمَّ ابْعَثْ هٰذَا النَّبِيَّ

اے اللہ اس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

اَلَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَنَا حَتّٰی کو مبعوث فرما جس کا ذکر مبارک ہم یُعَذِّبَ الْمُشْرِکِیْنَ وَیَقْتُلَهُمْ تورات میں پاتے ہیں تاکہ وہ مشرکوں کو عذاب دے اور قتل کرے۔ (تفسیر ابن جریر ص ۳۱۱ ج ۱ مطبوعہ مصر)

علامہ ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ اس آیہ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہودی یوں دعا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ ابْعَثْ لَنَا هٰذَا النَّبِیَّ یَحْکُمُ بَیْنَنَا وَبَیْنَ النَّاسِ یَسْتَفْتِحُوْنَ یَسْتَنْصِرُوْنَ بِهٖ عَلَی النَّاسِ۔

اے اللہ اس نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو مبعوث فرما جو ہمارے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائے اور وہ لوگ آپ کے وسیلہ سے لوگوں پر فتح اور مدد طلب کرتے تھے۔

(تفسیر ابن جریر ص ۳۱۱ ج ۱ مطبوعہ مصر)

علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ شربینی علامہ نسفی، علامہ نیشاپوری، علامہ ابوالسعود علیہم الرحمۃ کا عقیدہ

امت مسلمہ کے جلیل المرتبت مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ یہود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے کہتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا بِالنَّبِیِّ الْمَبْعُوْثِ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ الَّذِیْ نَجِدُ نَعْتَهٗ وَصِفَتَهٗ فِی التَّوْرٰاۃِ۔

اے اللہ ہماری مدد فرما اس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے جو آخری زمانہ میں مبعوث ہوں گے جن کی نعت اور صفت ہم تورات میں پاتے ہیں۔

(تفسیر مدارک ص ۴۲ ج ۱ تفسیر جلالین ص ۱۴ تفسیر نیشاپوری ص ۳۲۷ ج ۱ تفسیر سراج المنیر ص ۷۳ تفسیر جامع البیان ص ۱۶ تفسیر کشاف ص ۲۹۶ ج ۱ مطبوعہ بیروت)

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام عبدالرحمٰن بن جوزی محدث علیہ الرحمۃ

نے تحریر فرمایا ہے۔

اِنَّ یَہُوْدَ کَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَبْعَثِہٖ۔

بیشک یہود اوس اور خزرج قبیلہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلہ سے فتح طلب کرتے تھے۔

(کتاب الوفاء باحوال المصطفیٰ ج ۱ صہ ۲ مطبوعہ مصر)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ جلیل المرتبت مفسر ہیں۔ اس آیۂ شریفہ کی تفسیر ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

کَانَتْ یَہُوْدُ تَسْتَفْتِحُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی کُفَّارِ الْعَرَبِ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ اَللّٰہُمَّ ابْعَثِ النَّبِیَّ الَّذِیْ نَجِدُہٗ فِی التَّوْرَاۃِ یُعَذِّبُہُمْ وَ نَقْتُلُہُمْ ہم ان کفار عرب کو عذاب دیں اور قتل کریں۔

یہود کفار عرب پر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے فتح طلب کرتے تھے۔ وہ یہ کہا کرتے تھے۔ اے اللہ تعالیٰ اس نبی کو مبعوث فرما جس کی تعریف ہم تورات میں پاتے ہیں تاکہ

(کتاب الوفاء ج ۱ صہ ۴۵۔۴۴ مطبوعہ مصر)

ابو نعیم۔ بیہقی حاکم اور شاہ عبدالعزیز علیہم الرحمہ محدثین کا عقیدہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس آیۂ شریفہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے۔ رقمطراز ہیں کہ:۔

اَللّٰہُمَّ رَبَّنَا اِنَّا نَسْئَلُکَ بِحَقِّ اَحْمَدَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ وَعَدْتَّنَا اَنْ تُخْرِجَہٗ لَنَا فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ تُنْزِلُ عَلَیْہِ اٰخِرَ مَا یُنْزَلُ

اے اللہ ہمارے پروردگار ہم تجھ سے اس نبی امی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتے ہیں۔ جن کے بھیجنے کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے۔ اس کتاب

اَنْ تَنْصُرَنَا عَلٰی اَعْدَائِنَا ۔ کی برکت سے کہ جو تو ان پر نازل فرمائے گا سب کتابوں سے پیچھے پس تو ہم کو ہمارے دشمنوں پر فتح و نصرت عطا فرما۔

(تفسیر فتح العزیز ص ۳۲۹ التوسل بالنبی ص ۲۰)

رسول اعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا عقیدہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شفیع اعظم، رسول اعظم حضور پر نور نوڑ علٰی نور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں ایک نابینا حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں کہ اللہ تعالٰی مجھے بینائی عطا فرمائے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ جاؤ وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتَقْضِیَ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ

اے اللہ بیشک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نبیٔ رحمت کے وسیلہ متوجہ ہوتا ہوں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(ابن ماجہ ص ۱۰۰ جامع ترمذی ص ۱۹۷ ج ۲ مستدرک ص ۵۱۹ ج ۱، ص ۵۲۶ تلخیص ص ۵۱۹ ج ۱ شفا شریف ص ۲۱۲ حصن حصین ص ۱۴۰، ۲۰۲ تحفۃ الذاکرین ص ۱۶۱ ہدیۃ المہدی ص ۲۳ جامع صغیر ص ۵۹ ج ۱ مطبوعہ مصر)

بیشک میں متوجہ ہوتا ہوں تیرے وسیلے سے تیرے رب کی طرف اپنی اس حاجت کے لئے تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ اے اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

علامہ عبدالغنی دہلوی ابن ماجہ شریف کے حاشیہ پر اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں۔

وَالْحَدِیْثُ یَدُلُّ عَلٰی جَوَازِ التَّوَسُّلِ وَالْاِسْتِشْفَاعِ بِذَاتِہِ الْمُکَرَّمِ

اور حدیث توسل کے جواز پر اور آپ کی ذات مبارکہ کے سفارشی ہونے پر دلالت کرتی ہے یہ تم آپکی

فِیْ حَیٰوتِہٖ وَاَمَّا بَعْدَ مَمَاتِہٖ۔ زندگی مبارک کا ہے لیکن آپ کی وفات کے بعد

(مصباح الزجاجہ ص۱۰۱ برحاشیہ ابن ماجہ ص۱۰۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَصْبَحَ عُمَرُ فَغَدَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ ثُمَّ صَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ ظَاھِرًا۔

اے اللہ اسلام کو عزت دے ابوجہل بن ہشام سے یا عمر بن خطاب کے ذریعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صبح کی اور صبح ہی حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔ پھر مسجد میں اعلانیہ نماز پڑھی۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۵۵ ترمذی شریف ص۲۰۹ ج۲)

سیدنا آدم علیہ السلام کا عقیدہ

امام طبرانی۔ امام سیوطی۔ علامہ حاکم۔ علامہ ابن عساکر۔ علامہ زرقانی۔ علامہ ابن جوزی۔ علامہ قسطلانی علامہ نبہانی اور شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہم الرحمہ جلیل المرتبت محدثین نے اپنی اپنی کتب میں روایت درج فرمائی ہے۔ کہ جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے اس طرح دعا کی۔

یَا رَبِّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَّا غَفَرْتَ لِیْ۔

اے میرے پروردگار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مجھے معاف فرمادے۔

(طبرانی شریف ص۸۲ ج۲ ص۸۳ خصائص کبریٰ ص۶ ج۱ کتاب الوفار، باحوال المصطفیٰ ص۳۳ ج۱ مستدرک ص۶۱۵ ج۲ تلخیص الذہبی ص۶۱۵ ج۲ مواہب اللدنیہ شریف ص۱۲ ج۱، الانوار المحمدیہ ص۱۰۹ خصائص کبریٰ ص۶ ج۱ زرقانی شریف ص۶۲ ج۱، تفسیر عزیزی ص۱۸۳ ج۱ افضل الصلوات ص۱۱۷ شواہد الحق نبہانی ص۱۳۷)

سیدنا نوح علیہ السلام کا عقیدہ

علامہ شیخ مصطفی الکریمی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ سیدنا نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کے لئے دُعا فرمائی تو اس طرح فرمائی۔

اِلٰھِیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَنْصُرَنِیْ عَلَیْھِمْ بِنُوْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا کہ ان پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی برکت سے میری مدد فرما۔

رسالۃ السنیین فی الرد علی المبتدعین الوہابیین ص۲۴ مطبوعہ مصر)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا عقیدہ!

سیدہ طیبہ طاہرہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرمائی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہا۔

اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّۃً

اے اللہ عمر بن خطاب سے اسلام کو عزت عطا فرما۔

(ابن ماجہ شریف ص۱۱۔ کنوز الحقائق بر حاشیہ جامع صغیر ص۴۳ ج۱)

سیدنا علی المرتضٰے شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا عقیدہ

سیدنا علی المرتضٰے شیر خدا مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

اَلْاَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلاً کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلاً یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ ۔

ابدال شام میں ہوں گے۔ وہ حضرات چالیس مرد ہیں جب ان میں ایک وفات پاتا ہے تو اللہ اس کی جگہ دوسرے شخص کو بدل دیتا ہے۔ ان کی برکت سے بارشیں برستی ہیں، ان کے ذریعہ دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ ان کی برکت سے شام والوں سے عذاب دفع ہوتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۲، ص ۵۸۳ اشعۃ اللمعات فارسی ص ۴۹، ۵۰ ج ۴، مرقات شریف ص ۴۶ ج ۱۱، جامع صغیر ص ۱۲۲ ج ۱)

مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علّامہ مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ اللہ الباری سنے اس حدیث شریف کی شرح میں فرمایا ہے۔

اَی ببرکتھم او بسبب وجودھم فیہا یدفع البلاء عن ھٰذہٖ الاُمَّۃِ

یعنی ابدالوں کی برکت اور ان میں ان کے وجود مسعود کے سبب بارشیں ہوتی ہیں۔ دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ اور ان کی برکت سے اُمّت محمّدیہ سے بلائیں دُور ہوتی ہیں۔

(مرقات شریف ص ۴۶ ج ۱۱)

حضرت خالد بن ولید اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہما کا عقیدہ

علّامہ محبّ طبری علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا ہے کہ سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک لشکر کسرٰی کی طرف روانہ کیا۔ اور اُس کا امیر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بنایا اور قائد الجیش حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مقرر فرمایا جب وہ دجلہ کے کنارے پہنچے تو وہاں کوئی جہاز یا کشتی نہ تھی۔ تو حضرت خالد بن ولید اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ آگے بڑھے تو دریا کو مخاطب کرکے فرمایا۔

یَا بَحْرُ اِنَّکَ تَجْرِیْ بِاَمْرِ اللہِ فَبِحُرْمَۃِ مُحَمَّدٍ وَبِعَدْلِ عُمَرَ خَلِیْفَۃِ رَسُوْلِ اللہِ اَلَّا خَلَّیْتَنَا وَالْعُبُوْرَ۔ فَعَبَرَ الْجَیْشُ بِخَیْلِہٖ وَجِمَالِہٖ اِلَی الْمَدَائِنِ وَلَمْ تَبْتَلَّ حَوَافِرُھَا

(الریاض النضرہ ص ۱۹ ج ۲)

اے دریا تو اللہ تعالٰی کے حکم سے بہہ رہا ہے پس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور رسول اللہ کے خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ کے عدل کا وسیلہ پیش کرتے ہیں کہ ہمارے اور عبور کے درمیان رکاوٹ نہ بننا تو پھر یہ لشکر مع گھوڑوں اور اونٹوں کے دریا کو عبور کرکے مدائن تک پہنچ گیا حالانکہ اُن کے سُم بھی تر نہ ہوئے تھے۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عقیدہ

خلیفہ سوم خلیفہ برحق امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کا واقعہ جو کہ حدیث کی مستند اور معتبر کتاب طبرانی شریف میں اور ابن ماجہ شریف کے حاشیہ مصباح الزجاجۃ کے صفحہ ۱۰۰ پر درج ہے کہ سرکار سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کسی آدمی کو کام تھا۔ لیکن حضرت عثمان غنی اس کی طرف توجہ نہ فرماتے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ صحابی رسول سے اُس شخص نے شکوہ کیا تو صحابی رسول نے ان کو بوسیلہ مصطفےٰ دُعا مانگنے کا فرمایا۔ تو اُس نے ویسے ہی کیا تو سرکار سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کی طرف توجہ فرمائی۔ دُعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔

(طبرانی شریف ص۱۸۳ ج۱ مطبوعہ مصر جذب القلوب فارسی ص۲۱۹، ص۲۲۰ مطبوعہ لکھنؤ)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ۔

سرکار سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیَقُوْلُوْنَ هَلْ فِیْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یَاْتِیْ

لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی۔ تو لوگ کہیں گے کہ تم میں کوئی ایسا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہو۔ تو کہیں گے کہ ہاں ہے پس اس کی برکت سے فتح دی جاوے گی۔ پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا۔ تو لوگوں کی ایک

عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوا فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوا فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ

جماعت جہاد کرے گی۔ تو کہا جائے گا کہ تم میں وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ رہا ہو۔ لوگ کہیں گے ہاں۔ پھر اس کی برکت سے انہیں فتح دی جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی۔ تو کہا جائے گا کہ تم میں وہ کہ جو ان کے ساتھ رہا۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۵۳ مرقات شریف ص۲۷۵ ج۱۱ اشعۃ اللمعات فارسی ص۶۲۹ ج۴، ص۲۳۰

علامہ صاوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

عمدۃ المفسرین علامہ صاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:-

فَالْأَنْبِيَاءُ وَسَائِطُ لِأُمَمِهِمْ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَوَاسِطَتُهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ۝

انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں کے لئے ہر شے میں واسطہ اور وسیلہ ہیں۔ اور انبیاء کا واسطہ اور وسیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

(تفسیر صاوی ص۱۰ ج۱)

فَهُوَ الْوَاسِطَةُ لِكُلِّ وَاسِطَةٍ حَتّٰى آدَمَ ۝

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر واسطہ کا واسطہ ہیں یہاں تک کہ آدم علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں۔

(تفسیر صاوی ص۲۲ ج۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شیخ المحدثین علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

توسّل بوے صلی اللہ علیہ وسلّم موجب تقضائے حاجت وسبب نجاح مرام است۔	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسّل حاجت پُوری ہونے کا موجب اور مُراد حاصل ہونے کا سبب ہے۔

شیخ المحدثین علیہ الرحمۃ ہی تصنیفِ لطیف میں دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں کہ

توسل و استمداد بدیں حضرت منقبت جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیارت حضرت سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکمل الصلوٰۃ و افضلہا، جماع علمائے دین قولاً و فعلاً از افضل سنن و او کد مستحبات است۔	وسیلہ چاہنا اور مدد طلب کرنا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے، جماع علمائے دین قولاً اور فعلاً افضل سنّت اور مؤکد مستحب ہے۔ (جذب القلوب فارسی صفحہ ۲۱۹)

علّامہ احمد دحلان مکی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علّامہ احمد بن دحلان مکّی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اَلتَّوَسُّلُ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ۔	اہل سُنّت کا توسل پر اجماع ہے۔

(الدرر السنیۃ صفحہ ۷)

علّامہ شرحی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علّامہ شرحی[1] علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت ہو تو وہ چار رکعت اس طریق سے پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص دس مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص بیس مرتبہ تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص، تیس مرتبہ۔ چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص،

---

[1] علّامہ شرحی علیہ الرحمۃ وہ شخصیت ہیں۔ جو غیر مقلدین وہابی حضرات کے مقتدر نواب صدیق حسن بھوپالی کے نزدیک مستند ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب الدار والدوار میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (فقیر ابوالحامد محمد ضیاء القادری عفرلہٗ)

چالیس مرتبہ پڑھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس طرح دعا مانگے۔

اَللّٰھُمَّ بِنُوْرِکَ وَجَلَالِکَ وَبِحَقِّ ھٰذَا الْاِسْمِ الْاَعْظَمِ وَبِحَقِّ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْئَلُکَ اَنْ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ وَتُبَلِّغَنِیْ سُوْلِیْ تو دعا مستجاب ہوگی۔

(کتاب الفوائد فی الصلات والعوائد ص۶۹ مطبوعہ مصر)

قارئین عظام! قرآن و حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ وسیلہ جائز ہے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ دیوبندی وہابی اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔

معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

دیوبندی اکابر کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اردو ان سے سیکھا ہے۔

اہلسنت وجماعت کے نزدیک سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم معلم کائنات ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

(پ۳ ع ۱۲)

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ (پ۵ ع ۸)

جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ

اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

(پ۱ ع ۱۵)

تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرما دے۔ بیشک تو ہی ہے۔ غالب حکمت والا۔

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

(پ۲۸ ع ۹)

وہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ برا مانیں مشرکین۔

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۝

(پ۲۸ ع ۴)

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرما دیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ

(پ۱۳ ع ۱۳)

اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا۔ کہ وہ انہیں صاف بتائے۔

علامہ سلیمان علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

اس آیہ شریفہ کے تحت علامہ سلیمان علیہ الرحمۃ نے تفسیر جمل میں فرمایا ہے۔

وَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخَاطِبُ كُلَّ قَوْمٍ بِلُغَتِهِمْ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قوم سے ان کی زبان میں خطاب فرمایا کرتے تھے۔

(تفسیر جمل صہ ۵۱۲ ج ۲ مطبوعہ مصر)

علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

نسیم الریاض شرح شفاء میں فرمایا ہے۔

اِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

بیشک نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام

وَسَلَّمَ لِجَمِيْعِ النَّاسِ عَلَّمَهُ جَمِيْعَ اللُّغَاتِ۔ | لوگوں کو ان کی زبانیں سکھاتے ہیں۔

(نسیم الریاض شرح شفا ص ۳۸۷ ج ۲)

قارئین کرام! سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ساری کائنات کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنا اصول بیان فرمایا ہے کہ جس قوم کی طرف رسول بھیجوں اس کی زبان بھی سکھا کر بھیجتا ہوں۔ تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ دنیا بھر میں جتنی زبانیں ہیں۔ وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو سکھا کر بھیجی ہے۔ زبانوں میں اردو بھی ایک زبان ہے۔

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ (پ ۲۸ ع ۱۱) | اور (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) صحابہ کو بھی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور ان بعد والوں کو بھی جو ابھی تک صحابہ سے واصل نہیں ہوئے۔

اس آیۂ شریفہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور صحابہ کرام کے بعد والے لوگوں کو بھی حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

علامہ محمد بن احمد انصاری قرطبی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

تفسیر قرطبی میں اسی آیۂ شریفہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

اَیْ يُعَلِّمُهُمْ وَيُعَلِّمُ اٰخَرِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِاَنَّ التَّعْلِيْمَ اِذَا تَنَاسَقَ اِلٰى اٰخِرِ الزَّمَانِ كَانَ كُلُّهُ مُسْنَدًا اِلٰى اَوَّلِهِ فَكَاَنَّهُ هُوَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كُلَّ مَا وُجِدَ مِنْهُ، لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ، اَیْ لَمْ يَكُوْنُوْا | نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو بھی تعلیم دیتے ہیں۔ اور ان مومنوں کو بھی جو بعد میں آئیں گے کیونکہ جب آپ کی تعلیم آخری زمانہ تک قائم رہے گی تو وہ آپ ہی کی طرف منسوب ہوں۔ لما یلحقوا بھم

فِی زَمَانِہِمْ وَسَیَجِیْئُوْنَ بَعْدَہُمْ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَسَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ ہُمُ الْعَجَمُ وَقَالَ مُجَاہِدٌ ہُمُ النَّاسُ کُلُّہُمْ یَعْنِیْ مِنْ بَعْدِ الْعَرَبِ الَّذِیْنَ بُعِثَ فِیْہِمْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ زَیْدٍ وَمُقَاتِلُ ابْنُ حَیَّانٍ قَالَا ہُمْ مَنْ دَخَلَ فِی الْاِسْلَامِ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

(تفسیر قرطبی ص ۹۳ ج ۱ مطبوعہ بیروت)

سے مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کے زمانہ میں نہ تھے اور آپ کے بعد آئیں گے جب حضرت عبداللہ بن عمر اور سعید بن جبیر نے کہا کہ وہ عجمی لوگ ہیں اور مجاہد نے کہا اس سے مراد عرب کے بعد وہ تمام لوگ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے۔ اور ابن زید اور مقاتل نے کہا کہ یہ لوگ ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے۔

علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

اَیْ لَمْ یَلْحَقُوْا بِہِمْ بَعْدُ وَسَیَلْحَقُوْنَ وَہُمُ الَّذِیْنَ جَاءُوْا بَعْدَ الصَّحَابَۃِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ یعنی جو لوگ ابھی تک صحابہ کرام کے ساتھ لاحق نہیں ہوئے اور عنقریب لاحق ہوں گے یہ لوگ صحابہ کرام کے بعد سے لیکر قیامت تک کے مسلمان ہیں۔

(تفسیر روح المعانی ص ۹۳-۹۴ ج ۱۰ مطبوعہ بیروت)

علامہ عبداللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ۔

تفسیر مدارک التنزیل میں فرماتے ہیں کہ

اَیْ لَمْ یَلْحَقُوْا بَعْدُ وَہُمُ الَّذِیْنَ بَعْدَ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اَوْ ہُمُ الَّذِیْنَ یَاْتُوْنَ مِنْ بَعْدِہِمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو ابھی تک صحابہ کرام سے لاحق نہیں ہوئے اور صحابہ کرام کے بعد آئیں گے یا وہ لوگ ہیں جو یوم قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے۔

علامہ محمد بن جریر طبری علیہ الرحمۃ کا عقیدہ، نے تفسیر ابن جریر میں اسی آیۂ کریمہ کے تحت فرمایا ہے۔

وَقَالَ اٰخَرُوْنَ اِنَّمَا عَنَیٰ بِذَالِكَ جَمِیْعَ مَنْ دَخَلَ فِی الْاِسْلَامِ كَائِنًا مَنْ كَانَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ واٰخرین منھم سے قیامت تک اسلام لانے والے لوگ مُراد ہیں۔ خواہ وہ کوئی بھی ہوں۔

علامہ ابن جریر علیہ الرحمۃ نے حدیث نبوی بھی درج فرمائی ہے۔

قَالَ ابْنُ زَیْدٍ فِیْ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ قَالَ ھٰؤُلَاءِ كُلُّ مَنْ كَانَ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ كُلُّ مَنْ دَخَلَ فِی الْاِسْلَامِ مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ۔

ابن زید رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالےٰ کے قول واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کی تفسیر میں فرمایا یہ وہ قیامت تک کے لوگ ہیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایمان لائے خواہ عربی یا عجمی۔

(تفسیر ابن جریر ص ۔ مطبوعہ مصر)

علامہ عبد الوہاب شعرانی[ا] قدس سرہٗ نورانی کا عقیدہ غوث صمدانی محقق اسلام علی الاطلاق بالاتفاق علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیخ ابن عربی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ

لَیْسَ اَحَدٌ یَنَالُ عِلْمًا فِی الدُّنْیَا اِلَّا وَھُوَ مِنْ بَاطِنِیَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَوَاءُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ الْمُتَقَدِّمُوْنَ عَلٰی بَعْثَتِہٖ وَالْمُتَاَخِّرُوْنَ عَنْہُ۔

دُنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے۔ مگر وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باطنیت سے مستفید ہے۔ خواہ انبیاء کرام ہوں۔ اور اولیاء خواہ پچھلی شریعتوں کے ہوں یا اس شریعت کے۔

[ا] علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ کے متعلق دیوبندی حضرات کے مولوی انور شاہ صاحب کشمیری نے لکھا ہے کہ انہوں نے حالت بیداری میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح بخاری شریف پڑھی ہے (فیض الباری ص ۲۰۴ ج ۱)

علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔

اَمَّا الْقُطْبُ الْوَاحِدُ الْمُمِدُّ لِجَمِيعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ وَالْاَقْطَابِ مِنْ حِيْنِ النَّشْئِ الْاِنْسَانِيِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَهُوَ رُوْحُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بہر حال قطب واحد اور تمام انبیاء اور مرسلین اور تمام اقطاب کی ابتدائے انسانیت سے لیکر قیامت تک مددگار روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(الیواقیت والجواہر ص ۸۲ ج ۲ مطبوعہ مصر)

قرآن مجید اور مستند تفاسیر کے مستند کتب کے حوالہ جات کی روشنی میں معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم معلم کائنات ہیں اور تمام زبانیں اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو سکھائی ہیں۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ دیوبندی اور اہلحدیث اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے علم سکھایا

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اردو دیوبندی علماء نے سکھایا ہے۔ اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (پ ۵ ع ۱۴)

تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اس کو بار بار پڑھیں تو کون مسلمان یہ عقیدہ رکھے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فلاں چیز کا علم نہ تھا۔ اور فلاں زبان کا علم نہ تھا۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالےٰ دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ

اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی

قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ۔ (پ۱۳ ع ۱۳) زبان میں بھیجا کہ وہ انہیں صاف بتلتے ۔

اِس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک اصول بیان فرمایا ہے ۔ کہ جس قوم کی طرف ہم رسول بھیجیں تو وہ رسول اُس قوم کی زبان جانتا ہے ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کن کن کی طرف رسول بن کر آتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے ۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔ (پ۹ ع ۱۰) تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں ۔

اِس آیہ کریمہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا بھر کے انسانوں کے لئے رسول بن کر آنا واضح ہے ۔ اور ان لوگوں میں اردو بولنے والے بھی شامل ہیں ۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے سورۃ الفرقان کی پہلی آیۃ کریمہ میں فرمایا ہے ۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُونَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيرًا۔ (پ ۱۸ ع ۱۶) بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہاں کو ڈرسنانے والا ہے ۔

اِس میں اللہ کریم نے اپنے پیارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سارے جہاں کو ڈرانے والا فرمایا ہے ۔ اور جہاں میں اردو بولنے والے بھی ہیں ۔

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ ۱۷ ع ۷) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے ۔

اِن سب آیات طیبات سے واضح ہے کہ سرورِ عالم نورِ مجسم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سارے جہانوں کے لئے رسول بن کر آتے ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ کا اصول ہے کہ جس کی طرف رسول بنا کر بھیجوں وہ رسُول اُس کی زبان کو جانتا ہے ۔

لہٰذا ہمارے رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صرف اردو ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کی تمام زبانوں کو جانتے ہیں ۔ اور جو یہ کہے کہ اردو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے سیکھا ہے ۔ یہ صریحاً گستاخی ۔ بے ادبی اور قرآنِ کریم کی آیات کا انکار ہے جو کفر ہے ۔ (العیاذ باللہ)

آیاتِ طیبات کے بعد اب ایک دو حدیث شریف بھی ملاحظہ فرمالیں۔

حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

صحابی رسول حضرت ابوزید رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَبِمَا هُوَ کَائِنٌ

(صحیح مسلم شریف صفحہ ۳۹۰ ج ۲)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم کو جو کچھ بھی پہلے ہو چکا تھا۔ اور جو کچھ آئندہ ہونے والا تھا تمام بیان فرما دیا۔

وَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

پس جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے میں اسکو جان گیا ہوں۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۷ جامع ترمذی صفحہ ۱۵۵ ج ۲

مرقاۃ شریف صفحہ ۲۱۰ ج ۲۔ اشعۃ اللمعات فارسی صفحہ ۳۴۳/۱۷۰ ج ۱)

مفسرِ قرآن علامہ علی بن محمد خازن علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

مفسرِ قرآن علامہ علی بن محمد خازن علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر بےنظیر میں سرورِ کائنات، مفخرِ موجودات، باعثِ تخلیقِ کائنات، منبعِ کمالات احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد نقل فرمایا ہے۔

مَا بَالُ اَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِیْ عِلْمِیْ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ فِیْ مَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ السَّاعَةِ اِلَّا نَبَّأْتُکُمْ بِهٖ۔

(تفسیر خازن صفحہ ۳۸۲ ج ۱ مطبوعہ مصر)

کیا حال ہے۔ ان قوموں کا جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے۔ جو تمہارا دل چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کر لو تو میں نہیں خبر دوں گا۔

آیاتِ قرآنی اور احادیث شریفہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ دیوبندی وہابی اہلسنت وجماعت نہیں۔

سماع موتیٰ

دیوبندی اور اہلحدیث حضرات کا عقیدہ ہے کہ مُردے نہیں سُنتے۔

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ مُردے سُنتے ہیں۔

قرآنِ مجید میں ہے جب قوم ثمود پر اللہ تعالےٰ نے عذاب نازل کیا۔ اور وہ لوگ مر گئے تو حضرت صالح علیہ السلام نے ان مردہ لوگوں کو فرمایا۔

فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ○ (پ ۸ ع ۱۷)

پس اُن سے منہ پھیرا اور کہا۔ اے میری قوم بیشک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیر خواہوں کے غرض ہی نہیں۔

اِسی طرح اللہ تعالےٰ نے قوم مدین کا واقعہ بیان کرتے ہوتے فرمایا ہے کہ جیسا قوم مدین پر عذاب آیا اور وہ ہلاک ہو گئی تو حضرت شعیب علیہ السلام نے مُردہ قوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا عقیدہ

فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَیْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ○ (پ ۹ ع ۱)

توان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا ہوں۔ اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی۔ تو کیونکر غم کروں کافروں کا۔

قارئین کرام: مُردہ قوم کو حرفِ ندا یا سے خطاب کرنا واضح ہے۔ کہ وہ سُنتے ہیں۔ اور خطاب فرمانے والے جلیل المرتبت نبی ہیں۔

سرورِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ

میدانِ بدر میں جب مشرکینِ مکہ کو شکستِ فاش ہوئی اور ان نعشوں کو کنوئیں میں پھینک دیا گیا تو سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کنوئیں کے پاس کھڑے ہو کر ان کو فرمایا۔

يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا. فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا۔

اے فلاں بن فلاں اے فلاں بن فلاں کیا تم کو یہ بات خوش کرتی ہے کہ تم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے پھر فرمایا بیشک ہم نے اپنے رب کا وعدہ حق پایا۔ کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ حق پایا۔

یہ سنکر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا کیا آپ ایسے جسموں سے کلام فرماتے ہیں جن میں روح نہیں ہے۔ تو سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ۔

اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے تم ان سے جو میں کہہ رہا ہوں، زیادہ نہیں سنتے۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۴۵، صحیح بخاری شریف صــ جــ، صحیح مسلم شریف صــ جــ
اشعۃ اللمعات فارسی صفحہ ۲۹۸ ج ۳، مرقاۃ شریف صفحہ ۱۱۰ ج ۸، مظاہر حق صفحہ ۳۹۱ ج ۳
فتح الباری صــ جــ، عمدۃ القاری صــ جــ، ارشاد الساری صــ جــ
فیض الباری صــ جــ، کتاب الروح صــ، نسائی شریف اردو صفحہ ۶۳۹ ج ۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ

سرکار عیسےٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ مشہور ہے۔ کہ آپ مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ چنانچہ قرآنِ پاک میں بھی ہے۔

وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ	اور میں شفا دیتا ہوں اور مادر زاد اندھے
وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ پ	اور سفید داغ والے کو اور میں مردے
(پ ۳ ع)	جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

اِس آیہ شریف سے واضح ہے کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اور تفاسیر میں ہے کہ آپ مُردہ کو فرماتے تھے قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ اللہ کے حکم سے اُٹھ۔ قُمْ امر کا صیغہ ہے۔ جس کا معنےٰ ہے کھڑا ہو۔ اُٹھ۔ تو جب مردہ کو قُمْ فرماتے تھے تو وہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ پہلے مُردہ کا قُمْ سننا ثابت ہے پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا معجزہ کا ظہور۔ اگر مردہ نہیں سنتا تو آپ قُمْ نہ فرماتے قُمْ فرمانا دلیل ہے کہ مُردہ سنتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا عقیدہ

سرورِ کائنات علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیمات کے عظیم المرتبت صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ	بیشک جب آدمی کو قبر میں رکھا جاتا
وَتَوَلّٰی عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ	ہے اور اس کے دوست اس سے جب
یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ۔	لوٹتے ہیں۔ تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز

سُنتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صـــ ۲۴، صحیح بخاری شریف صـــ جـ ۱، صحیح مسلم شریف صـــ جـ ۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہی فرماتے ہیں کہ جب سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ طیبہ کے قبرستان سے گزرتے تو فرماتے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ	اے قبروں والو تم پر سلامتی ہو۔

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بخشے اور تم ہم سے پہلے آئے اور ہم تمہارے بعد آئیں گے۔

(جامع ترمذی ص۔ شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور ص، کتاب الروح ص
بذل الحیات ص

ناظرین کرام! یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ سے عیاں ہے کہ قبروں والے مُردے سنتے ہیں۔ بلکہ دیوبندی۔ غیر مقلدین۔ اہلحدیث۔ تبلیغی جماعت اور مودودی حضرات کے متفقہ مجدد ابنِ قیم نے بھی اس حقیقت واضح الفاظ میں پیش کیا ہے چنانچہ لکھا ہے

ابنِ قیم کا اقرار

اَلْخِطَابُ وَالنِّدَاءُ لِمَوْجُوْدٍ يَسْمَعُ وَيُخَاطَبُ وَيَعْقِلُ۔ مُردہ لوگ اپنے پاس موجود کی پکار اور کلام کو سنتے ہیں مخاطب ہوتے ہیں اور شعور رکھتے ہیں۔

ابنِ قیم نے ہی لکھا ہے کہ

فَاِنَّ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ لَا يَسْمَعُ وَلَا يَشْعُرُ وَلَا يَعْلَمُ بِالْمُسَلِّمِ مُحَالٌ۔ جو سلام نہ سُن سکے اور نہ سمجھ سکے اس مسلمان کو سلام کرنا محال ہے۔

(کتاب الروح ص۸ مطبوعہ مصر)

قرآن و سنّت کی روشنی میں معلوم ہوا کہ دیوبندی اور اہلحدیث اہلسنّت وجماعت نہیں ہیں۔

ختم شریف غوثیہ کا جواز

قرآن و حدیث اور دیوبندی اور وہابی اکابر کی کتب کے حوالہ جات سے ختم غوثیہ کا جواز پیش کیا ہے۔ یہ کتاب پڑھکر صاحب عقل و دانش ختم غوثیہ کو کبھی بھی شرک نہ کہے گا۔ یہ مولانا محمد ضیاء اللہ قادری کی تصنیف ہے۔

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا !

دیوبندی حضرات نماز کے بعد ذکر کرنے کو بڑی شدومد سے رد کرتے ہیں اور ذکر کرنے کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ اہل سنت وجماعت نماز کے بعد ذکر کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ کیونکہ سرکار دو عالم، فخر آدم و بنی آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان نماز کے بعد بلند آواز سے کیا کرتے تھے۔ اور ان کے ذکر پاک کی آواز دور دور تک جاتی تھی۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ سے واضح ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھا۔ (صحیح بخاری شریف ص۱۱۶ ج۱، صحیح مسلم شریف ص۲۱۷ ج۱)

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ! فتح الباری میں اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں۔

فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى جَوَازِ الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ عَقْبَ الصَّلٰوةِ۔ (فتح الباری ص۳۲۵ ج۲)

یہ حدیث شریف نماز کے بعد اونچی آواز سے ذکر کرنے کے جواز پر دلیل ہے۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ صحیح بخاری کی شرح عمدۃ القاری میں اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں۔ کہ

اِسْتَدَلَّ بِهٖ بَعْضُ السَّلَفِ عَلَى اسْتِحْبَابِ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّكْبِيْرِ وَالذِّكْرِ عَقِيْبَ الْمَكْتُوْبَةِ۔

اس حدیث شریف سے بعض اسلاف نے فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کیا کرتے تھے۔ (عمدۃ القاری ص۱۲۶ ج۶)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی مکتب فکر کے عظیم رہنما ہیں۔ وہ اپنے فتاویٰ میں اس حدیث شریف کو درج کرنے کے

بعدرقمطراز ہیں۔کہ

اِن سے مشروعیت جہر واضح دلائح ہے۔ (امداد الفتاوی صـ۴۳-۴۴ ج ۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

كُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوا بِذَالِكَ اِذَا سَمِعْتُهُ۔ (صحیح بخاری شریف ج۱ صحیح مسلم شریف ج۱) جب نمازی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو میں اس ذِکرِ پاک کو اپنے کانوں سے سُنتا تھا۔

اس حدیث شریف کو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے اخبار اہلِ حدیث امرتسر ۹ ۱۲ر جنوری ۱۹۳۸ء میں بھی درج کیا ہے۔

سیدالمفسرین عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد ذکر کرنا امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں تھا۔اور میں اُس کی آواز اپنے کانوں سے سنتا تھا۔ مگر آج دیوبندی کہتے ہیں اور شور مچاتے ہیں کہ یہ بدعت ہے یہ بدعت ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کا مسلک قرآن وسنت کے مطابق نہیں۔ان کا مسلک اپنی خواہشات اور خودساختہ فتووں کا نام ہے۔اللہ تعالیٰ ایسے مذہب اور مسلک سے محفوظ رکھے آمین۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک دوسری روایت پیش کی جاتی ہے جس سے معلوم ہوجائے گا کہ کتنی بلند آواز سے ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ روایت یہ ہے۔ سرکار ابن عباس فرماتے ہیں۔

كُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَاءِ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيْرِ (مشکوٰۃ شریف ص۸۹ صحیح مسلم شریف ج۱) میں رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی نماز کے پورے ہوجانے کو تکبیر کی آواز سے پہچان جاتا تھا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

گفتہ اند کہ مراد بتکبیر اینجا ذکر است چناں کہ در صحیحین از ابن عباس آمدہ است کہ رفع صوت بذکر وقت انصراف مردم از نمازِ فرض در زمان

علماء فرماتے ہیں۔کہ اِس حدیث شریف میں تکبیر سے مراد مطلق ذکر ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عباس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہود بود گفت ابن عباس مے شناختم من انقضاء الصلوٰۃ رابداں آوردہ است۔ بخاری ایں حدیث را پس معلوم شد کہ مراد بتکبیر مطلق ذکر است۔
(اشعۃ اللمعات فارسی ص ۴۱۸ جلد ۱ مطبوعہ لکھنؤ)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نمازوں کے بعد ذکر بالجہر معروف تھا۔ اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں اختتام نماز کو ذکر بالجہر سے پہچانتا تھا۔ اس کے بعد امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس حدیث شریف کو ذکر کیا۔ پس معلوم ہوا کہ یہاں تکبیر سے مراد مطلق ذکر ہے۔

علامہ نووی علیہ الرحمۃ

هٰذَا دَلِيْلٌ لِمَا قَالَهُ بَعْضُ السَّلَفِ اِنَّهُ يُسْتَحَبُّ الْجَهْرُ بِالتَّكْبِيْرِ وَالذِّكْرِ عَقْبَ الْمَكْتُوْبَةِ۔

جو کہ صحیح مسلم شریف کے شارح ہیں۔ اسی حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف بعض اسلاف کے مسلک پر دلیل ہے کہ فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا مستحب ہے۔
(شرح صحیح مسلم ص ۲۳۷ ج ۱)

قارئین حضرات! سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو کہ سید المفسرین ہیں وہ تو فرمائیں کہ میں گھر بیٹھے نبی پاک کی تکبیر کی آواز مبارک سے معلوم کر لیتا تھا کہ اب نماز ختم ہوئی ہے یعنی اتنی بلند آواز سے ذکر ہوتا تھا۔ مگر آج دیوبندی آواز کو بلند کرنے پر لڑتے جھگڑتے اور مسجدوں میں فساد کرتے ہیں۔ مسلک حق اہل سنت و جماعت پر طرح طرح کے فتوے جاری کرتے ہوئے ان کی زبان بند نہیں ہوتی۔ مولویوں سے لے کر مقتدیوں تک سب فتنہ و فساد میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور بند کیا کرنا چاہتے ہیں نماز کے بعد ذکر کرنے کو۔ جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارکہ سے رائج ہے۔ اور ثابت ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ)

اب ایک دوسرے صحابی کی شہادت پیش کی جاتی ہے تاکہ ان دیوبندیوں کے دلوں پر کچھ اثر ہو جائے اور فتنہ و فساد سے باز آجائیں۔ اُس صحابی کا نام حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِهٖ يَقُوْلُ بِصَوْتِهِ الْأَعْلٰى۔ رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے تو بلند آواز سے یہ کہتے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔

(مشکوٰۃ شریف ص۸۸، صحیح مسلم شریف ص ج ۱، اشعۃ اللمعات ص ج ۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث شریف کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

این حدیث صریح است در جہر بذکر کہ آنحضرت بآواز بلندمے خواند۔

(اشعۃ اللمعات فارسی ص۴۱۹ ج ۱)

اور یہ حدیث شریف ذکر بالجہر پر نص صریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر بالجہر کیا کرتے تھے۔

علامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ علامہ سید احمد طحطاوی علیہ الرحمۃ اسی حدیث شریف سے استنباط کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

وَيُسْتَفَادُ مِنَ الْحَدِيْثِ الْأَخِيْرِ جَوَازُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ وَالتَّكْبِيْرِ عَقِبَ الْمَكْتُوْبَاتِ بَلْ مِنَ السَّلَفِ قَالَ بِاسْتِحْبَابِهٖ۔

(حاشیہ طحطاوی شریف علی مراقی الفلاح ص۱۸۶)

(حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) کی حدیث اخیر سے ثابت ہوتا ہے کہ فرض نمازوں کے بعد ذکر بالجہر جائز ہے بلکہ علماء سلف نے اس کو مستحب قرار دیا ہے۔

امام المحدثین سیدنا امام محمد بن اسماعیل بخاری، امام مسلم بن الحجاج اور دیگر اجل محدثین کرام علیہم الرحمۃ نے بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ نماز کے بعد ذکر کرنے کا باب باندھ کر

بڑے اہتمام کے ساتھ ان روایات کو درج فرمایا۔ اگر نماز کے بعد ذکر کرنا بدعت ہوتا تو اتنے اجل محدثین کرام کبھی بھی اتنے اہتمام کے ساتھ یہ باب نہ باندھتے اور روایات درج نہ فرماتے۔ نامعلوم دیوبندی حضرات کی عقل پر کونسا پردہ پڑا ہوا ہے کہ نہ ہی ان پر محدثین کا یہ باب باندھ کر احادیث درج کرنا اثر کرتا ہے۔ نہ ہی سید المفسرین عبداللہ بن عباس اور عظیم المرتبت صحابی سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادتیں اور گواہیاں ان پر اثر کرتی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مبارک طریقہ بریلویوں کا ایجاد کردہ نہیں بلکہ سرورِ کائنات، مفخرِ موجودات، باعثِ تخلیقِ کائنات محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات والتسلیمات کا مسنون اور محبوب طریقہ ہے۔

علامہ سید احمد طحطاوی حنفی علیہ الرحمۃ کا فرمان

علامہ سید احمد طحطاوی حنفی علیہ الرحمۃ نے فتاویٰ بزازیہ کے حوالہ سے فرمایا ہے کہ مساجد میں ذکر جہر کو روکنے والوں کو ظالم قرار دیا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

قَالَ فِی الْفَتَاوٰی لَا یُمْنَعُ مِنَ الْجَھْرِ بِالذِّکْرِ فِی الْمَسَاجِدِ اِحْتِرَازًا عَنِ الدُّخُوْلِ تَحْتَ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ مساجد میں ذکر بالجہر سے نہ روکا جائے تاکہ قرآن پاک کی آیہ شریفہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ۔ کے تحت داخل ہونا لازم نہ آئے۔

(طحطاوی شریف ص ۱۹۰)

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ

ردالمحتار شرح درمختار میں ذکر جہر پر متقدمین اور متاخرین کا اجماع اِن الفاظ میں نقل فرماتے ہیں کہ اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ سَلَفًا وَّخَلَفًا عَلٰی اِسْتِحْبَابِ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی جَمَاعَۃً فِی الْمَسَاجِدِ وَغَیْرِھَا۔

(شامی شریف ص ۶۱۸ ج ۱ مطبوعہ مصر طحطاوی شریف ص ۱۹۰)

علماءِ متقدمین اور متاخرین نے جماعت کے ساتھ بلند آواز سے ذکر کرنے کو مستحب قرار دینے پر اجماع فرمایا ہے۔ ذکر مساجد میں ہو یا اس کے علاوہ کہیں ہو۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

جو کہ دیوبندی اور اہلحدیث حضرات کے نزدیک حجۃ اللہ علی العالمین اور وارث الانبیاء والمرسلین ہیں۔ نے بھی ذکرِ جہر سے انکار کرنا جہالت قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ

دیگر حقیقت ذکرِ جہر دحق آنست کہ انکار آں سفاہت واضح است در تلاوت قرآن جہر صریح است ۔

حق یہ ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنے کا انکار کرنا جہالت ہے۔ کیونکہ تلاوتِ قرآنِ مجید میں صریح جہر ہے ۔

(فتاویٰ عزیزی فارسی ص۱۷ ج ۱ مطبوعہ مجتبائی)

شیخ المحدثین عبد الحق دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں واضح الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

بدانکہ جہر بذکر مطلقاً بعد از نماز مشروع است وارد شدہ است در دے احادیث ۔

جان لو کہ بلند آواز سے نماز کے بعد ذکر کرنا مشروع ہے۔ اس بارے میں احادیث شریفہ موجود ہیں ۔

(اشعۃ اللمعات فارسی ص۴۱۸ ج ۱ مطبوعہ کلکتہ)

علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

جو کہ حرم مکہ میں مفتی اور امام تھے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

اَوْرَادُ الصُّوْفِيَّةِ الَّتِيْ يَقْرَؤُنَهَا بَعْدَ الصَّلَوَاتِ عَلٰى حَسْبِ عَادَاتِهِمْ فِيْ سُلُوْكِهِمْ لَهَا اَصْلٌ اَصِيْلٌ ۔

صوفیاءِ عظام جو نمازوں کے بعد اپنے سلوک کے مطابق ذکر بالجہر کرتے ہیں۔ اس کی مضبوط اصل موجود ہے ۔

(فتاویٰ حدیثیہ ص۶۵ مطبوعہ مصر)

ناظرین حضرات! مندرجہ روایات اور احادیثِ صحیحہ سے اب کسی کو کوئی شک وشبہ نہیں رہتا کہ دیوبندی اصلی اہلِ سنت وجماعت نہیں بلکہ اصلی اہلِ سنت وجماعت وہی لوگ

لہ تاریخ اہلحدیث ص مصنفہ مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹیؒ۔

ہیں جو نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرتے ہیں۔ آپ تجربہ کریں اور مشاہدہ کریں۔ وہ مساجد صرف اور صرف ان ہی اہلِ سنت وجماعت کی ہی ہوں گی جن کو آج کل بریلوی کہا جاتا ہے۔ پس یہ حقیقت آشکارا ہو گئی اور ہوتی بھی دلائل سے کہ دیوبندی اہلِ سنت نہیں ہیں۔

عذاب وعتاب وحساب وکتاب!

تا ابد اہلِ سنت پہ لاکھوں سلام!

دیوبندی کہتے ہیں کہ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔ اہلِ سنت وجماعت کہتے ہیں۔ تمہارے اس عقیدہ پر پنجابی کی یہ مثال صحیح چسپاں ہوتی ہے۔ من حرامی حجتاں ڈھیر۔

نماز میں خلل کا دیوبندیوں اور وہابیوں کو احساس ہو گیا مگر اُس رسولِ معظم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات کو نمازیوں کی نماز میں خلل ہونے کا احساس نہ ہوا۔ جس کا ارشاد ہے۔
صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ۔

کسی صحابی نے یہ اعتراض نہیں کیا یا رسول اللہ آپ کے اور صحابہ کے مِل کر بلند آواز سے ذکر کرنے سے ہماری نمازوں میں خلل واقع ہوتا ہے۔ ہماری باقی رکعت میں خضوع وخشوع نہیں رہتا۔ قطعاً کسی صحابی نے ایسا نہیں کہا۔ دُنیا بھر کے دیوبندی وہابی ایسی ایک ضعیف روایت پیش نہیں کرسکتے۔

ایامِ تشریق کی تکبیرات

ایامِ تشریق کی تکبیرات ذوالحج کے ماہ مبارک میں ۹، ذوالحج کی عصر سے ۱۳، ذوالحج کی فجر تک ہر فرض نماز کے بعد ہر مسجد میں خواہ وہ دیوبندی وہابیوں کی ہو یا اہلِ سنت وجماعت بریلوی حضرات کی ہو۔ بلند آواز سے پڑھی جاتی ہیں۔ امام اور مقتدی سبھی مِل کر بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ اس وقت بھی تو کئی حضرات کی رکعتیں رہ گئی ہوتی ہیں۔ اور وہ رکعتیں ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ اس وقت دیوبندیوں وہابیوں کو خلل کا خیال نہیں ہوتا۔

تکبیرات پڑھنا واجب ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا اگر منع

ہوتا، اس میں کوئی قباحت ہوتی اور اس سے نماز میں اگر خلل واقع ہوتا۔ تو کبھی بھی رحمتِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات ایامِ تشریق کی تکبیرات پڑھنے کا حکم نہ فرماتے۔ اور فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر نہ کرتے۔ معلوم یہ ہوا کہ دیوبندیوں وہابیوں کا یہ کہنا کہ نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔ پیارے آقا و مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ بابرکات کے عملِ مبارک کی صریحاً بغاوت ہے۔ اور اس عملِ مبارک کو ناپسندیدگی سے دیکھنا ہے۔ جو کسی مسلمان کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ دشمنِ رسول کا ہی شیوہ ہو سکتا ہے۔

ارے تجھ کو کھاتے تپِ سقر تیرے دِل میں کس سے بخار ہے۔

دیوبندی وہابی بیچاروں کو صرف اعتراضات کی ہی سوجھتی ہے۔ ان بے چاروں کی شرعی مسائل کو سمجھنے کی کبھی نہیں سوجھی۔ خود مسائلِ شرعیہ کا علم نہیں۔ بس اعتراضات پر ہی کمر باندھی ہے۔ ایک ضرب المثل ہے۔ ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔

خود نماز پڑھنے کا طریقہ نہیں آتا۔ بس اعتراض کر دیتے ہیں کہ نماز میں خلل واقعہ ہوتا ہے۔ نماز صحیح طریقہ سے پڑھیں تو نماز میں خلل بھی واقعہ نہ ہو۔

دُعا بعد از نماز جنازہ

دیوبندی وہابی حضرات نماز جنازہ کے بعد دُعا مانگنے کو بدعت کہتے ہیں اہل سنت وجماعت کے نزدیک نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنا جائز ہے۔

رحمت للعالمین، انیس الغریبین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۶، ابن ماجہ ص ۱۰۹، ابوداؤد ص ۹۸ ج ۲، سنن کبریٰ ص ۴۰ ج ۴)

نمازِ جنازہ بالاتفاق فرض کفایہ ہے۔ اور فرض کفایہ ہے۔ اور فرض نمازوں کے بعد دُعا مانگنے کا حضور پُر نور، نورٌ علےٰ نور محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا ہے۔

سیدنا جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے جنازہ کے بعد دُعا مانگنا غزوۂ موتہ کی

خبر نبی غیب داں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر شریف پر جلوہ افروز ہو کر صحابہ کو سنائی نیز حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر بھی دی۔

فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لَهُ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لَهُ — پس اُن پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم نے نمازِ جنازہ پڑھی اور اُن کے لیے دُعا فرمائی۔ نیز لوگوں سے فرمایا کہ تم بھی اُن کے لیے دُعائے مغفرت کرو۔

امام سرخسی جو دیوبندی وہابیوں کے نزدیک بھی شمس الائمہ ہیں نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف لطیف مبسوط میں ایک روایت درج فرمائی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ایک جنازہ پر نمازِ جنازہ کے بعد پہنچے۔ تو اُنہوں نے نماز کو ارشاد فرمایا: اِنْ سَبَقْتُمُوْنِيْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَلَا تَسْبِقُوْنِيْ بِالدُّعَاءِ۔ اگر تم نے مجھ سے پہلے نماز پڑھ لی ہے۔ تو دعا میں تم مجھ سے آگے نہ بڑھو۔

امام شمس الائمہ سرخسی علیہ الرحمۃ نے مبسوط میں باب غسل المیت میں سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جنازہ کے بعد دُعا، مانگنا ثابت کیا ہے۔

قارئین کرام: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہ صحابی رسول ہیں جن کے بارے میں اسماء الرجال کی کتب میں یہ درج ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یہ سُنت کے بہت زیادہ پابند اور شیدائی تھے۔ اگر نماز کے بعد دُعا، مانگنا بدعت ہوتا تو کبھی بھی یہ دعا نہ مانگتے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ شخصیت ہیں۔ جو ہر طبقہ کے نزدیک سید المفسرین ہیں بھی دُعا، مانگنے کے قائل ہیں۔ اگر بدعت ہوتا تو یہ قرآنِ پاک کے سمجھنے والوں کا امام سید المفسرین کبھی جنازہ کے بعد دُعا نہ مانگتے۔

مندرجہ روایات سے خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اور جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نمازِ جنازہ کے بعد دُعا، مانگنا ثابت ہے۔

لہٰذا نمازِ جنازہ کے بعد دُعا، مانگنے کو بدعت قرار دینے والے دیوبندی وہابی حضرات کا اہلِ سنت وجماعت کہلانا عوام کو دھوکا دینا ہے۔ بلکہ اصل اہلِ سنت وجماعت وہی حضرات ہیں جو نمازِ جنازہ کے بعد دُعا، مانگنے کے قائل ہیں اور وہ حضرات آپ کو وہی نظر آئیں گے جن کو آج کل اہلِ سنت وجماعت بریلوی کہا جاتا ہے۔

دیوبندی وہابی کہتے ہیں کہ نمازِ جنازہ کے بعد ہم دُعا اس لیے نہیں مانگتے کہ نمازِ جنازہ بھی دُعا ہی ہے۔ اہلِ سنت وجماعت حضرات کہتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں کوئی اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اور اُس کے پیارے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ اگر ایک دُعا، کو دوسری مرتبہ تم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا تو تم گنہگار ہو جاؤ گے۔ یا تمہاری یہی قبول کی ہوتی دُعا کو بھی رد کر دیا جائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا فرمان کوئی نہیں تو تم اپنی طرف سے شریعت مطہرہ کو پابند کرنے والے کون ہو؟ اپنی طرف سے پابندی تھا کہ تم دیوبندیو، وہابیو خود بدعتی ہو گئے

اُلجھاتے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں   لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کا تو ایسا کوئی فرمان نہیں ہاں مگر اہلِ سُنّت و جماعت کے مسلک کی تائید فرمانِ ایزدی اور ارشادِ مصطفویٰ سے ضروری ہوتی ہے۔ وُہ فرمانِ حق تعالیٰ یہ ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ۔ (پ ۲۴ ع ۱۱)	اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا۔ بیشک وہ میری عبادت سے اُونچے کھینچتے ہیں۔ عن قریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومنوں کو بالخصوص دُعا مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور خصوصیت سے اُن کو دُعا کو قبول کرنے کا مژدہ سُنایا ہے۔ اور جو متکبر ہوتے ہیں۔ اور خُدا تعالیٰ سے دُعا مانگنے کی پروا نہیں کرتے ان کو جہنم میں داخل کرنے کا اعلان فرمایا۔

آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب نمازِ جنازہ ہو جاتے تو اکثر حضرات ہاتھ اُٹھا کر ربِ کریم کی بارگاہ میں دُعا مانگتے ہیں۔ اور کچھ لوگ یوں ہی اکڑے کھڑے رہتے ہیں۔ جس طرح کوئی متکبر ہوتا ہے۔ آیۂ کریمہ کو پڑھ کر اب خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ دُعا کے وقت ایسے اکڑے رہنا اور نیاز مندی سے دُعا نہ مانگنے کا انجام کیا ہے؟

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (پ ۲ ع ۷)	اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مُجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں۔ دُعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو اُنہیں چاہیئے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

اس آیۂ کریمہ میں بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر اپنی کرم نوازی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جب بھی وہ میری بارگاہ میں دُعا کرتے ہیں ان کی دُعا کو قبول کروں گا۔ اس آیۂ شریفہ میں کوئی قید نہیں کہ اگر ایک دفعہ دُعا مانگنے کے بعد دوسری دفعہ دُعا مانگی تو ناراض ہو گا۔ اور ناراضگی کی وجہ سے قبول کی ہوئی دُعا کو رد کر دوں گا بلکہ فرمایا جب بھی دُعا مانگو گے قبول کروں گا۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس کسی سے محبت ہوتی ہے۔ اُس کے لیے بار بار دُعا ہوتی ہے۔

یہ ہو سکتا ہے کہ دیوبندی وہابیوں کو مردوں سے دشمنی ہی ہوگی کہ دُعا مانگنے سے احتراز کرتے ہیں۔ اور مانگنے والوں پر اعتراض اور فتوے چھاپاں کرتے ہیں۔ بہانہ یہ بنا لیا کہ نمازِ جنازہ بھی دُعا ہے۔ اس لیے اب بعد میں دُعا مانگنا بدعت ہے۔

دیوبندی وہابیوں کی یہ بھی دلیل بالکل ناپختہ ہے۔ کیونکہ ان علم سے کوروں کو یہ معلوم نہیں کہ پنجگانہ نماز جو پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد دُعا سب مانگتے ہیں۔ کیا وہ نماز دُعا نہیں ہے۔

(۱) نمازِ جنازہ میں سب سے پہلے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھا جاتا ہے۔
پنجگانہ نماز میں سب سے پہلے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھا جاتا ہے۔

(۲) نمازِ جنازہ میں درود شریف پڑھا جاتا ہے۔
پنجگانہ نماز میں بھی درود شریف پڑھا جاتا ہے۔

(۳) نمازِ جنازہ میں مسلمانوں کے لیے دُعائے مغفرت کی جاتی ہے۔
پنجگانہ نماز میں بھی رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَاب۔ دُعا مغفرت کی جاتی ہے۔

(۴) نمازِ جنازہ میں آخر میں سلام پھیر کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰه کہا جاتا ہے۔
پنجگانہ نماز میں بھی سلام پھیر کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰه کہا جاتا ہے۔

قارئینِ کرام: اس تقابل کو مدِ نظر رکھنے سے معلوم ہوا کہ پنجگانہ نماز میں وہ چیزیں بھی آجاتی ہیں جو کہ نمازِ جنازہ میں پڑھی جاتی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے؟ کہ دیوبندی وہابی پنجگانہ نماز کے بعد دُعا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام مانگتے ہیں۔

اور جنازہ کے بعد دُعا مانگنے کو بدعت قرار دیتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ یہ پابندی ان کی اپنی طرف سے عاید کردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ و آلہ وسلم سے کوئی پابندی نہیں ہے۔ پس شرع شریف میں اپنی طرف سے پابندی عاید کر کے خود دیوبندی وہابی بدعتی ہو گئے۔ اور اہلِ سنت وجماعت سے خارج ہو گئے

قرآنِ پاک کی آیت کی تفسیر

تفسیر ابنِ جریر اُمتِ محمدیہ کے مفسرین میں سے مستند مفسر امام ابنِ جریر طبری علیہ الرحمۃ[1] قرآنِ پاک کی آیت فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ کی تفسیر بیان کرتے ہوتے فرماتے ہیں۔

عَنْ ابن عباسٍ فِی قَوْلِہٖ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ یَقُوْلُ فِی الدُّعَاءِ

(تفسیر ابنِ جریر ص۱۴۲ ج۳۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم فارغ ہوجاؤ تو کھڑے رہو یہ قیام اور کھڑا رہنا دعا کے واسطے ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَاسٍ فَاِذَا فَرَغْتَ مِمَّا فُرِضَ عَلَیْکَ مِنَ الصَّلٰوۃِ فَسَلِ اللّٰہَ وَارْغَبْ اِلَیْہِ وَانْصَبْ لَہٗ۔

(تفسیر ابنِ جریر ص۱۴۲ ج۳۰ مطبوعہ مصر)

ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تو اُس فارغ ہو جاتے جو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر فرض کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے سوال (دعا) کر اور اُس کی طرف رغبت کر اور اُس کے لیے کھڑا رہ۔

---

[1] دیوبندیوں کے شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ طبری اس درجہ کے شخص ہیں کہ تمام محدثین ان کے فضل و کمال وثوق اور وسعتِ علم کے معترف ہیں۔ انکی تفسیر کو احسن التفاسیر خیال کیا جاتا ہے۔ محدث ابنِ خزیمہ کا قول ہے کہ دُنیا میں کسی کو اُن سے بڑھ کر عالم نہیں جانتا۔ (سیرت النبی ص۲۱۰ ج ۱) حافظ ذہبی نے ابنِ جریر طبری کو اسلام کے معتمد اور مستند ائمہ کرام میں شمار کیا ہے (میزان الاعتدال) غیر مقلدین وہابیوں کا ترجمان لکھتا ہے کہ ابنِ جریر طبری ایک عظیم الشان مفسر محدث اور مورخ ہیں (الاعتصام لاہور ص۹ ۲۰ فروری ۱۹۵۹ء) نواب صدیق حسن بھوپالوی نے تفسیر ابنِ جریر طبری اور تفسیر جلالین کو نافع تر تفسیر لکھا ہے (المقالۃ الفصیحۃ ص۱۲) غیر مقلدین کے امام عبدالستار دہلوی رقمطراز ہیں کہ طبقہ رابعہ کے مشاہیر میں سے علامہ ابوجعفر محمد بن طبری المتوفی ۳۱۰ھ ہیں۔ امام سیوطی (علیہ الرحمۃ) نے فرمایا ہے کہ ان کی کتاب اجل و اعظم تفاسیر میں سے ہے۔ اس لیے کہ یہ توجیہ اقوال و ترجیح بعض اقوال بر بعض و اعراب و استنباط جیسے امور سے اکثر تعرض کرتے ہیں۔ بایں وجہ دیگر کتب پر فائق ہے۔ اسی طرح امام نووی نے بھی تہذیب میں فرمایا ہے (مقدمہ تفسیر ستاری ص۱)

سید المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر کے بعد حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر پیش کی جاتی ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَوْلُهٗ فَاِذَا فَرَغْتَ قَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَانْصَبْ فِىْ حَاجَتِكَ اِلٰى رَبِّكَ ۔ (تفسیر ابن جریر ص۱۳۰)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تو فارغ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تو کھڑا ہو نماز کی طرف تو اپنی حاجت میں اپنے رب کی طرف کھڑا رہ۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کے بعد حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر پیش کی جاتی ہے۔

غیر مقلدین وہابیوں کے امام عبدالستار دہلوی لکھتے ہیں کہ "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول دربارۂ تفسیر زیادہ وقعت اور اعتبار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ان کی شخصیت کو امت کا بڑا زبردست اور متبحر عالم اور رئیس المفسرین مانا گیا ہے۔ قرآن مجید کی تفسیر و معانی کی واقفیت و مہارت کے متعلق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ہی کے حق میں دعا کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن و حدیث دونوں کی سمجھ عطا فرمائی تھی۔ وسعتِ علمی کی وجہ سے ان کا لقب بحر و حبر تھا۔ ایک ہزار چھ سو ساٹھ ۱۶۶۰ حدیثیں ان سے مروی ہیں۔ موسیٰ بن عبیدہ نے کہا کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلسِ شوریٰ کے رکن رکین تھے۔ سعد نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے بڑھ کر حاضر فہم، عقلمند، ذی علم، وسیع علم کسی کو نہیں دیکھا۔ اس دعا نبوی کی برکت سے آپ کا لقب حبر الامت اور ترجمان القرآن مشہور ہے۔ اصولِ تفسیر کا یہ مسئلہ مسلم ہے کہ جس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہوں۔ مفسرین متاخرین یمیناً و شمالاً ذاہب ہوں تو اس وقت جملہ اقوال پر تفسیر صحابہ کو تفوق و تقدم حاصل ہے۔ کیونکہ صحابۂ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن مجید کے سب سے زیادہ عالم و ماہر تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم و حکمت اور تزکیہ و تقدیس کی نعمتوں سے براہِ راست مستفید تھے۔ احکام و معاملات وغیرہ دینیات میں آپ ہی کے قول و فعل کو حجت جانتے تھے پھر منجملہ ان کے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول زیادہ راجح ہے۔

(مقدمہ تفسیر ستاری ص۹ تا ۱۱)

عَنْ قَتَادَۃَ قَوْلُہٗ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ قَالَ اَمَرَہٗ اِذَا فَرَغَ مِنْ صَلٰوۃٍ اَنْ یُّبَالِغَ فِیْ دُعَائِہٖ (تفسیر ابن جریر ص۱۵۱ ج ۳۰ مطبوعہ مصر)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تو فارغ ہو کر تو کھڑا رہ۔ لو اپنے رب کی طرف رغبت کر اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے کہ جب فارغ ہو اپنی نماز سے تو اپنی دُعا میں پہنچ۔

اہلِ علم حضرات کو اچھی طرح معلوم ہے کہ تفسیر کے معاملہ میں سید المفسرین عبداللہ بن عباس حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقام بہت بلند ہے۔ ان تفسیر کو کوئی اہلِ علم ٹھکرا نہیں سکتا۔ یہ سبھی مفسرین تو فَانْصَبْ سے مراد نماز کے بعد دُعا مانگنے کا حکم ارشاد فرمائیں۔ مگر دیوبندی ایسے . . . ہیں کہ وہ اس کو بدعت قرار دیتے ہیں۔

امام خازن اور امام بغوی علیہما الرحمۃ

اس آیہ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَقَتَادَہ وَالضَّحَّاکُ وَمُقَاتِلٌ وَالْکَلْبِیُّ فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ فَانْصَبْ اِلٰی رَبِّکَ فِی الدُّعَآءِ وَارْغَبْ اِلَیْہِ فِی الْمَسْئَلَۃِ یُعْطِیْکَ (تفسیر خازن ج ۴ تفسیر معالم التنزیل ص۲۳۰ ج ۷) ابن عباس، قتادہ، ضحاک، مقاتل اور کلبی علیہم الرضوان نے کہا ہے کہ جب تو فرض نماز سے فارغ ہو جائے تو ربِ کریم کی طرف دُعا میں کھڑا رہ اور سوال کرنے میں اُس کی طرف رغبت کر وہ تجھے عطا کرے گا۔

ناظرینِ کرام! مندرجہ بالا قرآنی آیات طیبات اور مستند مفسرین کی تشریحات اور احادیثِ رحمت کائنات سے بالکل واضح ہو گیا کہ نماز کے بعد دُعا مانگنے کا حکم ربی ہے۔ نماز کے بعد دُعا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم، خلفاءِ راشدین، صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین، سلف صالحین علیہم الرضوان نے مانگی ہے۔

ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو ہتھیلیاں پھیلا کر دُعا کرو۔ بعدہٗ اپنے ہاتھ یوں ہی نہ چھوڑ دو بلکہ اپنے چہرہ پر پھیر لو۔ ایک

روایت میں ہے۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ اس میں برکت کرتا ہے۔ (قیام اللیل مروزی ص۲۳۴)

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب وہابی نے بھی لکھا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ خدا فرماتا ہے مجھے شرم آتی ہے کہ میں دعا کے وقت بندے کے کھلے ہاتھوں کو خالی واپس کر دوں۔ (اہلحدیث امرتسر ص۸ کالم ۲ ۱۶ جولائی ۱۹۱۵ء)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا

محدث بیہقی علیہ الرحمۃ نے سنن الکبریٰ میں ایک روایت نقل فرمائی ہے جس میں سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات سے جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اصحاب شجرہ میں سے تھے۔ ان کی صاحبزادی کا انتقال ہو گیا۔ تو انہوں نے صاحبزادی کا نماز جنازہ پڑھایا۔

ثُمَّ اَقَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ قَدْرًا مَابَيْنَ التَّكْبِيْرَتَيْنِ يَدْعُوْ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي الْجَنَازَةِ هٰكَذَا۔

پھر آپ چوتھی تکبیر کے بعد کھڑے رہے۔ دو تکبیروں کے برابر دعا فرماتے رہے پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جنازہ اس طرح ادا فرماتے تھے۔

(سنن الکبریٰ ص۴۲ ج۴ مطبوعہ حیدر آباد دکن)

علامہ محمد عبد اللہ بن ابو جمرہ مالکی شارح بخاری علیہ الرحمۃ نے بہجۃ النفوس میں حدیث شریف درج فرمائی ہے۔ جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے۔ حدیث شریف یہ ہے۔

قَدْ صَلّٰى عَلٰى صَبِيٍّ وَدُعَالَهٗ بِاَنْ يُّعَافِيَهُ اللّٰهُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اس کے لئے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ اسکو فتنہ قبر سے محفوظ رکھے۔ (بہجۃ النفوس شرح صحیح بخاری ص۱۲۴ ج۱ مطبوعہ مصر)

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے۔

اِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ

بے شک دعا مانگنا عبادت ہے۔

رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمان ہے۔
اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔ دُعا عبادت کا مغز ہے۔

جب دعا عبادت اور عبادت کا مغز ہے۔ تو جو
قارئین کرام! لوگ نماز جنازہ کے بعد دُعا نہیں مانگتے وہ کتنی بڑی
سعادت سے محروم رہتے ہیں۔ بلکہ دُعا مانگنے کو حرام قرار دینے والے اللہ تعالے اور
اُس کے رسُولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں مجرم ہیں۔

جب کسی کا کوئی عزیز یا دوست پردیس میں جاتا ہے۔ تو اُس کے والدین، عزیز و اقارب، رشتہ دار اور احباء اس کی روانگی سے قبل بھی دعا مانگتے رہتے ہیں۔ گھر سے روانہ ہونے کے وقت، تانگے یا کار پر سوار ہونے کے وقت، ریلوے اسٹیشن پر یا ائیر پورٹ پر پہنچنے کے وقت، ریل گاڑی یا ہوائی جہاز میں سوار ہونے کے وقت اور سواری کے روانہ ہونے کے وقت اور پھر روانہ ہونے کے بعد بھی دعائیں مانگتے ہیں۔ حالانکہ ان کو اس عزیز کے واپس آنے کی امید ہوتی ہے۔ مگر دعا پر دعا مانگتے ہیں۔ مگر دیوبندی وہابیوں کی اس اُلٹی منطق کی سمجھ نہیں آتی کہ اس عزیز یا دوست یا بزرگ کے لئے نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے سے کیوں منع کرتے ہیں۔ جو ہمیشہ کے لئے جُدا ہو رہا ہے۔ اور پھر ایک عظیم امتحان کا اُس کو سامنا کرنا ہوتا ہے۔ جو ایک سال۔ دو سال کے لئے جاتے۔ اس کے لیے تو قدم قدم پر دُعا جائز ہے۔ مگر جو ہمیشہ کے لئے جُدا ہو رہا ہے۔ اور جس کو عظیم امتحان بھی دینا ہے۔ اُس کے لئے نماز جنازہ کے بعد دعا بدعت اور گناہ ہے۔

خُدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصًا وہابیت کی وبا سے!

رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے۔
اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ
جب تم میّت پر نماز پڑھو تو اس کے لیے خالص دُعا مانگو۔
(مشکوٰۃ شریف ص۱۴۶، ابو داؤد ص۴۵۶، ابنِ ماجہ ص۱۰۹)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی نماز جنازہ کے بعد پہنچے تو انہوں نے ارشاد فرمایا۔

اِنْ سَبَقْتُمُوْنِیْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالدُّعَاءِ
(مبسوط سرخسی ص۶۷ ج۲)

اگر آپ نے نماز جنازہ پڑھنے میں مجھ سے سبقت لے لی ہے۔ تو دعا مانگنے میں مجھ سے سبقت نہ لیں۔

پس دیوبندی وہابی حضرات جنازہ کے بعد دُعا مانگنے کو بدعت قرار دینے والے اپنی طرف سے ہی شریعتِ مطہرہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں پابندی عائد کرنے والے ہیں۔ اس لئے وہ اہلِ سنت وجماعت نہیں بلکہ اہلِ بدعت ہیں اور نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنے والے اہلِ سنت وجماعت ہیں۔

ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا

دیوبندی بزرگوں کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا ناجائز اور شرک قرار دیتے ہیں۔ مگر اہلِ سنت وجماعت اس کو جائز اور مستحسن جانتے ہیں۔ کیونکہ کتب احادیث میں اہلبیت اطہار اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا نبئ اکرم، نورِ مجسم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں اور پاؤں کو چومنا نیز ان کا آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دینا مذکور ہے۔

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عمل

امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری، امام ابوداؤد، امام ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ خطیب سرکار سیدنا غوث اعظم، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ ولی اللہ دہلوی علیہم الرحمۃ نے روایت نقل کی ہے کہ سرکار سیدہ طیبہ طاہرہ مخدومۂ دارین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ امام الانبیاء، شافع روزِ جزا، محبوبِ رب العلا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب سرکار سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ اُن کے لیے کھڑی ہو جاتیں فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ وَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِیْ مَجْلِسِهَا۔ تو آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اُس کو بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں اور جب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتیں۔ تو حضور پُرنور نورٌ علیٰ نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہو جاتے وَاَخَذَ بِیَدِهَا وَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِیْ مَجْلِسِهٖ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

(ادب المفرد ص۱۳۵ مطبوعہ مصر، ابوداؤد شریف ص۲۱۸ ج ۲ سطر ۹ تا ۱۰، مشکوٰۃ شریف ص۴۰۲ مطبوعہ دہلی، حجۃ اللہ البالغہ ص۱۴۸ ج ۲ مطبوعہ مصر، مدارج النبوۃ فارسی ص۴۶۲ ج ۲، غنیۃ الطالبین ص۱)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ فَقَبَّلْنَا یَدَاہُ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد شریف جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۱۲، الادب المفرد ص۱۴۳، کتاب الاذکار لعلامہ نووی ص۲۴۴، تنویر القلوب ص۲۰ از علامہ کردی مطبوعہ مصر)

قارئین کرام! مجدد الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لڑکے عبداللہ نے بھی یہ روایت اپنے فتاویٰ میں درج کی ہے۔ (مجموعۃ الرسائل و المسائل جلد ۱ ص۵)

حضرت اشیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت مزیدۃ العبدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اشیح رضی اللہ تعالےٰ عنہ چلتے ہوئے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ حَتّٰی اَخَذَ بِیَدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

لہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سنن کی پابندی میں سخت متشدد تھے۔ (سیرت البخاری جلد نمبر ۱ ص۱۸۳ از عبدالسلام مبارک پوری وہابی)

دیوبندی مکتبِ فکر کا ماہنامہ "رشاد" لکھتا ہے کہ آپ اس درجہ متبع سنت تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جن منزلوں پر اُترے تھے اور آپ نے جہاں جہاں نماز پڑھی تھی۔ وہ بھی وہاں نماز پڑھتے تھے۔ مسلمانوں کے ائمہ اور مشہور مفتیوں سے تھے۔ وہ فتویٰ اور اپنے نفس کی مرغوبات میں نہایت محتاط اور دینِ اسلام کے محافظ تھے۔ اُنہوں نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بہ کثرت حدیثیں روایت کیں۔

(ماہنامہ رشاد سیالکوٹ ص۵ جولائی ۱۹۷۳ء)

غیر مقلد وہابی حضرات کے ہفت روزہ "الاعتصام" میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے متبع سنت، عالمِ قرآن اور عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ (الاعتصام لاہور ص۶، ۵ جون ۱۹۵۹ء)

(فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهَا ؕ

یہاں تک کہ اُنھوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دست رحمت پکڑ کر اس کو چُوما تو نبی غیب داں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ فِیْکَ لَخُلُقَیْنِ یُحِبُّھُمَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ؕ تم میں دو عادتیں ایسی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب ہیں۔ (ادب المفرد صفحہ ۸۶ سطر ۲۳-۲۴، مطبوعہ مصر)

ناظرین: مندرجۂ بالا حدیث شریف سے واضح ہے کہ ہاتھ چُومنا نہ فعلِ قبیح ہے اور نہ ہی شرک بلکہ احسن فعل ہے جس کی تحسین رسول ربِّ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے بھی فرمائی ہے۔

حضرت ذارع رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ذارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ وفد عبدالقیس میں تھے جب ہم مدینہ منورہ میں آئے۔ تو ہم نے اپنی سواریوں سے اُترنے میں جلدی کی۔ فَنُقَبِّلُ یَدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَرِجْلَہٗ ؕ تو ہم نے شہنشاہِ عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔

(ابوداؤد شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۱، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۰۲، کتاب الاذکار للنووی صفحہ ۲۲۴)

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دو یہودیوں نے سید الابرار احمدِ مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سوال کیے۔ تو رازدارِ ربِّ العلا، محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا نے ان کے جواب ارشاد فرمائے۔ تو اُن یہودیوں نے جواب سُن کر فَقَبَّلَا یَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ آپ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ اور عرض کیا۔ نَشْھَدُ اَنَّکَ نَبِیٌّ ط ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔

(ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۹۸، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۰، کتاب الاذکار للنووی جلد ۲ صفحہ ۲۷، شرح فقہ اکبر لعلامۃ المغنیسادی صفحہ ۲۲، حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۱۱۱)

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی اپنی تصنیفِ لطیف "مدارج النبوۃ" شریف میں ایک روایت درج فرماتے ہیں کہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۱ ربیع الاول شریف

لہ فخر الوہابیہ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی رقمطراز ہیں کہ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے) مجھ عاجز (ابراہیم میر) کو علم و فضل اور خدمتِ علم حدیث اور صاحبِ کمالات ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حُسنِ عقیدت ہے۔ آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں۔ جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں۔ (تاریخ اہلِ حدیث ص۳۹۸) وہابیہ نجدیہ کے مشہور راسٹر مولوی حکیم عبدالرحیم اشرف "المنبر لائل پور" کے ایڈیٹر بھی لکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی حکمت نے تین عظیم المرتبت شخصیتوں کو پیدا فرمایا۔ جو اس ظلمت کدہ میں اسلام کے مسخ شدہ چہرہ کو اپنے اصل نورانیت کے جلو میں پھر ظاہر کریں۔ اُن حضرات نے قرآن و سنت کے خشک سوتوں کو از سرِ نو جاری کر دیا۔ اسلام کے عقائد کو اس شکل میں پیش کیا۔ جو داعیِ اسلام فداہ روحی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں پیش کیے گئے تھے۔ علماءِ سُو کو بے نقاب کیا گیا۔ اُن کی اجارہ داری کو چیلنج کیا گیا۔ اور واشگاف کیا گیا کہ اُن کے اقوال اِس قابل تو ضرور ہیں کہ اُنہیں جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ لیکن اس لائق ہرگز نہیں کہ اُنہیں اسلام کی تفسیر و تعبیر کے طور پر حجتِ شرعی بنایا جائے۔ یہ عظیم تجدیدی کارنامہ جن تین پاکباز نفوس نے انجام دیئے۔ اُن کے اسمِ گرامی یہ ہیں:-

(۱) حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنہیں دُنیائے اسلام مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کرتی ہے۔

(۲) شیخ عبدالحق محدث دہلوی جنہوں نے اس ملک میں حدیثِ نبویؐ کے علوم کو عام کیا۔

(۳) الشیخ احمد بن عبدالرحیم جنہیں عالمِ اسلام شاہ ولی اللہ کے نام سے پکارتا ہے۔

(الاعتصام ص۹۔ ۱۹ مارچ ۱۹۵۸ء)

وہابیہ نجدیہ کی اہلِ حدیث کانفرنس دہلی کے خطبہ استقبالیہ میں ہے کہ دسویں صدی ہجری میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نشر و اشاعت قرآن و حدیث پر کافی توجہ۔ (اہلحدیث امرتسر ص۔ ۱۰ اپریل)

کو نورِ مجسم شفیعِ معظّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سراپا اقدس میں اپنے لشکر سمیت رخصت کی اجازت حاصل کرنے کے ارادہ سے حاضر ہوئے:۔

"و بر بالین شریف حاضر شد۔ و سر مبارک را پیش برد۔ سر و دست مبارکش تقبیل نمود۔ اور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے سرہانے کھڑے ہوگئے۔ اور اپنے سر کو جھکا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک اور ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا۔ (مدارج النبوت شریف فارسی جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۸۶)

حضرت وازع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت وازع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوتے۔" مگر ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورتِ مبارکہ سے ناآشنا تھے تو کسی نے ہم کو کہا۔ ذَالِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ط یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں:۔ فَاَخَذْنَا بِیَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ فَقَبَّلْنٰھُمَا ط تو ہم نے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھ اور پاؤں کو پکڑ کر بوسہ دیا۔ (ادب المفرد للبخاری صفحہ ۱۴۴ سطر ۸۷، تنویر القلوب صفحہ ۲۰ سطر ۹ تا ۱۰ مطبوعہ مصر)

امامِ اجل جلال الدین سیوطی[1] علیہ الرحمۃ اپنی معرکۃ الآرا مبارک تصنیف خصائص الکبریٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کی شکایت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پُر نور نُورٌ علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

---

[1] مشہور محقق علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ امام اجل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اُنہوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حالتِ بیداری میں پچھتر مرتبہ بالمشافہ زیارت کی ہے۔ (میزان الکبریٰ صفحہ ۴۴ مطبوعہ مصر) جمعیت وہابیہ کا ترجمان "الاعتصام" میں علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ کو علامہ ابنِ حجر عسقلانی کا شاگرد قرار دیا ہے نیز ان کی شانِ عظمت میں آسمانِ علم کے مہر و ماہ جیسا عظیم الشان لقب دیا ہے۔ (الاعتصام صفحہ ۶، ۲۲ جون ۱۹۵۶ء)

وآلہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کی۔ تو حبیب ربّ العالمین، رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔ کیا تو اُس پر ناراض رہتی ہے؟ اُس نے عرض کیا۔ ہاں! تو سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم اپنے سروں کو ایک دوسرے کے قریب کرو۔ تو رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن دونوں کے سروں کو اس طرح ملایا کہ عورت کی پیشانی اُس کے خاوند کی پیشانی سے ملی اور دُعاء فرمائی۔ اے اللہ! ان دونوں میں اُلفت ومحبت پیدا فرما دے۔ اُن کی ایک دُوسرے ساتھی سے محبت پیدا فرما دے۔ کچھ عرصہ بعد وہ عورت شفیعِ معظم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ فَقَبَّلَتْ رِجْلَيْهِ تو آپ کے مُبارک پاؤں کو بوسہ دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اور تمہارا خاوند کیسے ہو؟ تو اُس نے عرض کیا کہ حضور! نہ وہ بچوں کی طرح ہے اور نہ ہی بدشکلوں کی طرح ہے۔ اور اُسے مجھ سے زیادہ کوئی بچہ بھی محبوب نہیں یعنی وہ میرے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک کرتا ہے، تو رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: اَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ تو حضرت سیدنا عُمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی عرض کیا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ (خصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۸۶ سطر ۵ تا ۹، دلائل النبوت لابُونعیم جلد ۲ صفحہ ۱۶۵)

"تمہارے مُنہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی"

حضرت مزیدۃ العصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف تاریخ الکبیر[1] میں روایت درج فرمائی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سعد العبدی رضی اللہ تعالیٰ

---

[1] شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ تاریخ الکبیر کے متعلق لکھتے ہیں کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ جب اٹھارہ سال کے ہوئے۔ تو سلسلۂ تصنیف شروع کیا۔ اور فضائل صحابہ وتابعین اور اُن کے اقوال کا ذخیرہ فراہم کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اس کو ایک مجموعہ کی شکل دے کر اور مرتب کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پر کتاب التاریخ کا مسودہ شروع کر دیا۔ آپ راتوں کو چاند کی روشنی میں [illegible]

عنہ فرماتے ہیں کہ میں مزیدۃ العصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ وہ فرماتے ہیں: اَتَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَنَزَلْتُ اِلَیْہِ فَقَبَّلْتُ یَدَہٗ ٭ ہم نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ تو میں نے حضرت کے قریب ہو کر ان کے دستِ مبارک کو چوم لیا۔ (تاریخ الکبیر جلد ۳ ص۱۳۱ مطبوعہ بیروت)

دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے مولوی یوسف صاحب کاندھلوی نے اپنی کتاب "حیات الصحابہ" میں یہ روایت درج فرمائی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے صاحبزادہ کو ساتھ لیے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلام کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہاں بیٹھو، یہاں بیٹھو اور ان کو اپنی دائیں جانب بٹھا لیا اور فرمایا۔ انصار کے لیے مرحبا ہو۔ انصار کے لیے مرحبا ہو۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کھڑا کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ صاحبزادہ بھی بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اور قریب آؤ۔ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب بڑھا۔ اور آپ کے دونوں ہاتھ چومے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں انصار میں سے ہوں اور انصار کی اولاد میں سے ہوں۔ یہ سن کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا اکرام فرمائے۔ جس طرح پر کہ آپ نے ہم لوگوں کا اکرام کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پہلے کہ میں تمہارا اکرام کروں تم لوگوں کو اکرام سے نوازا ہے۔ بلاشک، تم لوگ میرے بعد اپنے اوپر ترجیح دیکھو گے۔ تم صبر کرتے رہنا۔ یہاں تک کہ مجھ سے حوض (کوثر) پر ملو۔ (حیات الصحابہ ص۴۳۹ حصہ دوم مطبوعہ دہلی)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان

علامہ بدرالدین عینی حنفی شارح بخاری علیہ الرحمۃ الباری نے حدیث شریف درج فرمائی ہے کہ:۔

اِنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ نَذَرْتُ اِنْ فَتَحَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَیْکَ بِمَکَّۃَ اِنْ اٰتِیَ الْبَیْتَ

فَاَقْبَلَ اَسْفَلَ الْاَسْكِفَةِ فَقَالَ قَبِّلْ قَدَمَيْ اُمِّكَ وَقَدْ وَفَيْتَ نَذْرَكَ ط

ترجمہ:- بے شک ایک آدمی نبی کریم علیہ افضل الصلوٰت والتسلیم کے پاس آیا۔ اس نے عرض کی کہ میں نے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکہ مکرمہ پر فتح دی تو میں بیت اللہ کے پاس جاؤں گا اور اس کی چوکھٹ کو بوسہ دوں گا۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی والدہ کے دونوں پاؤں کو بوسہ دو۔ تمہاری نذر پوری ہو جائے گی۔

(عمدۃ القاری ص۲۸ جلد ۱۰ مطبوعہ مصر)

صفوان بن عباد سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی کو کہا کہ آؤ اس نبی سے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ط کے متعلق پوچھیں۔

پس ان دونوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا۔ آپ نے ان کو جواب ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ اور اسراف نہ کرو۔ زنا نہ کرو۔ کسی نفس کو قتل نہ کرو۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ مگر حق کے ساتھ جادو نہ کرو۔ سود نہ کھاؤ۔ کسی بڑے کو لے کر کسی غلبے والے کے پاس نہ جاؤ۔ کہ وہ اس کو قتل کر دے۔ کسی پر الزام نہ دو۔ پاکدامن عورت کو خصوصاً ہفتہ کے روز تجاوز نہ کرو۔ ان دونوں یہودیوں نے سن کر

فَقَبَّلَا يَدَهٗ وَرِجْلَهٗ وَقَالَا نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِيٌّ ط

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔ اور کہا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۱۱۷ و ص۱۱۸ مطبوعہ مصر)

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ نے عداس کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فَاَكَبَّ عَدَّاسُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَ رَاْسَهٗ وَيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ قَالَ يَقُوْلُ اِبْنَا رَبِيْعَةَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اَمَّا غُلَامُكَ قَدْ اَفْسَدَهٗ عَلَيْكَ فَلَمَّا جَاءَ اِلَيْ جَاءَهُمَا عَدَّاسُ قَالَا لَهٗ وَيْلَكَ يَا عَدَّاسُ مَالَكَ تُقَبِّلُ رَاْسَ هٰذَا الرَّجُلِ وَيَدَيْهِ وَقَدَمَيْهِ ط

عداس کا عقیدہ

عداس نے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک اور ہاتھوں اور پاؤں مبارک کو جھک کر بوسہ دیا۔ تو حضور پر نور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس پر ربیعہ کے دو بیٹوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخصیت کے سامنے تیرے غلام کی عقل ختم ہوگئی ہے۔

جب عداس اُن کے سامنے آیا تو عداس سے کہا کہ اے عداس! افسوس ہے تجھ پہ کہ تو اس شخص کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دے رہا ہے! تو اُس نے جواب میں کہا:-

يَا سَيِّدِيْ مَا فِي الْاَرْضِ خَيْرٌ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ لَقَدْ اَخْبَرَنِيْ بِاَمْرٍ لَا يَعْلَمُهٗ اِلَّا نَبِيٌّ ؕ

اے میرے سردار زمین پر اس شخص سے بہتر کوئی شخصیت نہیں ہے۔ اس ہستی نے مجھے وہ خبر دی ہے کہ جس کو صرف نبی ہی جانتا ہے۔

(کتاب الوفا۔ باحوال المصطفیٰ جلد ۱ صفحہ ۲۱۱ مطبوعہ مصر)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

علامہ عبد الرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف لطیف شواہد النبوۃ میں درج فرمایا ہے۔ کہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت آکر سلام کیا۔ جب کہ اُن کی بصارت ختم ہو چکی تھی۔ اُنہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ اور پوچھا۔ آپ کون ہیں؟

میں نے کہا کہ محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں تو حضرت جابر نے کہا۔ اے فرزند من پیشتر آئے! پیشتر آمدم دست مرا بوسید پس میل کرد تا پائے مرا بوسد من دور شدم)

اے میرے بیٹے! میرے نزدیک آؤ! میں قریب ہوا۔ تو اُنہوں نے میرے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پاؤں چومنے ہی والے تھے کہ میں اُن سے پرے ہو گیا۔ تو اُنہوں نے فرمایا۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ پر سلام بھیجا ہے۔ میں نے اُن سے کہا حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بھی صلوٰۃ و سلام ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی برکت و رحمت ہو۔

پھر میں نے پوچھا کہ اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سب کچھ کیونکر ہوا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک دن میں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ تو آپ نے مجھے فرمایا۔ اے جابر شاید تمہاری ملاقات میرے ایک فرزند سے

ہو۔ کہ جس کو محمد بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اُسے انوار و حکم عطا فرمائے گا۔ تم اُسے میرا سلام کہنا۔ (شواہد النبوۃ فارسی ص۱۵۱)

مندرجہ بالا احادیث شریفہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا رحمۃ للعالمین سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک ہاتھوں اور پاؤں کو چومنا ثابت ہے اب آپ کے سامنے وہ روایات پیش کی جاتی ہیں جن میں خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور اہلِ بیت عظام کا ایک دوسرے کے ہاتھ پاؤں چومنا ثابت ہے۔

خلفاء راشدین علیہم الرضوان کی سُنت

امیر المومنین فی الحدیث سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الباری کی شخصیت سے کون واقف نہیں

حضرت عمر فاروق اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ الباری جیسی

؎ امام بخاری علیہ الرحمۃ کی تدفین کے بعد قبر سے ایک نہایت تیز خوشبو پھیلی جس کو مورخین عنبر اور مشک سے بھی بڑھی ہوئی لکھتے ہیں اور اس خوشبو کا اس قدر شہرہ ہے بیان کرتے ہیں کہ دور دراز سے لوگ اس خبر کی تصدیق کے لیے آتے اور مٹی لے جاتے تھے۔ (مقدمہ فتح الباری از ابنِ حجر عسقلانی سیرت البخاری ص۱۱ اخبار اہلِ حدیث امرتسر ۲۴ نومبر ۱۹۱۱ء، ماہنامہ القاسم دیوبندی رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ، الاعتصام ۵ فروری ۱۹۵۹ء، تنظیم اہلِ حدیث لاہور ص۳)

عبدالواحد طوسی علیہ الرحمۃ جو کہ اکابر علماء میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ اُن کے اصحاب بھی اُن کے ساتھ ایک جگہ کھڑے ہیں اور کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ میں نے سلام عرض کرنے کے بعد عرض کیا۔ حضور! کس کا انتظار ہے؟ تو فرمایا اَنْتَظِرُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِیْلَ میں محمد بن اسماعیل یعنی امام بخاری کا منتظر ہوں تو چند روز کے بعد امام بخاری کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی تو میں نے اپنی خواب کے وقت کو ملایا۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انتقال کا وہی دن اور وہی وقت نکلا۔ (مقدمہ فتح الباری، بستان المحدثین فارسی ص۱۷۱، سیرت البخاری ص۴، مشارق الانوار ص۵) (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری)

شخصیت جن پر سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھی انبیاء کرام علیہم السلام میں ناز ہے۔ تحریر فرماتے ہیں :۔ ابوعبیدہ بن الجراح بوسہ بر دستِ أمیر المؤمنین عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ مبارک پر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوسہ دیا۔ (کیمیائے سعادت فارسی ص۱۹۴ سطر ۸ مطبوعہ دہلی، عوارف المعارف للشیخ شہاب الدین سہروردی ص۱۶۰ سطر ۱۷، ۱۸)

اس روایت کو وہابیہ نجدیہ کی نہایت ہی معتبر شخصیت محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لڑکے عبداللہ نے اپنے فتاویٰ میں درج کیا ہے۔ (مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیہ جلد ۱ ص۸۲ جلد ۱ ص۳۵)

حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

شیخ الاسلام ابوالقاسم عبدالکریم ہوازن القشیری، شیخ المحدثین عبدالحق محدث

ف علامہ ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمۃ کے متعلق داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "استاد امام و زین الاسلام ابوالقاسم عبدالکریم ہوازن القشیری اندر زمانہ خود بدیع بود و قدرش رفیع و منزلتش بزرگ و معلوم است اہلِ خانہ را در روزگار وے و انواع فضلش و اندر ہر فن او را لطائف بسیار است و تصانیف جملہ بالتحقیق خداوند تعالیٰ احوالِ و زبان وے را از حشو محفوظ گردانیدہ است۔ (کشف المحجوب فارسی) آپ کا انتقال ۴۶۵ھ کو ہوا۔

ف عارف شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام پر امام غزالی کی وجہ سے فخر فرما رہے تھے۔ اور اُن سے فرماتے ہیں کیا تمہاری اُمت میں بھی کوئی ایسا آدمی ہے تو دونوں حضرات نے عرض کی نہیں ؟

(روض الریاحین عربی للیافعی ص۲۱، ص۴۵۵، جامع کرامات الاولیاء للنبہانی، شواہد الحق للنبہانی، جمال الاولیاء، ص۹۳ ، از اشرف علی تھانوی دیوبندی)

فقیر ابوالحامد محمد ضیاء اللہ القادری عفرلہٗ

دہلوی، شیخ الاسلام ابنِ حجر مکی، علامہ یافعی علیہم الرحمۃ نے اپنی اپنی مستند کتب میں ایک روایت درج فرمائی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہونے لگے۔ تو سیدنا عبد اللہ بن عباس نے ادباً عرض کیا کہ اے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا جان کے صاحبزادے آپ ٹھہر جائیں۔ یعنی رکاب کو نہ پکڑیں تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ علماء کی تعظیم کریں تو یہ سن کر فَاَخَذَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ یَدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَبَّلَھَا ۝ ترجمہ:- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اس کو بوسہ دیا۔ اور عرض کیا: ھٰکَذَا اُمِرْنَا اَنْ نَفْعَلَ بِاَھْلِ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ۝ ترجمہ: ہم کو بھی اسی طرح حکم دیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت کی تعظیم کریں۔

(رسالہ قشیریہ ص۱۶۷ سطر ۱۲ تا ۱۵، مدارج النبوۃ فارسی جلد ۲ ص۶۹۱، صواعق محرقہ عربی ص۲۲۸، مرآۃ الجنان جلد ۱ ص۱۲۳ از علامہ یافعی)

وہابیوں کے مجدد محمد بن عبد الوہاب نجدی کے لڑکے عبد اللہ نے بھی اس روایت کو اپنے فتاویٰ میں درج کیا ہے۔ دیکھئے: مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیہ جلد ۱ ص۸۳)

حضرت انس اور ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، اَمَسِسْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِیَدِکَ ط کیا آپ نے نبیِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک کو چھوا ہے؟ تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔ نَعَمْ ہاں! فَقَبَّلَھَا تو حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ چوم لیا۔ (الادب المفرد للبخاری ص۱۴۴ سطر ۱۲، تنویر القلوب ص۲)

---

[1] حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو ہزار دو سو چھیاسی ۲۲۸۶ احادیث شریفہ مروی ہیں۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان میں آپ کی روایات تیسرے درجہ پر ہیں۔ آپ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بارہ سال بطور خادم رہے ہیں۔ آپ کا انتقال ۹۳ھ میں ہوا۔ [2] حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی ہیں جو نو سال نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مبارک میں رہے۔

سطر ۷ تا ۹، دارمی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۱)

حضرت سلمہ بن اکوع اور عبداللہ بن رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ

حضرت عبداللہ بن رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم مقام ربذہ سے گزر کر رہے تھے ہمیں معلوم ہوا کہ یہاں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقیم ہیں۔ ہم نے اُن کی خدمت میں حاضری دی اور اُن کو سلام عرض کیا۔ فَاَخْرَجَ یَدَیْهِ فَقَالَ بَایَعْتُ بِهَاتَیْنِ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَخْرَجَ کَفًّا لَهٗ ضَخْمَةً كَاَنَّهَا كَفُّ بَعِیْرٍ فَقُمْنَا اِلَیْهَا فَقَبَّلْنَاهَا ؕ ترجمہ: تو انہوں نے اپنے ہاتھ (چادر یا آستین سے) باہر نکالے اور فرمانے لگے کہ میں نے ان ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی۔ آپ نے اپنی ہتھیلی سامنے کی۔ جو اونٹ کے پنجے کی طرح بھاری اور گداز تھی۔ ہم کھڑے ہوتے اور اُس کو چوم لیا۔

(ادب المفرد للبخاری صفحہ ۱۴۴ سطر ۱ تا ۳ مطبوعہ تنویر القلوب صفحہ ۲)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ

فقیہ ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ نبئ مکرم، رسولِ محتشم، شفیعِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق مروی ہے کہ جب وہ اپنے سفر سے واپس آتے تو ایک دوسرے سے معانقہ کرتے: وَیُقَبِّلُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ؕ ترجمہ: اور ایک دُوسرے کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے۔

(بُستان العارفین عربی بر حاشیہ تنبیہ الغافلین صفحہ ۱۶ مطبوعہ مصر)

حضرت علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ[1] نے ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت جمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اُمّ ولد ہیں روایت کرتی ہیں کہ

---

[1] غیر مقلدین وہابی حضرات کے مولوی ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ شیخ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ مکہ شریف میں مفتی حجاز تھے۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ (حاشیہ تاریخ اہلحدیث صفحہ ۳۹۲) (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری)

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا۔ اِذَا اَتَی اَنَسٌ قَالَ یَاجَارِیَۃُ هَاتِی لِی طِیْبًا اَمْسَحُ یَدَیَّ فَاِنَّ ابْنَ اُمِّ ثَابِتٍ لَایَرْضٰی حَتّٰی یُقَبِّلَ یَدَیَّ ۔ جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے پاس آتے تو وہ اپنی لونڈی کو فرماتے کہ میرے لیے خوشبو لاؤ تاکہ میں اپنے ہاتھوں کو لگاؤں۔ کیونکہ اُمِ ثابت کا بیٹا جب تک میرے ہاتھ کو بوسہ نہ دے لے خوش نہیں ہوتا۔ (مجمع الزوائد جلد ۹ ص۳۲۰ سطر ۱ تا ۳)

قارئینِ کرام، مستند کتبِ احادیث سے واضح ہوا کہ ہاتھ اور پاؤں کو چومنا یہ سنّتِ قولی، سنّتِ فعلی اور سنّت تقریری ہے۔ اس پر سجدہ اور شرک یا بدعت و حرام کا فتوےٰ لگانا سراسر جہالت ہے۔

دیوبندی اور غیر مقلد اہلحدیث حضرات اس کو حرام، بدعت بلکہ شرک گردانتے ہیں۔ اِس لیے وہ اہل سنّت وجماعت نہیں ہیں۔

ہاتھ اور پاؤں چومنا سجدہ نہیں ہے!

دیوبندی حضرات ہاتھ اور پاؤں چومنے کو سجدہ قرار دیتے ہیں۔ اہلسنت و جماعت ہاتھ اور پاؤں چومنے کو سجدہ قرار نہیں دیتے کیونکہ شریعت مطہرہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سجدہ کی تعریف سجدہ کے وقت سات اعضاء کا زمین پر لگنا ہے جیسا کہ کتب احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ امام المحدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ الباری نے صحیح بخاری میں بَابُ السُّجُوْدِ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْظُمٍ کا باب باندھ کر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت درج کی ہے کہ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْضَاءٍ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ سجدہ سات اعضاء پر کیا جائے۔ (صحیح البخاری ص۹۴ مطبوعہ مصر، طبرانی شریف ص۳۶ ج ۱)

امام ابو عیسٰے ترمذی رحمۃ اللہ القوی نے سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَہٗ سَبْعَةُ اٰدَابٍ وَجْھُہٗ وَکَفَّاہُ وَرُکْبَتَاہُ وَقَدَمَاہُ۔ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب بندہ سجدہ کرے تو اس کے سات اعضاء چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں بھی اس کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں۔ (منتخب الحسنین من کلام سید الکونین ص۲، ترمذی شریف ص۳۵ ج ۱ مطبوعہ دہلی نصب الرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ ص۳۸۴)

حضرت عبداللہ ابن عباس اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی اور فرمایا۔ اَنْ تَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْظُمٍ کہ سجدہ سات اعضاء سے کریں۔ (مسانید امام اعظم ص۲۹۶ ج ۱ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صاحب لولاک محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا۔ اَلْاِنْسَانُ یَسْجُدُ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْظُمٍ جَبْھَتِہٖ

وَيَدَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَصُدُوْرِ قَدَمَيْهِ فَإِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ كُلَّ عُضْوٍ مَوْضِعَهُ۔ کہ انسان جب سجدہ کرے سات اعضا یعنی پیشانی، دونوں ہاتھ۔ دونوں گھٹنے دونوں پاؤں کے اگلے حصوں کے ساتھ تو اس کو چاہیئے کہ ہر عضو کو اپنی اپنی جگہ پر رکھے۔

(جامع مسانید الامام الاعظم ص۱۱۲ ج۱، طبرانی شریف ص۳۶)

امام اجل جلال الدین السیوطی علیہ الرحمۃ روایت درج فرماتے ہیں کہ اَلسُّجُوْدُ عَلٰی سَبْعَةِ أَعْضَاءِ الْيَدَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْجَبْهَةِ۔ سجدہ سات اعضاء دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں، دونوں گھٹنوں اور پیشانی سے ہوتا ہے۔ (جامع صغیر ص۳۲ ج۲ مطبوعہ مصر)

عارف باللہ الشیخ محمد امین الکردی الاربلی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں۔ اَلسُّجُوْدُ عَلَى الْأَعْضَاءِ السَّبْعَةِ الَّتِيْ هِيَ الْجَبْهَةُ وَالرُّكْبَتَانِ وَبَاطِنَا الْكَفَّيْنِ وَأَطْرَافُ بُطُوْنِ أَصَابِعِ الْقَدَمَيْنِ وَأَنْ يَكُوْنَ السُّجُوْدُ عَلَى الْأَعْضَاءِ السَّبْعَةِ فِيْ آنٍ وَّاحِدٍ۔ سجدہ سات اعضا جو کہ پیشانی، دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں کی انگلیوں کے کنارے لگانے سے ہوتا ہے اور سجدہ سات اعضا پر ایک ہی وقت میں ہونا چاہیئے۔

(تنویر القلوب فی معاملۃ علام الغیوب ص۱۳۴ مطبوعہ مصر)

غیر مقلدین کے مستند عالم مولوی سلیمان صاحب منصور پوری بھی سجدہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (سجدہ) اصطلاح شریعت محمدیہ میں پیشانی اور ناک کو زمین پر لگانا اس طرح سے کہ دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں بھی زمین سے لگی ہوئی ہوں۔ رانیں پیٹ سے الگ ہوں اور بازو پہلوؤں سے الگ۔ اس اصطلاح کو اب حقیقت شرعیہ کہا جاتا ہے۔ (الجمال والکمال ص۱۱۰ تا ۱۱۱)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے اظہر من الشمس ہے کہ سجدہ میں زمین پر سات اعضا لگیں تو سجدہ ہے ورنہ سجدہ نہیں۔ کیونکہ سجدہ کے لیے سات اعضا کا لگنا ضروری ہے۔ اگر چھ اعضا لگیں تب بھی سجدہ نہیں خواہ انسان نماز میں ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا ہاتھ پاؤں چومنے کو سجدہ میں شمار کرنا کس قدر کم علمی اور جہالت ہے کیونکہ اس میں تو سات اعضا زمین پر نہیں لگتے۔

سجدہ میں نیت کا بھی دخل ہے۔ ایک شخص یوں ہی سجدہ کی شکل میں ہے جبکہ اس کی نیت، قیام، رکوع اور سجود کی نہیں۔ تو کیا اس کو اس کا ثواب ملے گا؟ ہر گز نہیں۔ کیونکہ ثواب حاصل

کرنے کے لیے نیت شرط ہے۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ۔ یعنی اعمال کے ثواب کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ (صحیح بخاری شریف صہ ۲)

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَامِکُمْ وَلَا اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ ۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور صورتوں کو ہی نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کی نیتوں کو دیکھتا ہے۔

(صحیح مسلم شریف، الترغیب والترہیب للمنذری صہ ۲۴)

مندرجہ بالا کتب احادیث سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ ہاتھ اور پاؤں چومنا سجدہ نہیں ہے۔ سرورِ کائنات، باعثِ تخلیق کائنات محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات والتسلیمات نے بھی ہاتھ اور پاؤں چومنے کو سجدہ قرار نہیں دیا۔ جیسا کہ امام اہلسنت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ میں اور اہلِ سنت وجماعت کے ذو عظیم فقیہہ علامہ ابنِ عابدین شامی علیہ الرحمۃ نے ردّ المختار میں اور ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ نے تنبیہ الغافلین میں اور علامہ کردی علیہ الرحمۃ نے تنویر القلوب میں ایک روایت حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نقل فرمائی ہے۔

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ میں علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے ردّ المختار میں علامہ فقیہہ سمرقندی نے تنبیہ الغافلین علامہ کردی اربلی علیہ الرحمۃ نے تنویر القلوب میں ایک روایت حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نقل فرمائی ہے۔ کہ ایک اعرابی نے احمد مجتبیٰ مالکِ ہر دو سرا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے معجزہ طلب کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا:۔ قُلْ لِتِلْکَ الشَّجَرَۃِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَدْعُوْکِ ۔ اس درخت کو کہو کہ تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں کہ حضرت

لہ غیر مقلد وہابی حضرات کے امام العصر مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے شفا کو بے نظیر کتاب قرار دیا ہے دیکھئے منشا اخبار اہلحدیث امرتسر صہ ۶، ۲۷ مئی ۱۹۳۲ء) دیوبندی فرقہ کے سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ ماخذ کتب شمائل میں سب سے ضخیم اور بڑی کتاب الشفا فی حقوق المصطفیٰ قاضی عیاض کی اور اس کی شرح نسیم الریاض خفاجی کی ہے (خطبات مدارس صہ ۹۶) قاضی سلیمان منصور پوری نے قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھا ہے کہ عیاض بن موسیٰ صوبہ غرناطہ کے شہر سبتہ کے قاضی، فقہ، تفسیر حدیث وسائر علوم کے امام تھے (رحمۃ للعالمین جلد ۲ صہ ۳۱۲) (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری عفرلہ)

بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ درخت دائیں بائیں آگے اور پیچھے جھکا جس سے اُس کی جڑیں ٹوٹ گئیں۔ پھر وہ زمین کو کھودتا اپنی جڑوں کو کھینچتا ہوا خاک اُڑاتا ہوا اور آگے بڑھتا ہوا بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے :۔

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه" اعرابی نے کہا۔ اب اِس کو اپنی جگہ پر لوٹنے کا حکم فرمائیے۔ تو نبیٔ مختار حبیبِ کردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر درخت واپس اُسی جگہ جا کر کھڑا ہو گیا۔ معجزہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کیا :۔ اِئْذَنْ لِيْ اَسْجُدْ لَكَ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم فرماتا۔ کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو بلا شک عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ بعد ازیں اس نے عرض کیا :۔ اِئْذَنْ لِيْ اَنْ اُقَبِّلَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ فَاَذِنَ لَهٗ مجھے اجازت مرحمت فرمائیے کہ میں آپ کے مبارک ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دوں۔ تو ہادیٔ سُبل ختمِ رُسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے کی اجازت عنایت فرمادی۔ (شفاء شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۶، تنبیہ الغافلین صفحہ ۲۶۲، شامی شریف جلد ۵ صفحہ ، تنویر القلوب کردی صفحہ ۱۹۹)

وہابیوں دیوبندیوں کے فتویٰ کی بیخ کنی

دیوبندی اور وہابی حضرات ہاتھ اور پاؤں چومنے کو سجدہ قرار دیتے ہیں۔ اور شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر مندرجہ بالا حدیث شریف سے وہابیہ اور دیابنہ کے فتویٰ کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔

نیز اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہو جاتا ہے کہ ہاتھ اور پاؤں چومنا یہ سجدہ نہیں ہے۔ اگر یہ سجدہ ہوتا یا یہ سجدہ میں شمار ہوتا۔ تو نبیٔ الحرمین وسیلتنا فی الدارین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جیسے سجدہ کرنے کی اجازت نہ دی تھی اسی طرح اس کی اجازت نہ دیتے بلکہ فرما دیتے کہ ہاتھ پاؤں چومنا بھی تو سجدہ ہے۔ مگر حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سجدہ کی اجازت نہ دینا اور ہاتھ پاؤں چومنے کی اجازت مرحمت فرما دینا یہ واضح دلیل ہے کہ ہاتھ اور پاؤں چومنا سجدہ نہیں۔

قارئینِ کرام! اب تو اظہر من الشمس ہے کہ ہاتھ اور پاؤں چومنے کو سجدہ قرار دینے والے دیوبندی حضرات اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔

محفلِ میلاد شریف

دیوبندی اور اہلحدیث حضرات کے نزدیک محفلِ میلاد شریف منعقد کرنا، میلاد پر خوشی کرنا بدعت اور حرام ہے۔ اہلسنت وجماعت حضرات کے نزدیک محفلِ میلاد شریف کرنا جائز، اور باعثِ برکت ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا۔ (پ۱۱ ع۱۱) — تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیئے کہ خوشی کریں۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ (پ۳۰ ع۱۸) — اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

اِن آیات سے اللہ تعالیٰ کا حکم واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل، رحمت اور نعمت پر خوب خوشی کا اظہار کرو اور چرچا بھی کرو۔ اب کون سا مسلمان ہے جو کہ سرورِ عالم، نورِ مجسّم، شفیعِ اعظم، خلیفۃ اللہ الاعظم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذاتِ بابرکات کو اللہ تعالیٰ کا فضل، اس کی رحمت اور اس کی نعمت نہیں سمجھتا۔ بلکہ آپ تو رحمۃ للعالمین اور اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ ہیں۔ جن کی بعثت شریفہ کا اللہ تعالیٰ نے احسان جتایا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا۔ (پ۴ ع۸) — بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

یہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مرسلینِ عظام کی تمنا ہیں جن کی آمد آمد کی بشارت اور خوشخبری انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ۔ (پ ۲۸ ع ۹) — اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی :۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا۔ (پ ۷ ع ۵) — اے اللہ اے رب ہمارے! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی۔

قارئین عظام! جس دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مائدہ۔ دسترخوان نازل ہو تو پیغمبر خدا اُس دن کو اپنے پہلوں اور بعد میں آنے والوں کے لیے عید اور خوشی کا دن قرار دیں۔ تو جس دن محبوب رب کائنات، دعائے خلیل، نوید مسیحا، شافع روز جزا، شب اسریٰ کے دولہا، کل کائنات کے ملجا و ماویٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لادیں تو وہ دن پوری دنیائے اسلام کے لیے کیوں نہ عید اور خوشی کا دن ہو ؎

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑہ نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل، رحمت اور نعمت کا چرچا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ تو چرچا تب ہی ہو سکے گا جب ان کا ذکرِ خیر کیا جائے، ان کی تعریف و توصیف اور معجزات کا ذکرِ خیر کیا جائے۔ مستند کتبِ سیر کا مطالعہ کیا جائے جو کہ مخالفین اور منکرین کے نزدیک بھی مستند ہیں۔ ان میں بھی حضور پُرنور محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد آمد، ولادتِ باسعادت کے پُرکیف پُرسرور اور وجد آفریں واقعات ایمان کو تازگی بخشتے ہیں۔

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ۔ (پ ۱۳ ع ۱۳) — اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔

مفسرین عظام علیہم الرحمۃ نے اسی آیت کے تحت فرمایا ہے کہ ایام اللہ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالے نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے ہیں۔

ناظرین کرام! جس دن حضور پر نور نور علی نور، شافع یوم النشور، مسلمانوں کے دلوں کے سرور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے وہ دن بھی ایام اللہ میں سے ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا حکم ہے :-

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللهِ۔ ؍ اور یاد دلاؤ ان کو اللہ کے دن۔

لہٰذا اس دن کو یاد دلانے کا سب سے بہترین طریقہ محفل میلاد مصطفےٰ منانا ہے۔ جو کہ مسلمان بڑے اہتمام سے مناتے ہیں۔ اور ان پر فتوے بازی اور حرام قرار دینے والے حضرات کو عبرت و نصیحت حاصل کرنی چاہیئے۔

تفسیر روح البیان

میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ نے آیت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

وَمِنْ تَعْظِيْمِهٖ عَمَلُ الْمَوْلِدِ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مُنْكَرٌ قَالَ الْاِمَامُ السُّيُوْطِيُّ قُدِّسَ سِرُّهٗ يُسْتَحَبُّ لَنَا اِظْهَارُ الشُّكْرِ لِمَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ (تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۵۶)

اور میلاد شریف کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے جب کہ وہ بری باتوں سے خالی ہو۔ امام سیوطی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اکرم علیہ السلام کی ولادت باسعادت پر اظہار شکر کرنا مستحب ہے۔

حافظ ابن حجر اور امام سیوطی علیہما الرحمۃ

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ نے تفسیر روح البیان میں تحریر فرمایا ہے :-

وَقَدِ اسْتَخْرَجَ لَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ اَصْلًا مِّنَ السُّنَّةِ وَكَذَا الْحَافِظُ السُّيُوْطِيُّ وَرَدَّا عَلَى الْفَاكِهَانِيِّ قَوْلَهٗ اِنَّ عَمَلَ الْمَوْلِدِ بِدْعَةٌ مَّذْمُوْمَةٌ۔

اور حافظ ابن حجر اور حافظ سیوطی نے میلاد شریف کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور ان لوگوں کا رد کیا ہے جو کہ میلاد شریف کو بدعت سیئہ کہہ کر منع کرتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان ص ۵۶ ج ۹)

صحیح بخاری شریف

امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ نے روایت نقل کی ہے کہ :-

فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَهَبٍ اُرِيَهٗ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِيْتَ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَكُمْ خَيْرًا اِنِّيْ سُقِيْتُ فِيْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ -

جب ابولہب مرگیا تو اُس کے گھر والوں میں سے کسی نے اس کو خواب میں بُرے حال میں دیکھا پوچھا کیا گذری۔ تو ابولہب نے کہا تم سے علیحدہ ہو کر مجھے کوئی خیر بھلائی نصیب نہیں ہوئی مگر ثویبہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے مجھے اس انگلی (شہادت کی انگلی) سے پانی ملتا ہے جس انگلی سے اشارہ کر کے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ

جو کہ شارح بخاری ہیں، اسی روایت کے ماتحت شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :-

ذَكَرَ السُّهَيْلِيُّ اَنَّ الْعَبَّاسَ قَالَ لَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَهَبٍ رَاَيْتُهٗ فِيْ مَنَامِيْ بَعْدَ حَوْلٍ فِيْ شَرِّ حَالٍ فَقَالَ مَا لَقِيْتُ بَعْدَكُمْ رَاحَةً اِلَّا اَنَّ الْعَذَابَ يُخَفَّفُ عَنِّيْ فِيْ كُلِّ يَوْمِ اِثْنَيْنِ وَذٰلِكَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَكَانَتْ ثُوَيْبَةُ بَشَّرَتْ اَبَا لَهَبٍ بِمَوْلِدِهٖ فَاَعْتَقَهَا۔

(فتح الباری ج ۹ ص ۱۴۵ مطبوعہ بیروت)

حضرت سہیلی علیہ الرحمۃ نے ذکر فرمایا ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مرگیا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت بُرے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم سے جدا ہونے کے بعد مجھے کوئی راحت اور آرام نصیب نہیں ہوا۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہر پیر کے روز مجھ سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ اس لیے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ پیر کے روز ہوئی اور ثویبہ لونڈی نے ابولہب کو حضور کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اس خوشی میں اسکو آزاد کر دیا تھا۔

قارئین کرام! ابولہب کافر تھا جس کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ۔ سورۃ بھی نازل فرمائی اگرچہ وہ محمد بن عبداللہ سمجھ کر بھتیجا سمجھ کر، کافر

ہوتے ہوئے خوشی کا اظہار کرے تو اللہ تعالےٰ اس کو بھی محروم نہیں رکھتا۔ تو مسلمان ہوتے ہوئے رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کو اپنا آقا، ملجا اور ماویٰ سمجھتے ہوئے جو آپ کے میلاد شریف کی خوشی کا اظہار کرے اور محافل میلاد منعقد کرے، پیارے آقا علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے فضائل کمالات سُنائے اور سُنے تو رب کریم جل وعلا ان کو اپنے فضل وکرم سے کیوں نہ نوازے گا، یقیناً نوازے گا۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ نے اسی لیے فرمایا ہے ؎

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ شیخ المحدثین بشیخ محقق علی الاطلاق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ القوی اسی روایت کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

"دریں جا سند ست مر اہل موالید را کہ در شب میلاد آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود چوں بسرور میلاد آنحضرت جزا دادہ شد تا حال مسلمان مملوست بہ محبت وسرور بذل درد سے چہ باشد ولیکن باید کہ از بدعتہا کہ عوام احداث کردہ انداز تغنی وآلات محرمہ ومنکرات خالی باشد۔"

(ترجمہ) اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کی واضح دلیل ہے کہ جو آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شب ولادت میں خوشیاں کرتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں۔ یعنی ابولہب جو کافر تھا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اُس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو خوشی میں محبت سے بھرپور ہو کر مال خرچ کرتا ہے اور میلاد شریف کرتا ہے۔ لیکن چاہیئے کہ محفل میلاد شریف عوام کی بدعتوں یعنی گانے اور حرام باجوں وغیرہ سے

خالی ہو۔ (مدارج النبوۃ فارسی جلد۲ ص۲۴ مطبوعہ دہلی)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ "ماثبت من السنۃ" میں بھی تحریر فرماتے ہیں کہ۔

وَلَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْفَلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (ماثبت من السنۃ ص۱۰۲ مطبوعہ لاہور)

اور اہل اسلام ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے رہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں۔

محدث ابن جزری علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

حافظ الحدیث علامہ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد الجزری علیہ الرحمۃ اسی روایت کے تحت فرماتے ہیں کہ:۔

فَمَا بَالَ حَالِ الْمُسْلِمِ الْمُوَحِّدِ مِنْ اُمَّتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِيْ يُسَرُّ بِمَوْلِدِهٖ وَيَبْذُلُ مَا تَصِلُ اِلَيْهِ قُدْرَتُهٗ فِيْ مَحَبَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَمْرِيْ اِنَّمَا يَكُوْنُ جَزَاؤُهٗ مِنَ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ اَنْ يُّدْخِلَهٗ بِفَضْلِهِ الْعَمِيْمِ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ۔

پس جب کافر ابولہب ولادت کی خوشی کا اظہار کرنے سے انعام دیا گیا تو اُس موحد مسلمان کا کیا حال ہے جو آپ کی ولادتِ شریف سے مسرور ہو کر آپ کی محبت میں بقدر استطاعت خرچ بھی کرتا ہے۔ میری جان کی قسم اللہ کریم کی طرف اس کی یہی جزاء ہو گی کہ اللہ کریم اُس کو اپنے فضلِ عمیم سے جنّاتِ نعیم میں داخل فرمائے گا۔

(زرقانی شریف ص۱۳۹ ج۱ مطبوعہ بیروت)

خلفاء راشدین علیہم الرضوان کا عقیدہ

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف لطیف "النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم" میں خلفاء راشدین علیہم الرضوان کے ارشادات میلاد شریف کی فضیلت میں درج فرمائے ہیں جو کہ یہاں درج کیے جاتے ہیں:۔

قَالَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ اَنْفَقَ دِرْهَمًا عَلٰى قِرَاءَةِ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف

مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ۔

پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ عَظَّمَ مَوْلِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اَحْيَا الْاِسْلَامَ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کی اُس نے گویا اسلام کو زندہ کردیا۔

قَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ اَنْفَقَ دِرْهَمًا عَلٰى قِرَاءَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّمَا شَهِدَ غَزْوَةَ بَدْرٍ وَّحُنَيْنٍ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا گویا وہ غزوہ بدر وحنین میں حاضر ہوا۔

قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ مَنْ عَظَّمَ مَوْلِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ سَبَبًا لِقِرَاءَتِهٖ لَا يَخْرُجُ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا بِالْاِيْمَانِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کی اور میلاد خوانی کا سبب بنا وہ دنیا سے ایمان کی دولت لے کر جائے گا اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔

(نعمت کبریٰ ص ۸،۷ مطبوعہ استنبول)

سیدنا حسن بصری علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شیخ الاسلام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے علاوہ اولیاء کاملین اور محققین علیہم الرحمۃ کے بھی فرمودات درج فرمائے ہیں۔

وَدِدْتُ لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ جَبَلِ اُحُدٍ ذَهَبًا فَاَنْفَقْتُهٗ عَلٰى قِرَاءَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مجھے یہ بات پسند ہے کہ کاش میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہوا اور میں اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف پر خرچ کردوں۔

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

مَنْ حَضَرَ مَوْلِدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَظَّمَ قَدْرَہٗ فَقَدْ فَازَ بِالْاِیْمَانِ۔

جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی محفل میں حاضر ہوا اور اس کی تعظیم و تکریم کی تو وہ ایمان کے ساتھ کامیاب ہوگا۔

(نعمت کبریٰ ص۸ مطبوعہ استنبول)

سید احمد ذینی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:۔

اَلْمَوَالِدُ وَالْاَذْکَارُ الَّتِیْ تُفْعَلُ عِنْدَنَا اَکْثَرُھَا مُشْتَمِلٌ عَلٰی خَیْرٍ کَصَدَقَۃٍ وَذِکْرٍ وَصَلَاۃٍ وَسَلَامٍ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَدْحِہٖ۔

محافل میلاد شریف اور اذکار جو ہمارے ہاں کیے جاتے ہیں ان میں سے اکثر نیکی پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ، ذکر، نبی پاک پر صلوٰۃ وسلام اور ان کی تعریف۔

(فتاوٰی حدیثیہ ص۱۲۹ مطبوعہ مصر)

علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:۔

وَلَا زَالَ اَھْلُ الْاِسْلَامِ یَحْتَفِلُوْنَ بِشَھْرِ مَوْلِدِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَیَعْمَلُوْنَ الْوَلَائِمَ وَیَتَصَدَّقُوْنَ فِیْ لَیَالِیْہِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَیُظْھِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَیَزِیْدُوْنَ فِی الْمَبَرَّاتِ وَیَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَۃِ مَوْلِدِہِ الْکَرِیْمِ وَیَظْھَرُ عَلَیْھِمْ مِنْ بَرَکَاتِہٖ کُلُّ فَضْلٍ عَمِیْمٍ وَمِمَّا جُرِّبَ مِنْ خَوَاصِہٖ اَنَّہٗ

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے ماہ مبارک میں اہل اسلام ہمیشہ میلاد شریف کی محافل منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے اور دعوتیں کرتے اور ان راتوں میں طرح طرح کے صدقات اور خیرات کرتے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے اور نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور آپ کے میلاد شریف کے پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ان پر اللہ کے فضل عمیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور میلاد شریف کے خواص میں سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف

اَمَانٌ فِیْ ذٰلِکَ الْعَامِ وَبُشْرٰی عَاجِلَۃٍ بِنَیْلِ الْبُغْیَۃِ وَالْمَرَامِ فَرَحِمَ اللّٰہُ اَمْرَاءً اِتَّخَذَ لَیَالِیْ شَھْرِ مَوْلِدِہٖ الْمُبَارَکِ اَعْیَادًا۔

پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لیے حفظ و امان کا سال ہو جاتا ہے اور میلاد شریف کرنے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے جس ولادت باسعادت کی مبارک راتوں کو خوشی و مسرت کی عیدیں بنا لیا۔

(مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۷ مطبوعہ مصر ــــ زرقانی شریف ج ۱ ص ۱۳۹ مطبوعہ بیروت)

علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ "مواہب اللدنیہ شریف" میں اور شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ "ماثبت بالسنۃ" میں فرماتے ہیں۔

لَیْلَۃُ مَوْلِدِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَفْضَلُ مِنْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ۔

نبی پاک کے میلاد شریف والی رات لیلۃ القدر سے بہتر ہے۔

(مواہب اللدنیہ شریف ص ۲۶ مطبوعہ مصر ــــ ماثبت بالسنۃ ص ۵۹)

شیخ محمد طاہر پٹنی محدث علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شیخ محمد طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ ماہ ربیع الاول شریف کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

مَظْھَرُ مَنْبَعِ الْاَنْوَارِ وَالرَّحْمَۃِ شَھْرُ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ وَاِنَّہٗ شَھْرٌ اُمِرْنَا بِاِظْھَارِ الْحُبُوْرِ فِیْہِ کُلَّ عَامٍ۔

ربیع الاول کا مہینہ منبع انوار اور رحمت کا مظہر ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ ہر سال اس مہینہ میں خوشی کا اظہار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(مجمع البحار جلد ۳ ص ۵۵۱ مطبوعہ مصر)

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ:

جُعِلَ لِمَنْ فَرِحَ بِمَوْلِدِہٖ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ وَسِتْرًا وَمَنْ اَنْفَقَ فِیْ مَوْلِدِہٖ دِرْھَمًا کَانَ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَہٗ شَافِعًا وَّ

جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی خوشی کرے تو وہ خوشی دوزخ کی آگ کے لیے پردہ اور حجاب بن جائے گی اور جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف پر ایک درہم بھی خرچ کرے تو اس کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت

مُشَفَّعًا۔ فرمائیں گے اور ان کی شفاعت قبول ہوگی۔

(مولد العروس لابن جوزی ص ۹ مطبوعہ بیروت)

نواب صدیق حسن بھوپالی کی شہادت

اب غیر مقلدین حضرات کے مجدد اور شیخ الاسلام نواب صدیق حسن بھوپالی کی گواہی پیش کی جاتی ہے۔ تاکہ منکرینِ میلاد شریف اپنے عقائد پر نظر ثانی فرما سکیں۔ نواب صاحب فرماتے ہیں:۔

"جس کو حضرت کے میلاد کا حال سُنکر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں"۔ (الشمامۃ العنبریہ ص ۱۲)

نواب صدیق حسن بھوپالی ہی رقمطراز ہیں کہ:۔

"اس میں کیا بُرائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع یا ہر ماہ میں التزام اس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت و سمت و دل و ہدی و ولادت و وفات آنحضرت کا کریں پھر ایام ماہ ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں"۔ (الشمامۃ العنبریہ ص ۵)

ناظرینِ کرام! سردار اہلحدیث نواب صدیق حسن بھوپالی نے تو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خوشی نہ کرنے والے پر کفر کا فتویٰ دے دیا۔ اب خود ہی اہلحدیث حضرات اور دیوبندی حضرات اپنے عقیدۂ باطلہ پر غور فرمائیں۔ کیونکہ "الشمامۃ العنبریہ" وہ کتاب ہے جس کو دیوبندی مکتبِ فکر کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے مُستند[1] قرار دیا ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا فرمان

دیوبندی اکابر کے پیشوا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ:۔

"مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں"۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵ مطبوعہ دیوبند)

---

[1] نشر الطیب ص ۱۰ مطبوعہ دیوبند۔

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا فرمان "امداد المشتاق" میں بھی موجود ہے جس میں سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا محفل میلاد شریف میں تشریف آوری کا عقیدہ رکھنا بھی درست قرار دیا ہے۔ اصل عبارت پیش خدمت ہے۔

"البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیئے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے۔ لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذاتِ بابرکات کا بعید نہیں"۔ (امداد المشتاق ص۵۶)

قرآن و حدیث اور مستند اکابر محدثین مفسرین اور محققین کی مستند کتب کے حوالہ جات سے واضح ہوا کہ دیوبندی اور غیر مقلد اہلحدیث یہ اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔

دِن مُقرر کرنا

دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے نزدیک دن مقرر کرنا حرام اور بدعت ہے۔ اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک دن مقرر کرنا جائز ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللهِ۔ (پ۱۳ ع ۱۴)	اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔
وَاذْكُرُوا اللهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ (پ۲ ع ۲۷)	اور اللہ کی یاد کرو گنے ہوئے دنوں میں۔

قرآنِ پاک کی آیاتِ طیبات کے بعد اہلبیت اطہار اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کو روزہ

يَصُوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ۔ رکھتے تھے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ١٧٩، اشعۃ اللمعات فارسی ج ٢ ص ١٠٢، مرقاۃ شریف ج ٣ ص ٢٩٨، ابوداؤد شریف ج ١ ص ٣٣٢، نسائی شریف ، ابن ماجہ شریف ص ١٢٥، جامع ترمذی جلد ١ ص ٩٣)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:-

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَّرَاكِبًا وَّيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں تشریف لایا کرتے تھے۔ کبھی پیدل اور کبھی سواری پر اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری شریف ص ، صحیح مسلم شریف ص ٤٤٨ ج ١)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے اور آپ جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔

(صحیح بخاری جلد ص ، مشکوٰۃ شریف ص ٣٣٨، فتح الباری جلد ص ، عمدۃ القاری جلد ص ، ارشاد الساری ص ، اشعۃ اللمعات فارسی جلد ٣ ص ٣٧١، مرقاۃ شریف جلد ٤ ص ٣٢٦، کنز العمال جلد ٣ ص ٩٢ مطبوعہ بیروت)

اُمّ المؤمنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا عقیدہ

اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں:-

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنِيْ اَنْ اَصُوْمَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ اَوَّلُهَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھا کروں اور ان روزوں کو پیر سے شروع

اَلْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ۔ کروں یا جمعرات کو۔

(مشکوٰۃ شریف ص۱۸۰، اشعۃ اللمعات فارسی ص۱۰۵ ج۲، مرقاۃ شریف ص۳۴ ج۴، ابوداؤد شریف جلد ا ص۲۴۴، نسائی شریف ص۔)

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔

اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّھْرِ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ فَصُمْ ثَلٰثَ عَشْرَۃَ وَاَرْبَعَ عَشْرَۃَ وَخَمْسَ عَشْرَۃَ۔ اگر تو روزہ رکھنا چاہے تو مہینہ میں تین دن کے روزے رکھ۔ ہر مہینہ کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کو۔

(مشکوٰۃ شریف ص۱۸۱، جامع ترمذی جلد ا ص۹۵، نسائی شریف ص۔)

پس قرآن وحدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ دیوبندی اور اہلحدیث اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔

وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ

دیوبندی اور اہلحدیث حضرات وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں اولیاء اللہ کی ارواح کو ایصالِ ثواب کرنے والے جانور کو بھی شامل کر کے حرام قرار دیتے ہیں اہلسنت و جماعت بتوں اور وقت ذبح کی قید لگا کر جانور کو حلال قرار دیتے ہیں۔

قرآن پاک میں یہ مضمون چار مقامات پر بیان ہوا ہے مستند کتب تفاسیر سے تفسیر درج کی جاتی ہے۔

امام عبدالرحمٰن بیضاوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام المفسرین عبدالرحمٰن بیضاوی علیہ الرحمۃ اسی آیۃ شریفہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ،

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ اَیْ رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذِبْحِهٖ لِلصَّنَمِ۔ (تفسیر بیضاوی ص)

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ یعنی وہ چیز جس کو بُت کے لیے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کی گئی ہو۔

ربیع بن انس اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہم الرحمۃ کا عقیدہ

حضرت ربیع بن انس اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ قَالَ الرَّبِیْعُ ابْنُ اَنَسٍ مَاذُکِرَ عِنْدَ ذِبْحِهٖ اِسْمُ غَیْرِ اللّٰهِ۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ربیع بن انس فرماتے ہیں کہ وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔

(تفسیر مظہری جلد ۱ صـ۱۵۸ مطبوعہ دہلی)

امام خازن علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

زبدۃ المفسرین امام علی بن محمد خازن علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ:۔

وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ یَعْنِیْ مَا ذُکِرَ عَلٰی ذِبْحِهٖ غَیْرُ اسْمِ اللّٰهِ وَذٰلِکَ اَنَّ الْعَرَبَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ کَانُوْا یَذْکُرُوْنَ اَسْمَاءَ اَصْنَامِهِمْ عِنْدَ الذِّبْحِ فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِکَ بِهٰذِهِ الْاٰیَةِ۔

وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ وہ جانور جن کے ذبح کرنے پر غیر اللہ کا نام لیا جائے اور وہ یہ ہے کہ عرب جاہلیت میں ذبح کرنے کے وقت اپنے بتوں کا نام لیا کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اس کو حرام کر دیا۔

(تفسیر خازن جلد ۲ صـ۲۲۷ مطبوعہ مصر)

امام نسفی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام عبداللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:۔

وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَیْ رُفِعَ الصَّوْتُ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ وَهُوَ قَوْلُهُمْ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی

وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ یعنی غیر اللہ کے لیے آواز کو بلند کرنا اور وہ (کفار) ذبح کرتے وقت کہتے تھے لات اور عزیٰ کے نام

عِنْدَ ذِبْحِہٖ۔ (تفسیر مدارک ۹۶ پ۲ مطبوعہ بیروت) سے ذبح کرتے تھے۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

حضرت امام محمد آلوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ وَالْمُرَادُ الذِّبْحُ عَلٰی اِسْمِ الْاَصْنَامِ۔

اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ سے بتوں کے نام پر ذبح کرنا مراد ہے۔

(تفسیر روح المعانی ص۴۲ جزء ۸)

قارئین کرام! مستند اکابر مفسرین سے آپ مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کی تفسیر آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اُن کے نزدیک جانور ذبح کرنے کے وقت جو آواز بلند کی جاتی ہے۔ اُس کو اُھِلَّ کہا جاتا ہے۔

سرکار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف کے لیے جو بکرا ذبح کیا جاتا ہے یا کسی ولی اللہ کے عرس مقدس پر جو بکرا ذبح کیا جاتا ہے تو اُس پر بھی ذبح کے وقت بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر کہا جاتا ہے۔ لہٰذا وہ کھانا بالاتفاق اکابر مفسرین حلال اور جائز ہے۔ دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات اِس آیت کی تفسیر جمہور مفسرین کے خلاف کرتے ہیں۔ اِس لیے وہ اہل سنت وجماعت نہیں۔

ختم شریف

دیوبندی اور اہلحدیث حضرات ختم شریف کو بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ اہلسنت و جماعت ختم شریف کو جائز قرار دیتے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ (پ۱۵ ع۹)

اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔

تفسیر روح البیان

میں علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمۃ نے وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ۔ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

عَنْ حميد الاعرج قَالَ مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ وَخَتَمَهٗ ثُمَّ دَعَا اٰمَنَ عَلٰى دُعَائِهٖ اَرْبَعَةُ الاٰفِ مَلَكٍ ثُمَّ لَا يَزَالُوْنَ يَدْعُوْنَ لَهٗ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ اِلَى الْمَسَاءِ اَوْ اِلَى الصَّبَاحِ۔ (تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۶۶ مطبوعہ بیروت)

حمید اعرج سے روایت ہے کہ جو قرآن پاک پڑھے اور اس کو ختم کرے پھر دعا مانگے تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں اور بخشش مانگتے رہتے ہیں شام یا صبح تک۔ (تفسیر روح البیان ص ۶۶ جزء ۷ مطبوعہ بیروت)

حضرت مجاہد علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ نووی شارح مسلم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

وَرُوِيَ بِاِسْنَادٍ الصحيح عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كَانُوْا يَجْتَمِعُوْنَ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُوْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ وَيُسْتَجَابُ الدُّعَاءُ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْاٰنِ۔

اور صحیح اسناد کے ساتھ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ختم شریف کے وقت اجتماع فرماتے تھے کیونکہ ختم شریف کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے اور ختم قرآن کے وقت دعا مانگنا مستحب ہے۔

سید المفسرین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ

علامہ نووی شارح مسلم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:۔

وَرُوِّيْنَا فِيْ مُسْنَدِ دَارِمِيْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّهٗ كَانَ يَجْعَلُ يُرَاقِبُ رَجُلًا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْتِمَ اَعْلَمُوْا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَيَشْهَدُ ذٰلِكَ۔ (کتاب الاذکار ص ۹۰ مطبوعہ مصر، اجلاء الافہام ص ۲۷)

مسند دارمی میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک آدمی مقرر فرمایا کرتے تھے جو قرآن پاک پڑھتا تھا جب ختم کا ارادہ کرتا تو آپ کو پتہ چل جاتا تو آپ اس محفل میں تشریف لے آتے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

علامہ نووی علیہ الرحمۃ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق روایت نقل فرماتے ہیں کہ :-

اِذَا خَتَمَ الْقُرْاٰنَ جَمَعَ اَهْلَهٗ وَدَعَا لَهٗ - جب حضرت انس قرآن پاک ختم فرماتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع کرتے اور دعا فرماتے -

(کتاب الاذکار للنووی صفحہ ۹۷ مصری ، جلاء الافہام صفحہ ۲۷۸ لابن قیم)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

مشکوٰۃ شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"بعض روایات آمدہ است کہ روح میت مے آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق کنند از وے یا نہ"

(ترجمہ) بعض روایات میں آیا ہے کہ میت کی روح اپنے گھر جمعہ کی رات کو آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس طرف سے لوگ صدقہ کرتے ہیں یا نہیں ؟

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف صفحہ ۷۲ جلد ۱ مطبوعہ نو لکشور)

امام غزالی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں -

عید کے روز یا عاشورہ کے روز یا شب عاشورہ یا جمعہ کے روز یا رجب کا پہلا جمعہ یا پندرہ شعبان کی رات کو يَخْرُجُ الْاَمْوَاتُ مِنْ قُبُوْرِهِمْ فَيَقُوْمُوْنَ عَلٰى اَبْوَابِ بُيُوْتِهِمْ وَيَقُوْلُوْنَ اِرْحَمُوْا عَلَيْنَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ بِصَدَقَةٍ اَوْ لُقْمَةٍ - مردے اپنی قبروں سے نکل کر اپنے گھروں کے دروازوں پر کہتے ہیں اس رات صدقہ و خیرات یا روٹی سے ہم پر رحم کرو -

(دقائق الاخبار صفحہ ۷۱)

قارئین کرام ! قرآن و حدیث سے واضح ہوا کہ دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث ، اہل سنت وجماعت نہیں ہیں -

یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ

دیوبندی وہابی حضرات ! یا شیخ سید عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کو شرک کہتے ہیں ۔ اہلسنت وجماعت یا شیخ سید عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہنے کو جائز قرار دیتے ہیں ۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ (پ۲ ع ۳)	اے ایمان والو ۔ صبر اور نماز سے مدد چاہو ۔
وَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ (پ۶ ع ۵)	اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو ۔
ھُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَکَ بِنَصْرِہٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ۔ (پ۱۰ ع ۴)	وہی ہے جس نے آپ کو اپنی مدد اور مسلمانوں کے ذریعہ قوت بخشی ۔
یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَ مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (پ ۱۰ ع ۴)	اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں بس ہے ۔ اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوتے کافی ہیں ۔
وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۔ (پ ۱۰ ع ۱۵)	اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں ۔

اِن سب آیاتِ طیبات میں اللہ تعالےٰ کی مخلوق سے مدد مانگنے کا ثبوت موجود ہے اگر مخلوق میں سے کسی کو باذن اللہ مددگار سمجھنا شرک ہوتا تو اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں کبھی بھی اجازت نہ دیتا ۔

انبیاء کرام علیہم السلام شرک سے باز رہنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ نبی نہ خود شرک کرتا ہے۔ اور نہ ہی اسکی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن کریم میں انبیائے کرام علیہم السلام سے بھی مخلوق خدا سے مدد مانگنے کا ثبوت موجود ہے۔

جیسا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا۔

مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ — اللہ کی طرف میری مدد کرنے والا کون ہے۔

تو حواریوں کا جواب قرآنِ کریم میں ان الفاظ میں درج ہے۔

قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ — حواریوں نے کہا ہم مدد کریں گے اللہ کے دین کی مخلوق میں سے۔ (پ ۲۸ ع ۱۱)

حضرت موسٰے علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے اپنے بوجھ اٹھانے والے اور مددگار کے لیے عرض کیا۔ اور اُس میں اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کا نام عرض کیا۔ قرآنِ حکیم میں ہے۔

وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ هٰرُوْنَ — اور میرے لئے گھر والوں میں سے ایک وزیر کر دے

اَخِی اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ۔ — وہ کون میرا بھائی ہارون اس سے میری کمر مضبوط کر (پ ۱۶ ع)

دونوں انبیاء کرام علیہم السلام سے مخلوق میں سے مددگار ہونے کا ثبوت عیاں ہے۔ اگر شرک ہوتا تو کبھی بھی مخلوق سے مدد نہ مانگتے۔ اگرچہ آیاتِ قرآنی میں باذن اللہ یا عطاءِ الٰہی کا لفظ نہیں مگر یہ اہلِ علم کا فرض ہے کہ وہ عوام کو بتائیں کہ حقیقی مددگار اللہ تعالےٰ ہے۔ جیسا کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ سے عیاں ہے۔ اور باذن اللہ اور بعطاءِ الٰہی مخلوق میں سے بھی مددگار ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ بالا آیاتِ طیّبات سے عیاں ہے مگر دیوبندی وہابی اِس تفریق کو پیش کئے بغیر شرک کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔ اور سادہ لوح مسلمانوں کو پریشان کرکے مُلک کی فضا کو بھی مکدّر کرتے ہیں۔ جو کہ اسلامی اور اخلاقی لحاظ سے مجرم ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا مخلوق سے مدد مانگنا تو ایک طرف رہا۔ اللہ تعالیٰ نے خود جبرائیل اور صالح مومنین کا مددگار ہونا بیان فرمایا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰہَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَ — تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل

صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ ○ — اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے تیسرے پارے میں جبریل علیہ السلام سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی مدد کرنے کا ذکر اس طرح فرمایا ہے۔

وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط (پ ۳ ع ۱) — اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسےٰ کو کھلی نشانیاں دیں اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی۔

روح قدس جبریل امین ہے۔ جو کہ فرشتہ ہے۔ بلکہ معلم الملائکہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اگر مخلوق کا مدد کرنا شرک ہوتا تو اللہ تعالےٰ کبھی بھی ان کا اظہار نہ فرماتا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ صحابی رسول ہیں۔ اور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے درباری نعت خوان ہیں۔ جب بارگاہ نبوت میں انہوں نے اپنا قصیدہ نعتیہ پیش کیا۔

سید مرسلاں۔ سرور عالمیاں۔ سیاح لامکاں۔ وسیلہ بیکساں حضرت محمد مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے خوشی میں آکر ان کے لئے جو دعا فرمائی۔ وہ بھی مسلک حق اہلسنت وجماعت کے عقیدہ کی حقانیت کی بیّن ذلیل ہے۔ وہ دعائیہ جملہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اے اللہ اس کی روح قدس جبریل سے مدد فرما۔ (صحیح بخاری)

سید المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام المفسرین، فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر میں وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ آیۃ کریمہ کے تحت سید المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت درج فرمائی ہے۔ کہ جو جنگل میں پھنس جاتے تو کہے۔ اَعِیْنُوْنِیْ عِبَادَ اللہِ یَرْحَمُکُمُ اللہ۔ اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔

قارئین کرام!۔ آیات طیبات اور احادیث شریفہ کی روشنی میں مخلوق سے مدد مانگنے

کا جواز واضح ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے مقبول اور مقرب ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں ہوگا۔ جب واقعی وہ مقبول ہیں۔ تو پھر ان کو مددگار سمجھنا اور مدد کے لئے پکارنا کیسے شرک ہوگا۔

دیوبندی وہابی حضرات سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارنا چاہیئے۔ بلکہ اللہ کے سوا کسی کو پکارنا ان کے نزدیک شرک ہے۔ لیکن ان بیچاروں کو اتنا بھی علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں خود لوگوں کو پکارا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں متعدد مقامات میں ہے۔ یَا اَیُّهَا النَّاسُ۔ اے لوگو۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ لوگوں میں مسلمان بھی ہیں۔ اور کفار بھی ہیں۔ اور حرف ندا یا سے پکارا جارہا ہے۔ دیوبندی وہابی اولیاء اللہ کو پکارنے کو شرک کہتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ تو تمام لوگوں کو پکار رہا ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر فرمایا ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو۔ اس میں تمام مومنوں کو یَا سے پکارا ہے۔ جن میں شہنشاہِ بغداد غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

سرور عالم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی پوری امت کو پکارا ہے۔ فرمایا ہے۔ یَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ امت میں غوث پاک رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

مندرجہ بالا دلائل سے مدد مانگنا اور ندا کرنا یعنی یَا شَیْخ سَیِّد عَبْدَالْقَادِر جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ کہنے کا جواز عیاں ہے۔

امام فخر الدین رازی۔ علامہ خازن۔ علامہ اسماعیل حقی علیہم الرحمۃ مفسرین کرام کا عقیدہ

قرآن پاک کی آیت فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ کے تحت فرمایا ہے کہ اَلْاِسْتِعَانَةُ بِالنَّاسِ فِیْ دَفْعِ الضَّرَرِ وَالظُّلْمِ جَائِزَةٌ دفع ضرر اور دفع ظلم کے لئے لوگوں سے مدد مانگنا جائز ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جو کہ دیوبندی وہابی اور اہلسنت وجماعت حضرات کے نزدیک مستند شخصیت ہیں۔

انہوں نے اپنی تفسیر فتح العزیز میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ آیۃ شریفہ کی تفسیر بیان کرتے ہوتے اِس فرق کو نمایاں بیان کیا ہے۔ جس سے ہر قسم کے شبہات اور شکوک دور ہو جاتے ہیں۔ وہ تفسیر پیشِ خدمت ہے تاکہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ بھی واضح ہو جاتے۔

دانیجا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد بران غیر باشد واورا مظہر عون الٰہی نداند حرام است واگر التفات محض بجانب حق است وادرا یکے از مظاہر عون دانستہ ونظر بکارخانہ اسباب وحکمت اور تعالیٰ در آن نمودہ بغیر استعانت ظاہر نماید دور از عرفان نخواہد بود در شرع نیز جائز وروا است انبیاء واولیاء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند در حقیقت ایں نوعِ استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است لاغیر۔

یہاں سمجھنا چاہیئے کہ غیر خدا سے اس پر بھروسہ کرتے ہوتے اور اُسے مظہر امدادِ الٰہی نہ جانتے ہوتے مدد مانگنا حرام ہے۔ لیکن اگر بباطن حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہو تو ان سے مظہر ذاتِ الٰہی جانتے ہوتے اور اسباب وحکمتِ الٰہی کو پیشِ نظر رکھتے ہوتے اگر غیر خدا سے ظاہری امداد طلب کی جاتے۔ تو یہ بعید از عرفانِ الٰہی نہیں۔ یہ امر شریعت میں بھی جائز اور روا ہے۔ اِس قسم کی استعانت بہ غیر نہیں بلکہ استعانت بحق تعالیٰ ہے۔ (تفسیر عزیزی فارسی ص۸ مطبوعہ دہلی)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والقمر اذا انشق کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

بعضے اولیاء اللہ مرا کہ آلہ خارج تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و

بعض اولیاء اللہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے بندوں کی ہدایت و ارشاد کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ ان کو

استغراق آنہا بجہت کمال وسعت
تدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی
گردد اویسیاں تحصیل کمالات باطنی
ازانہا مے نمآیند وارباب حاجات و
مطالب حل مشکلات خود از آنہا مے
طلبند و مے یابند وزبانِ حال دراں
وقت مہم مترنم بایں مقالات است
من آیم بجاں گر تو آئی بر تن۔

اس حالت میں بھی اس عالم کے تصرف
کا حکم ہوا ہے اور اس متوجہ ہونے سے
ان کا استغراق بوجہ کمال وسعت
تدارک انہیں روکتا نہیں اور اویسی
طریقہ کے لوگ باطنی کمالات انہی سے
حاصل کرتے ہیں۔ حاجتمند اور اہل
غرض لوگ اپنی مشکلات کا حل انہی سے
چاہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ پاتے
بھی ہیں۔ اور زبانِ حال سے یہ گیت گاتے ہیں،

من آیم بجاں گر تو آئی بر تن

اگر تم میری طرف بدن سے آؤ گے تو میں تمہاری طرف جان سے آؤں گا۔

(تفسیر عزیزی

پس قرآن وحدیث سے واضح ہوا۔ کہ دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث اہلِ سنت وجماعت نہیں ہیں۔

اذان کے پہلے اور بعد درود شریف پڑھنا

دیوبندی حضرات ! اذان کے بعد یا پہلے درود شریف پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں ۔ اور اس کو سختی سے بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں نیز درود شریف پڑھنے کو جائز قرار دینے والوں پر طرح طرح کے فتوے چسپاں کرتے ہیں ۔

اہلسنّت وجماعت حضرات اذان سے پہلے یا بعد درود شریف پڑھنے کو جائز قرار دیتے ہیں ۔ نیز ان کا عقیدہ ہے کہ درود شریف پڑھنے پر کوئی پابندی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں لگائی کہ فلاں وقت نہ پڑھنا چاہیئے ۔

فرمانِ باری تعالیٰ عام ہے ۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پ ۲۲ ع ۴)

اے ایمان والو ۔ ان پر درود اور خوب سلام بھیجو ۔

اس ارشادِ رب تعالیٰ میں صَلُّوْا وَسَلِّمُوْا حکم ہے ۔ صلوٰۃ اور سلام پڑھو ۔ وقت کی پابندی نہیں ۔ جب اللہ تعالیٰ نے پابندی نہیں لگائی اور نہ ہی اللہ کے رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوئی پابندی لگاتی ہے ۔ تو دیوبندی پابندی لگانے والے اور فتوے لگانے والے صریحاً اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف ہوئے ۔

ارشادِ محبوب باری تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم | سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔

اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

جب تم مؤذن کی آواز کو سنو تو جو کچھ اس نے کہا ہے وہی کچھ تم بھی کہو پھر درود شریف پڑھو اس لئے جو شخص مجھ ...

بِهَا عَشْرًا ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۶۴ مطبوعہ دہلی، صحیح مسلم شریف ص۱۶۶ ج۱، القول البدیع ص۱۱۳، عمل الیوم واللیلہ ص۲۶، سنن الکبریٰ ص۴۰۹ ج۱، سراج الوہاج ص ج۱، اشعۃ اللمعات فارسی ص۳۱۳ ج۱، مرقاۃ) مرتبہ درود شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجے گا۔

اس حدیث شریف میں مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آذان کے بعد درود شریف پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ حدیث شریف کے یہ الفاظ مبارکہ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ سے یہ بالکل ظاہر ہے۔ نیز میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آذان کے بعد درود شریف پڑھنے پر فرمایا: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرًا ۔ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجے گا۔

نواب صدیق حسن بھوپالوی

جو کہ وہابیوں کی مستند شخصیت ہیں۔ جن کے بارے میں وہابیوں کا دعوٰے ہے کہ وہ قرآن اور حدیث کو بہت اچھی طرح سمجھتے تھے واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ "بہت سے اوقات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے بارے میں امر وارد ہوا سو ان میں سے بعض وقتوں میں درود پڑھنا واجب ہے۔ اور بعض میں مستحب ہے۔ جیسے ہم بیان کرتے ہیں۔ پس اُن میں سے ایک آذان کے بعد۔ اس حدیث کی وجہ سے امام احمد نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کسی موذن کو تم آذان دیتے سنو تو جیسے وہ کہتا ہے اسی طرح کہتے جاؤ۔ پھر مجھ پر درود پڑھو۔ کیونکہ جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود پڑھتا ہے۔

(تفسیر ترجمان القرآن ص۱۰۱ ج۱۱)

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے تو آذان کے بعد درود شریف پڑھنے والے کو ثواب کا اور رحمت پروردگار کا مستحق ہے۔ مگر دیوبندی اُس کو بدعتی، جہنمی نامعلوم کیا کیا کہتے ہیں۔ پتہ چلا کہ دیوبندی آذان کے بعد درود شریف پڑھنے کو روکنے والے اعلانیہ شہنشاہِ عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی مخالفت کرتے ہیں۔

(نعوذ باللہ من ذالک)

اُمتِ محمدیہ کے جلیل المرتبت محدث علامہ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق الدینوری المعروف ابن السنی علیہ الرحمۃ جن کا انتقال ۳۶۴ھ میں ہوا نے اسی روایت کو بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْاَذَانِ یعنی باب آذان کے وقت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے بیان میں درج فرمایا ہے۔

اتنے بڑے محدث کا باب باندھنا اور لفظ عِنْدَ الْاَذَانِ لانا ثابت کرتا ہے کہ ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ آذان سے پہلے یا بعد درود شریف پڑھنا جائز ہے باعثِ رحمت و برکت ہے۔ بدعت نہیں۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

سرورِ کون ومکان، سیاحِ لامکاں، وسیلہ بیکساں شفیع مجرماں علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمان امام اجل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیفِ لطیف الجامع الصغیر میں درج فرمایا ہے۔

اس سے بھی اذان سے قبل درود شریف پڑھنا واضح ہے۔ ارشادِ نبوی یہ ہے۔

كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا يُبْدَءُ فِيْهِ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ عَلَیَّ فَهُوَ اَقْطَعُ اَبْتَرُ مَمْحُوْقٌ مِنْ كُلِّ بَرَكَةٍ۔ (الجامع الصغیر ص ۹۲ ج ۲ مطبوعہ مصر)

نیک کام کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد اور مجھ پر درود شریف پڑھنے سے نہ کی جاتے تو وہ کام برکتوں سے خالی ہے۔

کون مسلمان ہے؟ جو اذان کو اچھا کام نہ سمجھتا ہو۔ مسلمان تو اذان کو اچھا کام ہی سمجھتے ہیں۔ اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق اذان سے قبل درود شریف پڑھنا حکم مصطفوی ہے۔

امام بدر الدین عینی حنفی محدث علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

جو کہ شارح بخاری ہیں اپنی کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں کل امر ذی بال حدیث شریف نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

اما الصلوٰۃ فلانّ ذکرہ صلی اللہ علیہ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف

وَسَلَّمَ مَقْرُوْنٌ بِذِكْرِهٖ تَعَالٰی وَلَقَدْ قَالُوْا فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ مَعْنَاهُ ذُكِرْتَ حَيْثُمَا ذُكِرْتَ

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ص۱۱)

اس لئے کہ آپ کا ذکر پاک اللہ تعالٰے کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اور علماء کرام نے اللہ تعالٰی کے فرمان ورفعنالك ذكرك کے معنٰے میں فرمایا ہے کہ اس کا یہ معنٰے ہے۔ اے رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم جہاں میرا ذکر ہوگا۔ وہاں تیرا ذکر ہوگا۔

محدثین اور محققین نے تو اذان سے قبل درود شریف پڑھنے کو جائز اور مستحب قرار دیا ہے۔ مگر اذان سے قبل درود شریف پڑھنے کو منع کرنے والا

اِمام شافعی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ محدث سخاوی علیہ الرحمۃ جو کہ علامہ ابن حجر عسقلانی قدس سرہ النورانی کے شاگرد رشید ہیں۔

امام الائمہ محمد ادریس شافعی علیہ الرحمۃ کا ارشاد نقل فرمایا ہے۔ کہ

قَالَ الشَّافِعِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اُحِبُّ كَثْرَةَ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (القول البدیع ص۱۹۳ مطبوعہ مدینہ منورہ)

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں ہر حال میں نبی پاک صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود شریف کو پڑھنے کو پسند کرتا ہوں۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ جیسی شخصیت تو درود شریف پڑھنے کے متعلق کوئی قید نہیں لگاتے تو بلکہ ہر حال میں پڑھنا پسند فرماتے ہیں۔

بدعت، بدعت اور حرام حرام کی رٹ لگانے والوں سے صلاح الدین ایوبی کے متعلق پوچھا جاتے تو کہیں گے کہ بہت نیک بادشاہ تھا۔ یہی سُلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمۃ تھے۔ جنہوں نے بیت المقدس کو آزاد کرایا تھا۔ اکابر محدثین اور محققین اس کے لئے دُعا کلمات فرماتے ہیں۔ اُنہوں نے اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور اپنے دور میں اِس کا اہتمام فرمایا ہے۔ جیسا کہ علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ نے القول البدیع میں اور علامہ سلیمان صاحب تفسیر جمل نے فتوحات الوہاب میں درج فرمایا ہے۔

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ

اپنی شہرہ آفاق بلکہ سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں منظورِ نظر کتاب الشفاء فی حقوق المصطفیٰ میں اذان کے وقت نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درُود شریف پڑھنا جائز قرار دیا ہے۔ درُود شریف پڑھنے کے مقامات میں ایک مقام اذان بھی درج فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو

وَمِنْ مَوَاطِنِ الصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ عِنْدَ ذِکْرِہٖ وَسَمَاعِ اِسْمِہٖ اَوْکِتَابِہٖ اَوْعِنْدَ الْاَذَانِ۔

(الشفا شریف ص۵۲ ج۲ مطبوعہ مصر)

اور نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود شریف بھیجنے کے مقامات میں سے ایک مقام آپ کے ذکرِ پاک کرنے یا آپ کا اسمِ گرامی لینے یا لکھنے یا اذان دینے کا وقت ہے۔

قاضی عیاض محدّث (متوفی ۵۴۴ھ) نے بھی عِنْدَ الْاَذَانِ تحریر فرمایا ہے۔ اِس کی شرح کرتے ہوتے مُلّا علی قاری مکی حنفی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ

مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ

عِنْدَ الْاَذَانِ اَیِ الْاِعْلَامِ الشَّامِلِ لِلْاِقَامَۃِ۔

اذان سے مراد اعلام ہے۔ جو اذان شرعی واقامت دونوں کو شامل ہے۔

(شرح شفا شریف ص۱۱۴ ج۲)

ملّا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ نے تو اقامت کے وقت بھی درُود شریف پڑھنا مستحب قرار دیا ہے

علامہ عثمان بن محمد شطا الدمیاطی مکی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

اپنی کتاب فتح المعین میں اذان اور اقامت سے قبل درود شریف پڑھنے کو مسنون اور [illegible] سے لکھتے ہیں، شیخ کبیر بکری علیہ الرحمۃ نے ان دونوں (اذان اور اقامت) سے قبل صلوٰۃ و سلام

قَالَ الشَّیْخُ الْکَبِیْرُ الْبَکْرِیُّ اِنَّمَا تُسَنُّ قَبْلَہُمَا۔

پڑھنا مسنون فرمایا ہے۔ فتح المعین کی شرح اعانۃ الطالبین میں ہے کہ

یُ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ۔ (اعانۃ الطالبین ج۱ ص۲۳۲)

اذان اور اقامت سے پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجنا مسنون اور مستحب ہے۔

قارئین کرام! امت محمدیہ اکابر علماء کے ارشادات کی روشنی میں بھی اذان سے قبل درود سلام پڑھنا بلاشبہ جائز اور مستحب ہے۔

پس مندرجہ بالا روایات سے اظہر من الشمس ہے کہ اذان کے بعد یا پہلے درود شریف پڑھنے کو بند کرنے کی کوشش کرنے والے بلکہ ہنگامہ کرنے والے اور اس کو بدعت و حرام کہنے والے دیوبندی وہابی اہل سنت و جماعت نہیں ہیں۔

انگوٹھے چومنے کا ثبوت

نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی سنکر دیوبندی وہابی حضرات اذان کے وقت اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ انگوٹھے چومنا بدعت اور حرام قرار دیتے ہیں۔

اہلسنت و جماعت اذان کے وقت رسولِ پاک علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا نامِ نامی اسمِ گرامی سُنکر درود شریف پڑھنا اور انگوٹھے چومنا مستحب اور جائز قرار دیتے ہیں۔

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ محمد عبد الرحیم مالکی علیہ الرحمۃ نے النوافح العطریۃ" نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی حدیث شریف درج فرمائی ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَسَحَ بِیَدِہٖ اِسْمَ مُحَمَّدٍ ثُمَّ قَبَّلَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے ہاتھ سے اسم محمد کو چھوا پھر اپنے ہونٹوں

يَدَهُ بِشَفَتَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ يَرٰى رَبَّهُ بِمَا يَرَاهُ الصَّالِحُوْنَ وَيَنَالُ شَفَاعَتِيْ وَلَوْ كَانَ عَاصِيًا ۔
(النوافح العطریہ ص۵ مطبوعہ مصر)

سے اپنے ہاتھ کو چوما پھر اپنی آنکھوں پر ملا۔ تو اللہ تعالیٰ کی زیارت کرے گا۔ جیسے صالحین کی زیارت کرتا ہے۔ اور میری شفاعت اُس کے قریب ہوگی۔ اگرچہ وہ گنہگار ہو۔

حضرت آدم علیہ السلام کا عقیدہ اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عمدۃ المفسرین حضرت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح البیان میں روایت نقل فرماتے ہیں کہ

اَنَّ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اشْتَاقَ اِلٰى لِقَاءِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ هُوَ مِنْ صُلْبِكَ وَيَظْهَرُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ فَسَئَالَ لِقَاءَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ فَجَعَلَ اللّٰهُ النُّوْرَ الْمُحَمَّدِيَّ فِيْ اِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ مِنْ يَدِهِ الْيُمْنٰى فَسَبَّحَ ذٰلِكَ النُّوْرُ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَتْ تِلْكَ الْاِصْبَعُ مُسَبِّحَةً كَمَا فِي الرَّوْضِ الْفَائِقِ اَوْ اَظْهَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى جَمَالَ حَبِيْبِهِ فِيْ صَفَاءِ ظُفْرَيْ اِبْهَامَيْهِ مِثْلَ الْمِرْاٰةِ فَقَبَّلَ اٰدَمُ ظُفْرَيْ اِبْهَامَيْهِ وَ

جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ تمہاری پشت سے آخری زمانے میں ظہور فرمائیں گے۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی اُنگلی میں نُورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چمکایا تو اس نُور نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھی اسی واسطے اس انگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔

جیسا کہ روض الفائق میں ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں آئینہ

مَسَحَ عَلٰی عَیْنَیْهِ فَصَارَ اَصْلًا لِذُرِّیَّتِهٖ فَلَمَّا اَخْبَرَ جِبْرِیْلُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ سَمِعَ اِسْمِیْ فِی الْاَذَانِ فَقَبَّلَ ظُفْرَیْ اِبْهَامَیْهِ وَمَسَحَ عَلٰی عَیْنَیْهِ لَمْ یَعْمَ اَبَدًا۔

(تفسیر روح البیان صفحہ ۲۲۹ ج ۷ مطبوعہ بیروت)

کی طرح ظاہر فرمایا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرا۔ پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوتی پھر جب جبریل امین علیہ السلام نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا۔ جو شخص اذان میں میرا نام سُنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر ملے۔ تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

در محیط آوردہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بمسجد در آمد و نزدیک ستون بنشست و صدیق رضی اللہ عنہ در برابر آنحضرت نشستہ بود بلال رضی اللہ عنہ برخاست و باذان اشتغال فرمود چوں گفت اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر دو ناخن ابہامین خود را بر ہر دو چشم خود نہادہ گفت قُرَّةُ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ چوں بلال رضی اللہ عنہ فارغ شد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ یا ابابکر ہر کہ بکند چنیں کہ تو کردی خدائے بیامرزد گناہانِ جدید و قدیم او را اگر

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور و معروف تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں کہ محیط میں لایا ہے۔ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہوتے اور ایک ستون کے قریب بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس بیٹھے تھے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور اذان دینا شروع کر دی۔ جب اشہدان محمداً رسول اللہ کہا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا اور کہا قُرَّةُ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

بعمد بودہ باشد اگر بخطا۔

(تفسیر روح البیان صفحہ ۲۲۹ ج ۷ مطبوعہ بیروت)

فرمایا کہ اے ابوبکر جو شخص ایسا کرے جیسا کہ تم نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔

امام ابوطالب محمد بن علی مکی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام ابوطالب محمد بن علی مکی علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف قوت القلوب کے حوالہ سے زبدۃ المفسرین علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے۔

حضرت شیخ امام ابوطالب محمد بن علی مکی رفع اللہ درجاتہ در قوت القلوب روایت کردہ از ابن عیینہ رحمۃ اللہ کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بمسجد در آمد در دہ محرم و بعد از آنکہ نماز جمعہ ادا فرمودہ بود نزدیک اسطوانہ قرار گفت و ابوبکر رضی اللہ عنہ بظہر ابہامین چشم خود را مسح کرد و گفت قُرَّةُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ و چوں بلال رضی اللہ عنہ از اذان فراغت روتے نمود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ اے ابابکر ہر کہ بگوید آنچہ تو گفتی از روئے شوق بلقائے من و بکند آنچہ تو کردی خدائے در گزارد گناہاں ویرا آنچہ باشد نو و کہنہ خطا و عمد و نہاں و آشکارا۔ (تفسیر روح البیان صفحہ ۲۲۹ ج ۷ مطبوعہ بیروت)

حضرت شیخ امام ابوطالب محمد بن علی مکی اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرماتے اپنی کتاب قوت القلوب میں فرماتے ہیں۔ کہ ابن عیینہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز جمعہ ادا فرمانے کیلئے دس محرم کو مسجد میں تشریف فرما ہوتے۔ ایک ستون کے نزدیک جلوہ افروز ہوتے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی آنکھوں پر پھیرا۔ اور قُرَّةُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُوْلَ اللہ کہا۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوگئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوبکر جو کچھ تم نے کہا ہے۔ میری محبت میں جو بھی کہے اور جو کچھ تم نے کیا ہے۔ وہ کرے (یعنی انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اور قُرَّةُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُوْلَ اللہ کہے) تو خدا تعالیٰ اس کے تمام نئے اور پرانے ظاہری اور باطنی گناہوں سے درگزر فرماتے گا۔

علامہ شمس الدین سخاوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ سخاوی نے دیلمی کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے کہ خلیفہ اوّل امیر المومنین سیدنا

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب موذن کو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ کہتے سُنا۔

قَالَ هٰذَا وَقَبَّلَ بَاطِنَ الْاَنْمُلَتَيْنِ السَّبَّابَتَيْنِ وَمَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيْلِيْ فَقَدْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ۔ (مقاصد حسنہ صفحہ ۳۸۴ مطبوعہ مصر)

تو یہی کہا اور اپنی شہادت کی انگلیوں کے پوروں زیریں جانب سے چوم کر آنکھوں سے لگاتے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو میرے اِس دوست کی طرح کرے گا۔ اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

فقیہہ محمد بن سعید خولانی علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ مجھے فقیہہ عالم ابوالحسن علی بن محمد بن حدید نے اور ان کو فقیہہ زاہد بلالی علیہ نے بتایا ہے کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے فرمایا۔

مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ مَرْحَبًا بِحَبِيْبِيْ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقَبِّلُ اِبْهَامَيْهِ وَيَجْعَلُهُمَا عَلٰى عَيْنَيْهِ لَمْ يَعْمَ وَلَمْ يَرْمَدْ۔ (مقاصد حسنہ صفحہ ۳۸۵)

جو شخص موذن سے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ سُن کر مَرْحَبًا بِحَبِيْبِيْ اور قُرَّةُ عَيْنِيْ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے۔ پھر دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھے۔ تو وہ کبھی اندھا نہیں ہو گا۔ اور نہ اس کی آنکھیں کبھی دُکھیں گی۔

حضرت خضر علیہ السلام کا عقیدہ

علامہ شمس الدین سخاوی علیہ الرحمۃ نے امام ابوالعباس احمد بن ابوبکر الرداد الیمانی علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف موجبات الرحمہ وعزائم المغفرہ کے حوالہ سے سیدنا خضر علیہ السلام کا فرمان بھی نقل فرمایا ہے۔ جو کہ مندرجہ بالا ارشاد کے مطابق ہی ہے۔

مشائخ عراق علیہم الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ امام شمس محمد بن صالح مدنی علیہ الرحمۃ کی لکھی ہوئی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ عراق الاعجم کے بہت سے مشائخ عظام نے فرمایا ہے۔ کہ

جب انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرے تو یہ درود شریف پڑھے۔
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا حَبِيْبَ قَلْبِيْ وَ يَا نُوْرَ بَصَرِيْ وَيَا قُرَّةَ عَيْنِيْ۔ کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی۔
اور یہ مجرب ہے۔ امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ الحمد للہ جب سے میں نے یہ سنا ہے یہ مبارک عمل کرتا ہوں آج تک میری آنکھیں نہیں دکھیں نہ دکھیں گی اور نہ میں اندھا ہوں گا۔ (اِنشاءَاللہ) (المقاصد الحسنہ صـ۳۸۴)

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب شامی شریف میں علامہ ابن عابدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

وَاعْلَمْ اَنَّهٗ يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّقَالَ عِنْدَ سِمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَيِ الْاِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَاِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ لَهٗ قَائِدًا اِلَى الْجَنَّةِ۔
(شامی شریف صـ۳۷ ج ۱ مطبوعہ مصر)

جان لو بیشک اذان کی پہلی شہادت کے سننے پر صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اور دوسری شہادت کے سننے پر قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه کہنا مستحب ہے۔ پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

امام قہستانی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ مندرجہ بالا عبارت لکھ کر تحریر فرمایا ہے۔ کہ

كَذَا فِيْ كَنْزِ الْعِبَادِ قُهُسْتَانِيْ وَنَحْوُهٗ فِي الْفَتَاوٰى الصُّوْفِيَهْ وَفِيْ كِتَابِ الْفِرْدَوْسِ مَنْ قَبَّلَ ظُفْرَيْ اِبْهَامَيْهِ عِنْدَ

ایسا ہی کنز العباد امام قہستانی میں، اور اسی طرح فتاوٰی صوفیہ اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ

سِمَاعِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ فِی الْاَذَانِ اَنَا قَائِدُهٗ وَمُدْخِلُهٗ فِیْ صُفُوْفِ الْجَنَّةِ وَتَمَامُهٗ فِیْ حَوَاشِی الْبَحْرِ لِلرَّمْلِی۔ (شامی شریف ص۳۷ جلد ۱ مطبوعہ مصر)

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ سنکر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے (اس کے متعلق رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ) میں اس کا قائد بنوں گا۔ اور اس کو جنّت کی صفوں میں داخل کروں گا۔ اس کی پوری تشریح اور بحث بحر الرائق کے حواشی رملی میں موجود ہے۔

رئیس المفسرین علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ نے بھی امام قہستانی علیہ الرحمۃ کی عبارت اپنی تفسیر روح البیان ص۲۲۸-۲۲۹ ج۱ میں درج فرمائی ہے۔

علّامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

فقہ حنفی کی کتاب طحطاوی شریف میں بھی درج ہے۔ کہ

ذَكَرَ الْقُهِسْتَانِيُّ عَنْ كَنْزِ الْعِبَادِ اَنَّهٗ يُسْتَحَبُّ اَنْ يَّقُوْلَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَتَيْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَعِنْدَ سَمَاعِ الثَّانِيَةِ قُرَّتْ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ اِبْهَامَيْهِ عَلٰى عَيْنَيْهِ فَاِنَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ لَهٗ قَائِدًا اِلَى الْجَنَّةِ وَذَكَرَ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ مَرْفُوْعًا مَنْ مَسَحَ الْعَيْنَيْنِ بِبَاطِنِ اَنْمُلَةِ السَّبَّابَتَيْنِ بَعْدَ تَقْبِيْلِهِمَا عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ وَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

علامہ قہستانی علیہ الرحمۃ نے کنز العباد سے ذکر کیا ہے۔ کہ مستحب ہے۔ کہ جب موذن پہلی دفعہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ تو سننے والا صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہے۔ اور دوسری دفعہ اشہد ان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت (سننے والا) قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ اپنے دونوں انگوٹھوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر پڑھے۔ تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنّت میں اس کے قائد ہوں گے اور دیلمی نے فردوس میں ذکر فرمایا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوعًا دونوں ہاتھوں کے دونوں انگوٹھوں کے پوروں کا بوسہ لے کر آنکھوں پر ملنا موذن کے اشہد ان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت کہے اَشْهَدُ اَنَّ

وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا حَلَّتْ شَفَاعَتِيْ وَكَذَا رُوِيَ عَنِ الْخِضْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبِمِثْلِهٖ يُعْمَلُ فِي الْفَضَائِلِ۔

(طحطاوی شریف صـ۱۲۲)

مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا تو اس کو میری شفاعت لازمی ہوگی اور اس طرح حضرت خضر علیہ السلام سے مروی ہے۔ اور اسی طرح فضائل میں عمل کیا جاتا ہے۔

استاذِ حدیث علامہ شمس محمد بن ابو نصر بخاری علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام المحدثین شمس الدین سخاوی علیہ الرحمۃ امام طاؤس علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے استاذ حدیث علامہ شمس محمد بن ابو نصر بخاری رحمۃ اللہ الباری سے یہ حدیث سُنی ہے۔

مَنْ قَبَّلَ عِنْدَ سَمَاعِهٖ مِنَ الْمُؤَذِّنِ كَلِمَةَ الشَّهَادَةِ ظُفْرَيْ اِبْهَامَيْهِ وَمَسَحَهُمَا عَلٰى عَيْنَيْهِ وَقَالَ عِنْدَ الْمَسِّ اَللّٰهُمَّ احْفَظْ حَدَقَتَيَّ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَوِّرْهُمَا لَمْ يَعْمَ۔

جو شخص موذن سے کلمہ شہادت سُنکر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں پر پھیرے اور یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ احْفَظْ حَدَقَتَيَّ وَنَوِّرْهُمَا بِبَرَكَةِ حَدَقَتَيْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُوْرِهِمَا وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(مقاصد حسنہ صـ۳۸۵)

پس قرآن و حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ دیوبندی اور اہل حدیث غیر مقلدین اہل سنت وجماعت نہیں ہیں۔

حیات النبی صلے اللہ علیہ وسلم

دیوبندی اور اہلحدیث نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیات النبی ہونے کا انکار کرتے ہیں اور اہل سنت وجماعت حیات النبی تسلیم کرتے ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ	اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں
سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ	انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔
وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ٥	ہاں تمہیں خبر نہیں۔

(پ ۲ - ع ۳)

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ	حافظ الحدیث علی الاطلاق علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

وَاِذَا ثَبَتَ اَنَّهُمْ اَحْيَآءٌ	اور جب (قرآنی ارشادات سے) یہ
مِنْ حَيْثُ النَّقْلِ فَاِنَّهٗ يُقَوِّيْهِ	بات ثابت ہوگئی کہ شہید لوگ زندہ ہیں
مِنْ حَيْثُ النَّظَرِ كَوْنُ الشُّهَدَآءِ	اور یہی عقل سے بھی با دلیل ثابت ہے
اَحْيَآءً بِنَصِّ الْقُرْاٰنِ وَالْاَنْبِيَآءُ	تو وہ انبیاء کرام علیہم السلام جن کا درجہ

اَفْضَلُ مِنَ الشُّهَدَآءِ۔ شہداء سے بلند اور بالاتر ہے۔ انکی حیات بطریق اولیٰ ثابت ہوگی۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ح ؛

وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ	اور ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے
قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا	پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمٰن
مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً	کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائیے جن
يُّعْبَدُوْنَ (الزخرف (پ ۲۵ ع ۱۰)	کو پوجا ہو۔

اس آیت کے متعلق دیوبندی حضرات کے شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب کے خلیفہ مولوی ناہد الحسینی صاحب رقمطراز ہیں کہ۔

اس آیت کی تفسیر میں علماء تفسیر نے یہ فرمایا ہے کہ

یُسْتَدَلُّ بِہٖ عَلٰی حَیٰوۃِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَام ۔ (مشکلات القرآن ص۲۳۴)

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری نے فرمایا ہے کہ اس آیت سے انبیاء علیہم السلام کی حیات پر استدلال کیا گیا ہے۔ کیونکہ جو لوگ مر گئے ہیں ان سے کسی بات کا پوچھنا یا پوچھنے کا حکم دینا یہ درست نہیں ہو سکتا۔ تمام مفسّرینِ قرآنِ حکیم نے یہی تفسیر اور ترجمہ فرمایا ہے۔ چند تفاسیر کے حوالہ جات درج ہیں۔

تفسیر درمنثور جلد نمبر ۶ ص۱۶ تفسیر روح المعانی جلد نمبر ۲۵ ص۸۹، تفسیر جمل علی الجلالین جلد ۴ ص۸۸ شیخ زادہ حنفی حاشیہ بیضاوی جلد ۳ ص۲۹۸۔ علامہ خفاجی مصری حاشیہ بیضاوی جلد ۷ ص۴۴۴ (رحمتِ کائنات ص۱۵۶)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ

رسولِ معظم، نورِ مجسم۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اَتَیْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ وَھُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ.

(شبِ معراج) میرا گذر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے ہوا میں نے دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں سُرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس ہے۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

صحیح حدیث میں ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کی ایک جماعت تھی کہ آپ نے فرمایا کہ میں موسیٰ اور یونس (علیہما السلام) کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہہ رہے ہیں (صحیح مسلم ص۔)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلٰئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَا

مجھ پر کثرت سے جمعہ کے روز درود پڑھا کرو کیونکہ وہ مشہود دن ہے۔ اس روز ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔ جو مجھ پر جمعہ کے دن درود بھیجتا ہے۔

يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔

تو مجھ پر اس کا درود پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ درود و سلام سے فارغ ہو جائے۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت موت کے بعد بھی سنیں گے تو آپ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے اجسام کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ کا ہر نبی زندہ ہے۔ اس کو رزق دیا جاتا ہے

ابن ماجہ ص۱۱۹، نیل الاوطار ص۲۱۰ ج۳، عون المعبود ص۴۰۵ ج۱، وفاء الوفاء للسمہودی۔
جلاء الافہام ص۳۳،۳۴، جامع صغیر ص۵۴ ج۱، مشکوٰۃ ص۱۲۱، مرقاۃ ص۲۱۱ ج۲، اشعۃ اللمعات

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے جو کہ اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمام دنوں میں سے افضل جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم کی تخلیق ہوئی۔ اسی دن ان کی روح قبض ہوئی۔ اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اور اسی دن قیامت کی بیہوشی ہوگی۔

فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ قَالَ يَقُولُونَ بَلِيتَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ۔

پس جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود بیشک مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب آپ قبر میں گل چکے ہوں گے تو اس وقت ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا۔ تو آپ نے فرمایا اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو مٹی بنائے۔

مشکوٰۃ ص۱۲۰، مرقاۃ ص۲۰۹ ج۲، اشعۃ اللمعات ص۶۱۳ ج۱، ابو داؤد ص۱۵۰ ج۱، نسائی ص۱۵۴ ج۱، ابن ماجہ ص۷۷، دارمی ص۱۹۵، مستدرک ص۲۷۸ ج۱، سنن کبریٰ ص۲۴۸ ج۳، نیل الاوطار ص۲۱۰-۲۱۱ ج۳،

جلاء الافہام ص ۳۵، الصلوٰۃ والسلام ص ، جامع صغیر ص ، مدارج النبوۃ فارسی ج ۲ ص ۴۲

علامہ بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

حافظ الحدیث، امام بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

صَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَرْضَ لَا تَأْكُلُ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَتَحَصَّلَ مِنْ جُمْلَةِ هٰذَا الْقَطْعُ بِأَنَّهُمْ غُيِّبُوْا عَنَّا بِحَيْثُ لَا نُدْرِكُهُمْ وَإِنْ كَانُوْا مَوْجُوْدِيْنَ أَحْيَاءً وَذٰلِكَ كَالْحَالِ فِي الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَإِنَّهُمْ مَوْجُوْدُوْنَ أَحْيَاءٌ لَا يَرَاهُمْ أَحَدٌ مِنْ نَوْعِنَا إِلَّا مَنْ خَصَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِكَرَامَتِهِ وَإِذَا تَقَرَّرَ أَنَّهُمْ أَحْيَاءٌ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ زمین انبیاء کرام کے جسموں کو نہیں کھاتی ایسے ارشادات سے نتیجہ قطعی طور پر حاصل ہوتا ہے۔ کہ انبیاء کرام زندہ ہیں۔ صرف وہ ہم سے غائب کر لئے گئے ہیں۔ کہ ہم ان کا ادراک نہیں کر سکتے جیسا کہ فرشتوں کا معاملہ ہے۔ کہ وہ زندہ بھی ہیں۔ اور موجود بھی۔ لیکن ہم ان کو پا نہیں سکتے۔ ہاں جن پہ اللہ تعالیٰ کرامت فرمائے۔ وہ اُنہیں دیکھ بھی سکتے ہیں یہ بات طے شدہ ہے کہ انبیاء کرام زندہ ہیں

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ص ۶۹ ج ۶ مطبوعہ بیروت)

مُلّا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

اُمت محمدیہ کے عظیم محدث مُلّا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں فرماتے ہیں۔

قَالَ أَيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَيْ مَنَعَهَا وَفِيْهِ مُبَالَغَةٌ لَطِيْفَةٌ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ أَيْ مِنْ أَنْ تَأْكُلَهَا فَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ أَحْيَاءٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ پیغمبروں کے جسموں کو کھائے یہ اسی لئے تھا۔ کہ انبیاء کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام کے اس سوال کے بعد کہ بعد الوفات یہ صلوٰۃ

مُحَصَّلُ الْجَوَابِ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ اَحْيَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ فَيُمْكِنُ لَهُمْ سَمَاعُ صَلٰوةِ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِمْ ۔
(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۲۰۹ ج ۲ مطبوعہ ملتان)

وسلام کیسے پیش ہوگا) جواب میں یہ ارشاد فرمانا اس کا ماحصل ہی یہ ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبور شریفہ میں اسی طرح زندہ ہوتے ہیں کہ جو ان پر صلوٰۃ وسلام پڑھے اُسے وہ خود سُن سکتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ القوی فرماتے ہیں کہ ازیں جا معلوم می شود کہ حیات انبیاء حیات حسی و دنیاوی است نہ بمجرد بقائے ارواح ۔

(مدارج النبوۃ فارسی ص ۹۲ ج ۲)

شیخ محقق علیہ الرحمۃ اپنی دوسری تصنیف لطیف تکمیل الایمان میں تحریر فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کو موت نہیں وہ زندہ اور باقی ہیں ۔ ان کے واسطے وہی ایک موت ہے ۔ جو ایک دفعہ آچکی ۔ اس کے بعد ان کی روحیں بدن میں لوٹا دی جاتی ہیں ۔ اور جو حیات ان کو دنیا میں تھی وہی عطا فرماتے ہیں ۔ (تکمیل الایمان ص ۵۸)

علامہ شامی حنفی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ ابن عابد بن شامی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَحْيَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ

تحقیق انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(شامی شریف ص ۳۲۵ ج ۲ مطبوعہ مصر)

مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ اللہ الباری تحریر فرماتے ہیں ۔

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ وَمَا اَفَادَهٗ مِنْ ثُبُوْتِ حَيٰوةِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ حَيٰوةً بِهَا يَتَعَبَّدُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ مَعَ اِسْتِغْنَائِهِمْ

ابن حجر نے فرمایا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے ۔ کہ اپنی قبروں میں عبادت کرتے ہیں ۔ نماز پڑھتے ہیں ۔

عَنِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ كَالْمَلٰئِكَةِ ۲ مرلا مرية فيه۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۹-۲۱۰ جلد ۲) اور وہ کھانے پینے سے اسی طرح بے نیاز ہیں جس طرح ملائکہ زندہ ہیں۔ مگر کھاتے پیتے نہیں۔

لہٰذا قرآن وسنّت کی روشنی میں معلوم ہُوا کہ دیوبندی اور غیر مقلد اہلحدیث اہل سُنت وجماعت نہیں ہیں۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دیوبندی اور غیر مقلد اہلحدیث حضرات کے اکابر کا عقیدہ ہے کہ لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء وانبیاء اور علماء ربانیین بھی موجبِ رحمتِ عالم ہوتے ہیں۔

اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہونا سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کا ہی خاصہ ہے۔ اِن کے علاوہ رحمۃ للعالمین کوئی بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ ۱۷ ع ۷) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (پ ۲۲ ع ۹) اور اے محبوب ہم نے تمکو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ (پ ۹ ع ۲۰) تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسُول ہوں۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیدہ

سرورِ عالم نُورِ مجسّم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ ہر نبی صرف اپنی ہی قوم کی طرف

خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۲)

مبعوث ہوتا رہا۔ اور میں سارے لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔

اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً میں ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۱۲، اشعۃ اللمعات فارسی ص۱۶۹ج۴، مرقاۃ شریف ص۲۹ج۱۱، صحیح مسلم شریف ص۔)

قارئین کرام:۔ جب اللہ تعالےٰ کی ساری مخلوق کے رسول صرف رسول آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں تو (رحمۃ للعالمین) صرف سارے جہانوں کے لیے رحمت انہیں کا ہی خاصہ ہے۔ اور کسی کا خاصہ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا دیوبندیوں اور وہابی اکابر کا عقیدہ قرآن و سنت کے خلاف ہے اس لیے وہ اہلِ سنت وجماعت نہیں ہیں۔

حاضر و ناظر

دیوبندی اور اہلِ حدیث غیر مقلدین نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنا شرک قرار دیتے ہیں اور اہلِ سنت وجماعت اس کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (پ۲۲ ع ۳)

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

شاہد کا معنےٰ حاضر و ناظر ہے۔ کیونکہ شاہد شہود اور شہادت سے مشتق ہے۔

مفردات امام راغب میں ہے۔

اَلشُّهُوْدُ وَالشَّهَادَةُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ

شہود اور شہادت کا معنےٰ حاضر ہونا مع مشاہدہ بصر یا بصیرت

اَوِ الْبَصِیْرَۃِ۔ کے ساتھ۔

(مفردات ص۲۷ مطبوعہ مصر)

تفسیر کبیر۔ روح المعانی۔ مدارک۔ ابوالسعود۔ بیضاوی جمل اور جلالین میں ہے کہ آپ کا شاہد ہونا ان کے لئے ہے۔ جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں تفسیر جلالین شریف کی عبارت پیش خدمت ہے۔

اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا عَلٰی مَنْ اُرْسِلْتَ اِلَیْھِمْ۔ (تفسیر جلالین ص۳۵۵)	آپ کو ہم نے حاضر ناظر بنا کر بھیجا ان پر جن کی طرف آپ بھیجے گئے ہیں۔

صحیح مسلم شریف | میں نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً (صحیح مسلم شریف ص) مشکوٰۃ شریف ص۵۱۲	میں اللہ کی تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں
وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا (پ۲ ع۱)	اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ہیں۔

شہید بھی شہادت سے مشتق ہے۔ شہادت کا معنی احضور مع المشاہدۃ ہے۔

علامہ طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ | علامہ طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ نے مجمع بحارالانوار میں جو کہ کتب حدیث کی لغت ہے۔ میں فرمایا ہے۔

اَنَا شَھِیْدٌ اَیْ اُشْھِدُ عَلَیْکُمْ بِاَعْمَالِکُمْ فَکَاَنِّیْ بَاقٍ مَعَکُمْ اَنَا شَھِیْدٌ عَلٰی ھٰؤُلَآءِ اَیْ اَشْفَعُ وَاَشْھَدُ بِاَنَّھُمْ بَذَلُوْا اَرْوَاحَھُمْ لِلّٰہِ۔	میں شہید ہوں یعنی میں تم پر تمہارے اعمال کی شہادت دونگا۔ پس گویا میں تمہارے ساتھ باقی ہوں اور طبرانی میں اَنَا شَھِیْدٌ عَلٰی ھٰؤُلَآءِ وارد ہوا ہے۔ یعنی میں

شفاعت کروں گا اور گواہی دوں گا۔ اس بات کی کہ انہوں نے اپنی روحوں کو اللہ تعالٰی کے

لئے خرچ کیا ہے۔ (مجمع بحار الانوار صفحہ ۲۲۰ ج ۲)

امام خازن علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

تفسیر خازن میں فرماتے ہیں۔

شُهُوْدٌ اَیْ حُضُوْرٌ۔ شہود یعنی حاضر ہونا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ دَیْنًا فَعَلَیَّ (النسائی شریف صفحہ ۲۷۹ ج ۱)

میں ہر مومن سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ جس نے قرضہ چھوڑا اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (پ ۱۷ ع ۷)

اور ہم نے نہیں بھیجا۔ آپ کو اے محمد مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ اس آیۂ شریفہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ۔

وَكَوْنُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَحْمَةً لِّلْجَمِیْعِ بِاِعْتِبَارِ اِنَّهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَاسِطَةُ الْفَیْضِ الْاِلٰهِیِّ عَلَی الْمُمْكِنَاتِ عَلٰی حَسَبِ الْقَوَابِلِ وَلِذَا كَانَ نُوْرُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ الْمَخْلُوْقَاتِ فَفِی الْخَبَرِ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی نُوْرُ نَبِیِّكَ یَا جَابِرُ

اور تمام جہانوں کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کل کائنات پر ان کی قابلیت و استعداد کے موافق فیض الٰہی کا واسطہ عظمیٰ ہیں۔ اسی لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اول مخلوقات ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے۔ اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اور دوسری حدیث میں

وَجَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی الْمُعْطِیْ
وَاَنَا الْقَاسِمُ وَلِلصُّوْفِيَّةِ
قُدِّسَتْ اَسْرَارُهُمْ
فِیْ هٰذَا الْفَضْلِ كَلَامٌ فَوْقَ
ذٰلِكَ ۔ (تفسیر روح المعانی صفحہ ۱۰۱ ج ۲۷)

آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے
اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔
اور حضرات صوفیاء قدست اسرارہم
کا کلام اس بیان میں ہمارے کلام سے
بڑھ چڑھ کر آتا ہے۔

علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

تفسیر روح البیان میں اسی آیۂ شریفہ کے تحت علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

قَالَ فِیْ عَرَائِسِ الْبَقْلِیْ اَيُّهَا
الْفَهِيْمُ اِنَّ اللّٰهَ اَخْبَرَنَا
اَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوَّلُ
مَا خَلَقَهٗ ثُمَّ خَلَقَ جَمِيْعَ الْخَلَائِقِ
مِنَ الْعَرْشِ اِلَى الثَّرٰى مِنْ بَعْضِ
نُوْرِهٖ فَاِرْسَالُهٗ اِلَى الْوُجُوْدِ الشُّهُوْدِ
رَحْمَةٌ لِكُلِّ وُجُوْدٍ اِذَا الْجَمِيْعُ
صَدَرَ مِنْهُ فَكَوْنُهٗ
كَوْنُ الْخَلْقِ وَكَوْنُهٗ سَبَبُ وُجُوْدِ
الْخَلْقِ وَسَبَبُ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى
جَمِيْعِ الْخَلَائِقِ فَهُوَ رَحْمَةٌ
كَافِيَةٌ وَافْهَمْ اَنَّ جَمِيْعَ
الْخَلَائِقِ صُوْرَةٌ مَخْلُوْقَةٌ مَطْرُوْحَةٌ
فِیْ فَضَاءِ الْقُدْرَةِ بِلَا رُوْحِ الْحَقِيْقَةِ
مُنْتَظِرَةٌ لِقُدُوْمِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَاِذَا قَدِمَ اِلَى الْعَالَمِ صَارَ الْعَالَمُ

اے فہیم! ہمیں اللہ تعالیٰ نے خبر
دی ہے کہ نور محمدی تمام مخلوق سے پہلے ہے
اس کے بعد جملہ مخلوق عرش سے تحت
الثریٰ تک آپ کے نور سے پیدا ہوئی
ہے۔ اس معنے پر آپ عالم وجود وشہود
کے رسول اور کل موجودات کے لئے
رحمت ہیں پس تمام کے تمام آپ سے
ہی صادر ہوئے اور جملہ مخلوق کے وجود اور جمیع مخلوق پر رحمت
کے سبب ہیں یوں کہیئے کہ آپ جملہ
عالم کے ذرہ ذرہ کے لئے رحمت ہیں
اور معلوم ہوا کہ جمیع مخلوق فضاء د
قدرت میں بلا روح پڑی تھی۔ اور
حضور علیہ السلام کی تشریف آوری
کی منتظر تھی جب آپ تشریف لائے
تو جملہ عالم کو زندگی ملی کیونکہ آپ
جملہ عالم کی روح ہیں۔

خِيَارٌ بِوُجُوْدِهٖ لِاَنَّهٗ رُوْحُ جَمِيْعِ الْخَلَائِقِ۔

(تفسیر روح البیان ص ۵۲۸ جز ۱۷، مطبوعہ بیروت)

وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (پ ۲۶ ع ۱۳)	اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں۔
اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ۔ (پ ۲۱ ع ۱۷)	یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔ اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔
لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (پ ۱۱ ع ۵)	بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان، مہربان
وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (پ ۱۱ ع ۲)	اور تم فرماؤ۔ کام کرو۔ اب تمہارے کام دیکھے گا۔ اللہ اور اس کے رسول اور مسلمان۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عقیدہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقَظَةِ۔	جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا۔

(بخاری ص ۱۰۳۵ ج ۲، فتح الباری ص ۲۸۳ ج ۱۲، عمدۃ القاری ص ۱۴۰ ج ۲۴، ارشاد الساری ص ۱۱۳ ج ۱۰، مشکوٰۃ شریف ص ۳۹۴، اشعۃ اللمعات فارسی ص ۶۴۰ ج ۳، مرقاۃ ص ۲۷ ج ۹، ابوداؤد ص ۳۲۹ ج ۲، عون المعبود ص ج، جامع ترمذی ص ۵۲ ج ۲، مواہب اللدنیہ ص ج، زرقانی شریف ص ۲۸۹ ج ۲، صحیح مسلم شریف ص ۲۴۲ ج ۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شیخ المحدثین علی الاطلاق بالاتفاق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں۔

این بشارت است نمائیان جمال اورا درخواب کہ آخر بعد از ارتفاع کدورات نفسانیہ وقطع علائق جسمانیہ بمرتبہ برسند کہ بے حجاب کشفاً وعیاناً در بیداری بایں سعادت فائز باشند چنانچہ اہل خصوص از اولیاء را میسر شدہ وبراین معنیٰ این حدیث دلیل میشود برصحت رؤیت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در یقظہ۔

یہ بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جو آپ کے جمال کو خواب میں دیکھتے ہیں۔ کہ وہ آخر میں نفسانی تاریکیوں کے بعد اور جسمانی موانع کے ختم کے بعد اس مرتبہ میں پہنچتے ہیں۔ کہ بغیر حجاب ظاہر باہر حالت بیداری میں اس سعادت سے بہرہ مند ہوں گے۔ جیسا کہ اولیاء اللہ ہیں۔ عالم بیداری میں انکو زیارت ہوتی ہے۔ اس معنی کے بناء پر یہ حدیث دلیل ہے۔ کہ بیداری میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت صحیح اور درست ہے۔

(اشعۃ اللمعات فارسی صـ ۲۴۰ جلد ۲)

وبا چندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علماء امت است کہ یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم وتاویل دائم وباقی است وبر اعمال امت حاضر وناظر ومر طالبان حقیقت را ومتوجہان آں حضرت را مفیض ومربی است۔

اور باوجود اسقدر اختلافات اور بکثرت مذاہب کے جو علماء امت میں ہیں۔ ایک کو اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر شائبہ مجاز اور بلا توہم تاویل حقیقت حیات کے ساتھ دائم وباقی ہیں۔ اور اعمال امت پر حاضر وناظر ہیں اور طالبان حقیقت اور اپنی طرف متوجہ ہونے والوں کو فیض پہنچاتے ہیں اور ان کی تربیت فرماتے ہیں۔

(مکتوبات شریف برحاشیہ اخبار الاخیار شریف صـ ۱۶۱)

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یَقُلِ اللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔

جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہے۔ پھر کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

(ابن ماجہ شریف صـ۵۶ ، ابوداؤد صـ۶۷ ج۱ ، سنن کبرٰی صـ۲۴۲ ج۲)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

امام المحدثین قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ اَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

میں جس وقت مسجد میں داخل ہوتا ہوں۔ تو کہتا ہوں۔ اے نبی آپ پر سلام ہو۔ اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

(شفاء شریف صـ۵۲ ج۲ مطبوعہ بیروت)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس بیان سے اظہر من الشمس ہے کہ جس مسجد میں بھی وہ داخل ہوں تو اس وقت وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ندا اور خطاب کے ساتھ سلام عرض کرتے ہیں۔

سیدنا عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

علامہ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ (جو کہ تابعی ہیں) اللہ تعالیٰ کے فرمان اِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ کی تفسیر فرماتے ہیں۔

اِنْ لَّمْ یَکُنْ فِی الْبَیْتِ اَحَدٌ فَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

گھر میں کوئی نہ ہو تو کہو سلام ہو نبی پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

(شفاء شریف صـ۵۰ ج۲)

مُلّا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

عمرو بن دینار رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مندرجہ بالا ارشاد کی شرح میں ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

لِاَنَّ رُوْحَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ

اس لئے کہ نبی پاک علیہ السلام کی

حَاضِرٌ فِي بُيُوتِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ

(شرح شفاء صفحہ ۴۶۴ جلد ۲ مطبوعہ بیروت)

روح مبارک ہر مسلمان کے گھر میں حاضر اور موجود ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ بدر الدین عینی، علامہ قسطلانی، علامہ عبد الباقی علیہم الرحمۃ کا عقیدہ

وَيَحْتَمِلُ أَنْ يُقَالَ عَلَى طَرِيقِ أَهْلِ الْعِرْفَانِ الْمُصَلِّيْنَ أَنَّهُمْ لَمَّا اسْتَفْتَحُوا بَابَ الْمَلَكُوتِ بِالتَّحِيَّاتِ أُذِنَ لَهُمْ بِالدُّخُولِ فِي حَرِيمِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ فَقَرَّتْ أَعْيُنُهُمْ بِالْمُنَاجَاتِ فَنُبِّهُوا عَلَى ذَالِكَ بِوَاسِطَةِ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَبَرَكَةِ مُتَابَعَتِهِ فَالْتَفَتُوا فَإِذَا الْحَبِيبُ فِي حَرَمِ الْحَبِيبِ حَاضِرٌ فَأَقْبَلُوا عَلَيْهِ قَائِلِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.

اہل عرفان کے طریقہ پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوایا تو انھیں حي لا یموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی۔ ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں۔ تو انہیں اس بات پر تنبیہ کی گئی کہ بارگاہِ خداوندی میں جو انھیں یہ شرف باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت متابعت کا طفیل ہے۔ نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر ہو کر بارگاہِ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہے۔

یعنی دربارِ خداوندی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں، حضور کو دیکھتے ہی السلام علیک ایها النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے حضور کی طرف متوجہ ہوئے۔"

(فتح الباری جلد ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵۰)

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۱۱۱ اور مواہب اللدنیہ جلد ثانی صفحہ ۲۳، زرقانی شرح مواہب جلد ۷ صفحہ ۳۲۹/۳۳۰ زرقانی شرح مؤطا امام مالک جلد اول صفحہ ۱۷۱ صعایہ جلد ثانی صفحہ ۲۲۷ فتح الملہم جلد ثانی صفحہ ۱۴۳ وجز والمسالک جلد اول صفحہ ۲۶۵)

علم غیب عطائی

دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث کے اکابر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم غیب عطائی کو بھی شرک قرار دیتے ہیں بلکہ ابوجہل جیسا مشرک کہتے ہیں۔

اہلسنت وجماعت نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے اولین اور آخرین کے حالات کو جاننے والا اور غیب کی باتیں بتانے والا کہتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ۔ (پ ۴ ع ۹)

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

امام سیوطی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

اس آیۃ کے تحت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

اَلْمَعْنٰى لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ اَيْ يَصْطَفِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ فَيُطْلِعُهٗ عَلَى الْغَيْبِ

معنےٰ یہ ہیں کہ اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ پس ان کو غیب پر مطلع کرتا ہے۔

(تفسیر جلالین شریف ص۶۶)

علامہ حقی کا عقیدہ

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ اسی آیۃ کے تحت فرماتے ہیں کہ

فَاِنَّ غَيْبَ الْحَقَائِقِ وَالْاَحْوَالِ لَا يَنْكَشِفُ بِلَا وَاسِطَةِ الرَّسُوْلِ۔

پس حقائق اور حالات کے غیب نہیں ظاہر ہوتے بغیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے۔

(تفسیر روح البیان ص۱۳۲ ج مطبوعہ بیروت)

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا۔ (پ۵ ع۱۴)

اور تم کو سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

امام رازی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام المفسرین فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

اَیْ مِنَ الْاَحْکَامِ وَالْغَیْبِ۔

یعنی احکام اور غیب

(تفسیر کبیر ص ج مطبوعہ مصر)

امام نسفی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام نسفی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

یَعْنِیْ مِنْ اَحْکَامِ الشَّرْعِ وَاُمُوْرِ الدِّیْنِ وَقِیْلَ عَلَّمَکَ مِنْ عِلْمِ الْغَیْبِ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَقِیْلَ مَعْنَاہُ عَلَّمَکَ مِنْ خَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ وَاَطْلَعَکَ عَلٰی ضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ وَعَلَّمَکَ مِنْ اَحْوَالِ الْمُنَافِقِیْنَ وَکَیْدِھِمْ مِنْ اُمُوْرِ الدِّیْنِ وَالشَّرَائِعِ اَوْ مِنْ خَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ۔

یعنی شریعت مطہرہ کے احکام اور امور دین سکھائے اور کہا گیا ہے کہ آپ کو علم غیب میں وہ باتیں سکھائیں جو آپ نہ جانتے تھے اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ آپ کو چھپی چیزیں سکھائیں اور دلوں کے رازوں پر مطلع فرمایا اور منافقین کے مکر و فریب آپ کو بتا دیئے۔ اُمور دین سکھائے چھپی ہوئی باتیں اور دلوں کے راز بتائے۔

(تفسیر مدارک التنزیل ص۱۹۰ ج ۱ مطبوعہ بیروت)

علامہ کاشفی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ کاشفی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کے تحت فرمایا ہے۔

از علم ما کان و ما یکون ہست کہ حق سبحانہ در شب اسرا بداں حضرت عطا

یہ ما کان اور ما یکون کا علم ہے کہ حق تعالیٰ نے شب معراج میں

فرمود چنانچہ در حدیث معراج ہست کہ من در زیر عرش بودم قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ما کان وما یکون۔ (تفسیر حسینی فارسی صـ ۲ مطبوعہ)

میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا چنانچہ حدیث معراج میں ہے کہ ہم عرش کے نیچے تھے ایک قطرہ ہمارے حلق میں ٹپکا پس ہم نے سارے گزرے ہوئے اور آئندہ ہونے والے واقعات معلوم کر لئے۔

خداوند کریم جل جلالہٗ کا ارشاد ہے۔

الرحمٰن ۔ علم القرآن ۔ خلق الانسان ۔ علمہ البیان ۔ (پ ۲۷ ع ۱۱)

الرحمٰن نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔

علامہ خازن علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

تفسیر خازن میں اس آیات کے تحت لکھا ہے کہ

قیل اراد بالانسان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ما کان وما یکون لانہ علیہ السلام نبیّ عن خبر الاولین والاخرین وعن یوم الدین۔

کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں کہ ان کو اگلے پچھلے امور کا بیان سکھا دیا گیا۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو اگلوں اور پچھلوں کی اور قیامت تک کے دن کی خبر دے دی گئی ہے۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

نے اپنی تفسیر مظہری میں فرمایا ہے۔

وعلمک العلوم بالاسرار والمغیبات۔

اور اللہ تعالٰے آپ کو اسرار و مغیبات کے علوم عطا فرمائے۔

(تفسیر مظہری صـ)

علامہ جار اللہ زمخشری

نے اپنی تفسیر کشاف میں فرمایا ہے۔

من مغیبات

خفیہ امور۔ لوگوں کے دلوں کے

الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ اَوْ مِنْ اُمُوْرِ الدِّيْنِ وَالشَّرَائِعِ — حالات امور دین ۔ اور احکام شریعت (تفسیر کشاف ص۶۳ ج۴ مطبوعہ بیروت)

علامہ بغوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

تفسیر معالم التنزیل میں انہیں آیات طیبات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ اَیْ مُحَمَّدًا عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ یَعْنِیْ بَیَانَ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ۔ (تفسیر معالم التنزیل ص) — اللہ تعالیٰ نے انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور ان کو بیان یعنی ساری اگلی پچھلی باتوں کا بیان سکھا دیا۔

پس قرآن وحدیث کی روشنی میں معلوم ہوا۔ کہ دیوبندی اور اہلحدیث غیر مقلدین اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا و آخرت کا علم

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ نبی۔ ولی کو اپنے حال اور دوسرے کے حال کا بھی پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے دنیا میں قبر میں اور حشر میں کیا کرے گا۔[۱]

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا و آخرت و مافیہا کا علم عطا فرمایا ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ کہ

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ (پ ۴ ع ۹)

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (پ ۲۹ ع ۱۲)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ (پ ۷ ع ۱۵)

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں۔ ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے

ان آیات سے عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب پر مطلع فرمایا ہے۔ بلکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو بھی آسمانوں اور زمینوں کی ساری بادشاہی اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے۔

---

[۱] حاشیہ صفحہ ۲۰۳ پہ دیکھیں۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے صفحہ ۲۱۰ جلد ۲ پر کَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاھِیْمَ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ

اِنَّ اللہَ اَرٰی اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَکَشَفَ لَہٗ ذٰلِکَ فَتَحَ عَلَیَّ اَبْوَابَ الْغُیُوْبِ۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۰ ج ۲ مطبوعہ ملتان)	اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھائے اور ان کے لئے ان سب کو کشف فرما دیا اور حضور پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے۔

فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حدیث کے الفاظ کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاری اصلی حنفی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ کہ

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ اَیْ جَمِیْعُ الْکَائِنَاتِ الَّتِیْ فِی السَّمٰوٰتِ بَلْ وَمَا فَوْقَھَا کَمَا یُسْتَفَادُ مِنْ قِصَّۃِ الْمِعْرَاجِ وَالْاَرْضُ ھِیَ بِمَعْنَی الْجِنْسِ اَیْ وَجَمِیْعُ مَا فِی الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ بَلْ وَمَا تَحْتَھَا کَمَا اَفَادَہٗ اِخْبَارُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنِ الثَّوْرِ وَالْحُوْتِ الَّذِیْنَ عَلَیْھِمَا الْاَرْضُوْنَ کُلُّھَا۔ (مرقاۃ شریف صفحہ ۲۱۰ ج ۲ مطبوعہ ملتان)	ابن حجر علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے آسمانوں بلکہ ان سے اوپر کی تمام کائنات کا بھی علم مراد ہے۔ جیسا کہ واقعہ معراج سے مستفاد ہے۔ اور ارض بمعنی جنس ہے۔ یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ جو ان سے بھی نیچے ہیں۔ معلوم ہو گئیں۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ثور۔ حوت کی خبر دینا جن پر سب زمینیں ہیں۔

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث شریف بھی ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں آپ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جنتی ہونا بیان فرمایا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِیْ وَرَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۴۔ مرقاۃ شریف صفحہ ۲۷۸ ج ۱۱ اشعۃ اللمعات فارسی صفحہ ۶۶۲ ج ۴ مطبوعہ لکھنؤ)	جس مسلمان نے مجھے دیکھا اور میرے دیکھنے والے کو دیکھا اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ

والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَبُوْبَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ۔ (ترمذی ص ۲۱۶ ج ۲)

حضرت ابوبکر جنت میں۔ عمر جنت میں عثمان جنت میں۔ علی جنت میں۔ طلحہ جنت میں۔ زبیر جنت میں۔ عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں۔ سعد بن ابی وقاص جنت میں۔ سعید بن زید جنت میں اور ابوعبیدہ بن جراح جنت میں جائیں گے۔

اللہ تعالےٰ قرآنِ پاک میں حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے۔

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ (پ ۱۵ ع ۲۱) اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

اِس آیہ شریفہ کی تفسیر مختلف مستند مفسرین کی مستند کتب تفاسیر کی روشنی میں پڑھئے۔

علامہ قرطبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اَيْ عِلْمَ الْغَيْبِ (تفسیر قرطبی ص ۱۶ ج ۱۶ مطبوعہ بیروت)

اور ہم نے (خضر علیہ السلام کو) اپنے پاس سے علم دیا یعنی علمِ غیب۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے تفسیر روح المعانی میں فرمایا ہے۔

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اَيْ عِلْمًا لا يُكْتَنَهُ وَلَا يُقَادَرُ قَدْرُهُ وَهُوَ عِلْمُ الْغُيُوْبِ۔ (تفسیر روح المعانی ص ۳۳۰ ج ۱۶)

اور ہم نے (خضر علیہ السلام کو) اپنے پاس سے علم دیا جس کی حقیقت کو کوئی نہیں جان سکتا۔ اور نہ کوئی کسے مرتبہ کا اندازہ کر سکتا ہے۔ اور علمِ غیب ہے۔

علامہ ابو سعود حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اَيْ خَاصًّا لَا يُكْتَنَهُ كُنْهُهُ وَلَا يُقَادَرُ قَدْرُهُ وَهُوَ عِلْمُ الْغُيُوْبِ۔ (تفسیر ابو السعود ص ۵۲۶ ج ۲ برحاشیہ تفسیر کبیر)

اور ہم نے (حضرت خضر علیہ السلام کو) اپنے پاس سے خاص علم دیا جس کی حقیقت اور مرتبہ کو کوئی نہیں جانتا اور وہ علم غیوب ہے۔

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا هُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ۔ (تفسیر روح البیان ج۲ ص۲۷۷)

اور ہم نے (خضر علیہ السلام کو) اپنے پاس سے علم دیا جو کہ علم غیوب ہے۔

ناظرین! خضر علیہ السلام کے نبی ہونے کے متعلق اختلاف ہے مگر ولی ہونے کے متعلق سب کا اتفاق ہے۔ اگر خضر علیہ السلام کی یہ شان علمی ہے تو سرورِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمی شان کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کرنا کس قدر جہالت اور سفاہت ہے۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ

قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر مخلوق کی ابتداء سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔ یاد رکھا اسکو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

صحیح بخاری شریف ص۴۵۳، فتح الباری ج۶ ص۲۸۶ عمدۃ القاری ج۱۵ ص۱۱۰ مشکوٰۃ شریف ص۵۰۶ ارشاد الساری ج۵ ص۲۵ اشعۃ اللمعات فارسی ص۴۴۴ ج۴ مرقاۃ شریف ص۱۱۲ ج۱۱ مظاہر حق ص۴۰۰ ج۴۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

لَقَدْ حَدَّثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يَكُوْنُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔

(صحیح مسلم شریف ص۳۹۰ جلد ۲)

البتہ تحقیق مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ جو کچھ ہوگا۔ یہانتک کہ قیامت قائم ہو۔

---

[1] دیوبندیوں۔ اہلحدیثوں۔ تبلیغیوں اور مودودیوں کے نام نہاد مجدد مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے لکھا ہے کہ جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا۔ خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ نہ نبی کو۔ نہ ولی کو۔ نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ (تقویۃ الایمان ص۲۷ مطبوعہ دہلی)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

علامہ قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی سیرتِ مصطفےٰ پر لکھی ہوئی شہرہ آفاق کتاب مواہب اللدنیہ میں حدیث شریف درج فرماتی ہے کہ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْہَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ

بیشک اللہ تعالےٰ نے میرے لئے دنیا کو بلند فرمایا قیامت تک اس میں جو کچھ ہونے والا ہے۔ مَیں اُس کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

مواہب اللدنیہ شریف صـ ۱۹۳ جـ ۲ مطبوعہ بیروت۔

زرقانی شریف صـ جـ مطبوعہ بیروت۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔

دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَالَ تَعْبُدُ اللہَ وَلَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ وَتُؤَدِّیْ الزَّکٰوۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا شَیْئًا وَّلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا۔

(مشکوٰۃ شریف صـ ۱۲)

مجھے ایسا عمل بتایئے جسے اختیار کرنے سے میں جنت جاؤں۔ فرمایا (وہ عمل یہ ہے کہ) تو اللہ تعالےٰ کی عبادت کرے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ اور نماز قائم کرے۔ اور فرض شدہ زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان شریف کے روزے رکھے۔ (یہ سنکر) اس اعرابی نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ مَیں نہ اس سے کچھ زیادہ کروں گا۔ اور نہ اس میں سے کچھ کم کروں گا۔ جب وہ اعرابی پست پھیر کر چلا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اس بات سے مسرت محسوس کرے کہ اہل جنت میں سے کسی کو دیکھے تو وہ اس

آدمی کو دیکھ لے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں ہی اس آدمی کے جنتی ہونے کے متعلق فرما دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الْجَنَّۃَ تَشْتَاقُ اِلیٰ ثَلٰثَۃٍ عَلِیٍّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ۔ (جامع ترمذی صفحہ ۲۲۰ جلد ۲)

جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے۔ علی عمار۔ سلمان

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

یَنْزِلُ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ وَیَمْکُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَمُوْتُ فَیُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ۔ (جامع ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۴۸۰ اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۸۱ جلد ۴ مرقاۃ صفحہ ۲۲۳ جلد ۱۰)

حضرت عیسےٰ بن مریم زمین پر اُتریں گے۔ تو نکاح کریں گے۔ اور اُن کی اولاد ہوگی۔ اور پینتالیس سال قیام فرمائیں گے۔ پھر ان کا وصال ہوگا۔ اور میری قبر کے ساتھ میرے مقبرے میں دفن کئے جائیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہٗ کا عقیدہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔

حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

نبی غیب دان سیدِ مرسلاں جناب محمد مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ۔ (جامع ترمذی صفحہ ۱۴۰ جلد ۲ انصب امت فارسی)

مومن کی فراست سے ڈرو۔ بیشک وہ اللہ تعالےٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

ملا علی قاری حنفی قدس سرہ النورانی کا عقیدہ

حضرت ملا علی قاری حنفی مکی علیہ الرحمۃ جو کہ دیوبندی حضرات کے نزدیک بھی مستند ہیں۔ فرماتے ہیں۔

اَلنُّفُوسُ الزَّکِیَّۃُ الْقُدْسِیَّۃُ اِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدَنِیَّۃِ خَرَجَتْ وَاتَّصَلَتْ بِالْمَلَاءِ الْاَعْلٰی وَلَمْ یَبْقَ لَہٗ حِجَابٌ فَتَرَی الْکُلَّ کَالْمُشَاھِدِ۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۶/۲۲)

پاک اور صاف نفوس جب بدنی علاقوں سے خالی ہو جاتے ہیں۔ تو ترقی کرتے ہوتے ملاء اعلےٰ سے مل جاتے ہیں۔ اور ان پر کوئی حجاب اور پردہ نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ تمام اشیاء کو اس طرح دیکھتے ہیں۔ جیسے وہ سامنے ہیں۔

امام ربانی علامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کا عقیدہ

علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اپنے شیخ سید علی خواص علیہ الرحمۃ کو ارشاد فرماتے سنا ہے۔

لَا تَکْمِیْلُ الرَّجُلِ عِنْدَنَا حَتّٰی یَعْلَمَ حَرَکَاتِ مُرِیْدِہٖ فِیْ اِنْتِقَالِہٖ فِی الْاَصْلَابِ وَھُوَ مِنْ یَوْمِ اَلَسْتُ اِلٰی اِسْتِقْرَارِہٖ فِی الْجَنَّۃِ اَوْ فِی النَّارِ۔

(کبریت احمر برحاشیہ الیواقیت والجواہر ص — مطبوعہ مصر)

ہمارے نزدیک مردِ کامل اس وقت تک کوئی نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ اپنے مرید کی حرکاتِ نسبی کو روزِ میثاق سے لے کر اس کے جنت یا دوزخ میں داخل ہونے تک نہ جان لے۔

علامہ سیدی عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ اپنی دوسری تصنیفِ لطیف طبقات الکبرےٰ میں ولی کامل کے علم کے متعلق فرماتے ہیں کہ

اِطَّلَعَہٗ عَلٰی غَیْبِہٖ حَتّٰی لَا تَنْبُتُ شَجَرَۃٌ وَلَا تَخْضَرُّ وَرَقَۃٌ اِلَّا بِنَظْرِہٖ۔

اللہ تعالیٰ (ولی اللہ کو) اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ یہاں تک جو درخت اگتا ہے۔ اور

لہ امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ وہ رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہِ اقدس کے حضوری ہیں۔ جن کے متعلق دیوبندیوں کے مولوی انور شاہ صاحب کشمیری نے لکھا ہے کہ انہوں نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحیح بخاری پڑھکر سناتی ہے۔ (فیض الباری ص — مطبوعہ ملتان)

جو پتّا بھی سرسبز ہوتا ہے اس آنکھ کے سامنے ہوتا ہے۔ (الطبقات الکبریٰ صـ۱۲۳ مطبوعہ مصر)

قطبِ زماں حضرت عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

جن کو دیوبندی اکابر بھی بزرگ اور ولی اللہ تسلیم کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں۔

مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرَضُوْنَ السَّبْعُ فِیْ نَظَرِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ اِلَّا کَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ فِیْ فَلَاةٍ مِنَ الْاَرْضِ

(الابریز صـ۲۴۲ مطبوعہ مصر)

ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مومن کامل کی وسعت نگاہ میں ایسی ہیں۔ جیسے ایک میدان لق و دق میں ایک چھلا پڑا ہو۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

عارفین کاملین پر ہر چیز روشن اور ظاہر ہو جاتی ہے۔ امورِ غائبہ بھی منکشف ہو جاتے ہیں۔ (لمعات فارسی صـ۱۲۱ لمعہ نمبر۲)

اولیاء اللہ کو لوگوں کے دِلوں کے حالات اور آئندہ وقوع پذیر ہونے والے واقعات کا علم ہوتا ہے۔ (شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل صـ۵۶)

قارئین کرام: تمام موضوعات کا ثبوت قرآن و حدیث سے پیش کیا گیا ہے جس سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام اور اہلِ بیت اطہار علیہم الرضوان کے عقائد اور نظریات روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ لیکن دیوبندی اور اہلحدیث غیر مقلدین حضرات کے نزدیک یہ تمام عقائد کفر و شرک اور حرام ہیں۔ اور پھر اہلسنت وجماعت کا دعوےٰ کریں۔ تو یہ صریحاً دھوکہ اور فریب ہے۔ لہٰذا قرآن و حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ یہ اہلسنت وجماعت نہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝